

۰ اذْقَالَ عِيسَىٰ ابْنَ مَرْيَمَ يَبْنَىٰ إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا
بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي فِي مِنْ بَعْدِي أَسْهُمْ أَحْمَدٌ (القرآن)

فارقلیط

(اسہم احمد ﷺ)

پادری وکف اے سنگھ کے رسالہ "فارقلیط" کے جواب میں

مؤلف: حکیم محمد عمران ثاقب



وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَنْبَغِي إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقٌ لِّمَا
بَيْنَ يَدَيْنَا مِنَ الْتَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِنَا أَسْمُهُ أَحْمَدُ ۝ (القرآن)

فارقلیط

(اسمه احمد ﷺ)

پادری وکف اے سنگھ کے

رسالہ ”فارقلیط“ کے جواب میں

مصنف
حکیم محمد عمران ثاقب

مکتبہ شہزادیہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

| | |
|-------|----------------------|
| کتاب | فارقلیط (اسسہ احمد) |
| مصنف | حکیم محمد عمران شاہق |
| ناشر | جگہ فروز جعفر |
| اشاعت | اپریل 2011ء |
| قیمت | |

مذکور کا پتا

مکتبہ السلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غربی سڑیت اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973
بسم اللہ رب العالمین شیل پردول پپ کوتولی روڈ، قصیر آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

E-mail: maktabaislamapk@gmail.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰی ، وَسَلَامٌ عَلٰی عَبَادٰه

الذی نصطفی

بندہ نے کتابچہ "فارقلیط" کو اچھی طرح دیکھا۔ اتنی کم عمری میں مؤلف نے کوزے میں دریا بند کرنے کی سعی میں نہایت عرق ریزی سے کام لیا ہے اور نقل و عقل کے ذریعے مفروضہ عیسائیت کے بخے ادھیز کر کھدیئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اسمہ احمد کی نہایت عمدہ تفسیر قم کی ہے۔ اور پادری وکل ف اے سنگھ صاحب کی باطل تاویلیوں کی خوب خبری ہے۔ پھر پادری صاحب کے مسلمہ لفظ Paracletus پر ہی بحث کرتے ہوئے فارقلیط کے متعلق اتنیں نشانیوں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

"اللّٰہ کرے کند شوق اور پرواز کرنے" کوزے میں دریا بند کرنے کی ایسی مشائیں خال خال ملتی ہیں۔ ہدایت کے منبع تو اللّٰہ جل علی کے دست قدرت میں ہیں ہمارے بس میں نہیں کہ کسی کو گردن سے پکڑ کر راہ راست پر لگا دیں۔ امید واثق ہے کہ یہ کتابچہ پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہو گا۔

میری رائے ہے کہ اس کا عربی اور خاص کر انگریزی زبان میں بھی ترجمہ ہوتا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ اللّٰہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حکیم صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے ان کیلئے تو شر آخوت بنائے۔

مولانا عبدالماک بن مولانا عبدالحق (مرحوم)

قلعہ دیدار سنگھ گوجرانوالہ

مُقَدِّمة

حضرت عیسیٰ ﷺ نے اپنی امت کو یہ خوشخبری دی تھی کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد (فارقلیط) ہو گا لیکن عیسائی از راہ حسد اس کو تسلیم نہیں کرتے، حالانکہ بابل کے متعدد مقامات پر واضح الفاظ میں اس کی تصریح کی گئی ہے اور قرآن مجید نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ نے صاف صاف نام لیکر آپ کی آمد کی بشارت دی تھی اور آپ نے نبی کریم ﷺ کا نام احمد بتایا ہے۔

تاریخ اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا نام صرف محمد ﷺ ہی نہ تھا، بلکہ احمد بھی تھا۔ عرب کا پورا لڑپچر اس بات سے خالی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پہلے کسی کا نام محمد یا احمد رکھا گیا ہو۔ متعدد اناجیل میں ایک انجیل برنباس ہے جو عیسیٰ ﷺ کے حواری برنباس کی مرتب کردہ ہے۔ یہ انجیل دیگر اناجیل کی نسبت حضرت عیسیٰ ﷺ کی تعلیمات، سیرت اور اقوال کی صحیح ترجمانی کرتی ہے۔ مگر عیسائیوں کی بدستوری کہ اس انجیل کے ذریعے سے اپنے عقائد کی صحیح اور حضرت عیسیٰ ﷺ کی اصل تعلیمات کو جاننے کا جو موقع ان کو ملا تھا، اسے محض ضد کی بناء پر انہوں نے کھو دیا اور برنباس کی انجیل کو جھوٹی انجیلوں کی فہرست میں شامل کر لیا کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا واضح نام لیکر پیش گوئی کی گئی ہے۔ پھر تیلیٹ اور کفارہ جیسے عقائد کی مذمت بھی کی گئی ہے۔

حضرت عیسیٰ ﷺ نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں جو بشارتیں دیں، ان میں آپ ﷺ کا صاف نام مبارک لیا ہے جس کا ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ ”حضرت عیسیٰ ﷺ“ کہیں آپ ﷺ کے لئے ”صحیح“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں، کہیں رسول اللہ کہتے ہیں، کہیں قابل تعریف **Admirable** کہتے

فہرست مکالمہ

ہیں کہیں صاف صاف فقرے ارشاد فرماتے ہیں جو بالکل ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ کے ہم معنی ہیں۔” (تفہیم القرآن ۵-۳۷۱)

حضرت عیسیٰ ﷺ کی ایک بشارت بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

” تمام انبیاء جن کو خدا نے دنیا میں بھیجا، جن کی تعداد ایک لاکھ چوالیں ہزار تک پہنچتی ہے جن کو کہ اللہ نے دنیا میں بھیجا انہوں نے معمون میں تاریکی کے ساتھ باتیں کی ہیں، لیکن میرے بعد تمام نبیوں اور پاک آدمیوں کی روشنی آئے گا تب وہ تمام نبیوں کے اقوال کی تاریکی پر نور چکائے گا کیونکہ وہ اللہ کا رسول ہے۔“ (نجیل برنساس فصل ۱۷-۲۱، ۲۲)

برنساس کی نجیل میں آپ کا نام مبارک بھی ہے۔

”تحقیق اس کا نام محمد ہے، اس وقت عام لوگوں نے یہ کہتے ہوئے سور پھایا کہ یا خدا تو ہمارے لئے اپنے رسول کو بھیج، اے محمد ﷺ تو جلد دنیا کو نجات دینے کے لئے آ۔“ (برنساس فصل ۹۷، ۱۷، ۱۸)

علامہ ابن اسحاق یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ

”ایک مرتبہ صحابہؓ نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمیں اپنی خبر سنائیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے باپ حضرت ابراہیم کی دعا ہوں اور حضرت عیسیٰ ﷺ کی خوشخبری ہوں۔ میری والدہ کا جب پاؤں بھاری ہوا تو خواب میں دیکھا کہ گویا ان میں سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے شہر اور بصری کے محلات چمک اٹھے۔“ (بحوالہ یہود و نصاریٰ قرآن کی نظر میں ص ۲۹۳)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

” ہمارا مقصود یہ ہے کہ عالی جناب حضور ﷺ کی بابت اگلے انبیاءؓ میں برابر پیشیں گویاں کرتے رہے اور اپنی امت کو اپنی کتاب میں سے برابر پیشیں گویاں سناتے رہے اور آپ کی اتباع و نفترت کا انہیں حکم کرتے رہے۔ ہاں آپ کے امر

فارقلیط

4

کی شہرت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا کے بعد ہوئی جو تمام انبیاء کے باپ تھے۔

اسی طرح مزید شہرت کا باعث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوئی جس حدیث میں آپ نے سائل کے سوال پر اپنے امر نبوت کی نسبت دعائے خلیل اور نوید مسیح کی طرف کی ہے۔ اس سے یہی مراد ہے ان دونوں کے ساتھ آپ کا اپنی والدہ محترمہ کا خواب ذکر کرنا اس لئے تھا کہ اہل مکہ میں آپ کی شروع شہرت کا باعث یہ خواب تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بے شمار درود و سلام بھیجے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر شہرت اور باوجود انبیاء کی متواتر پیشین گوئیوں کے بھی جب آپ روشن دلیلیں لے کر آئے تو مخالفین اور کافروں نے کہہ دیا کہ یہ تو صاف جادو ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ۵/۳۲ مطبوعہ نعمانی لاہور)

قرآن مجید میں ہے۔

”وَإِذْ قَالَ عِيسَىٰ بْنُ مَرْيَمَ يَسْأَلُ إِسْرَائِيلَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مَصْدِقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنَ التُّورَاةِ“ (۱۱:۷)

میں اللہ کے رسول احمد بن علی علیہما السلام کی آمد سے متعلق توراة کی دی ہوئی بشارت کی تصدیق کرتا ہوں اور خود بھی ان کے آنے کی بشارت دیتا ہوں۔ (تفہیم القرآن ۵/۵۶۹)

نبی کریم علیہ السلام کی بشارتوں سے انجلیں بھری پڑی ہے جیسا کہ انجلیں میں ہے کہ فارقلیط سچائی کی روح یعنی صادق الامین ہوگا۔ یہ صفت رسول اللہ علیہ السلام کی اتنی معروف و مشہور ہے کہ اس کا انکار تو آپ علیہ السلام کے مخالفین نے بھی نہیں کیا۔ (اس کی مثالیں سیرت کی کتابوں میں اس قدر ملتی ہیں کہ جن کا شمار مشکل ہے) لفظ فارقلیط، احمد کا ہم معنی اور مترادف ہے۔ فارقلیط کے نام سے ایک رسالہ (۵۲ صفحات) پر مشتمل مصنفہ پادری وکلف اے سنگھ جس کو ایم آئی کے ۳۶ فیروز پور روڈ

فارقلیط

لاہور نے شائع کیا ہے۔ سن اشاعت ۲۰۱۷ءے ہے۔ پر رسالہ چار ابواب اور ایک ابتدائیہ پر مشتمل ہے۔

ابتدائیہ حرف آغاز فارقلیط یعنی روح حق (پا ب ا) مددگار فارقلیط (۲) روح حق (۳) حضور مسیح کی فارقلیط کے بارے میں پیش گویاں (۴) دنیا کا سردار، اس رسالہ کا خلاصہ وکلف اے سنگھ صاحب کے نزدیک یہ ہے۔

فارقلیط یعنی روح حق کا اشارہ حضور مسیح نے کیا ہے۔ اس کا تعلق رسول عربی سے نہیں ہے۔ (صفحہ ۹)

رو عیسائیت پر محترم حکیم محمد عمران ثاقب صاحب کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ موصوف نامور لکھاری ہیں۔ ادیان باطلہ خصوصاً عیسائی مذہب پر ان کو کافی عبور حاصل ہے، اس سے پہلے ان کی کتاب ”بائل اور محمد رسول اللہ ﷺ“ شائع ہو کر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ یہ کتاب بھی محترم حکیم صاحب نے بڑی محنت سے لکھی ہے اور پادری وکلف اے سنگھ کی طرف سے اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب عیسائیوں کی کتابوں سے دلائل کے ساتھ دیا ہے۔ اور صحیح معنوں میں تعاقب کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حکیم صاحب کی اس کاوش کو شرف قبولیت بخشنے اور ان کی نجات کا ذریعہ بنائے۔

عبدالرشید عراقی

عراقی گیٹ سوہندرہ ضلع گوجرانوالہ

۲۰۰۹ جولائی ۲۲

پیش لفظ

ان گنت و بے شمار تعریف کا واحد متحقق وہ صانع عالم ہے جو وحدہ لا شریک، لم یلد ولم یلد ہے۔ واحد اور صمد ہے۔ بلا شرکت غیرے ہر قسم کی حمد و ثناء اللہ رب کریم کیلئے مخصوص ہے جس نے ہدایت انسانی کیلئے اس دنیا میں منتخب اور معصوم انبیاء کو مبعوث فرمایا اور ہدایت انسانی اور فلاح دارین کیلئے دین اسلام کو پسند فرمایا اور معمار کعبہ کی اولاد سے خاتم النبین محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا کرنبوتوں کے سلسلہ کا اختتام فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اس قدر عظیم ہے۔ میں ایک معمولی سا بے بضاعت انسان اس کی عظمت کے گیت بھی نہیں گا سکتا۔ اس کی حمد و ثناء کا حق کون ادا کر سکتا ہے؟

اگر سمندر سیاہی میں بدل جائیں اور زمین کے درخت قلم بن جائیں بلکہ ایسے سات سمندر اور بن جائیں اور مخلوقات عرش سے لے کر فرش تک کاتب بن جائیں تو اللہ تعالیٰ کے احسانات، حمد اور ثناء کا ایک باب بھی پایہ تجھیل کونہ پہنچے۔

سمندروں کی سیاہی ختم ہو جائے، قلم گھس جائیں اور مخلوقات عاجز آ جائیں۔ وہ اتنا عظیم ہے کہ کلمہ کن سے کائنات کو بنایا اور فقط کن کہے تو زمین و آسمان چرخی کی طرح لپٹ جائیں وہ ہر کام پر قادر و مطلق ہے مگر افسوس کہ لوگوں نے اللہ کو اس طرح پہچانا ہی نہیں جس طرح اسے پہچاننے کا حق ہے۔

لوگوں اللہ سے ڈر جاؤ۔ اللہ کے بارے میں مثالیں بیان نہ کرو۔ اور اس کی مانند تو نکوئی ہے ہی نہیں۔ لوگوں مخلوق کو معہود نہ بناؤ اور اس کے انبیاء کو اس کا جزو یا بیٹا نہ لٹھہ راؤ۔ کیا تم اللہ کے جلال کی تاب لا سکتے ہو؟ نہیں ہرگز نہیں۔

تو پھر اللہ کی دشمنی مول نہ لو اور اپنے مسیح کی مخالفت نہ کرو۔ انھیں میں لکھا ہے اور جناب مسیح نے ڈنکے کی چوت اعلان فرمایا ہے خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند

ہے۔ (مرقس ۱۲-۲۹) اور فرمایا ”تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اس کی عبادت کر۔“ (متی ۱۰-۵)

دیکھو مسیح کا عقیدہ ہے کہ اللہ صرف ایک ہے اور صرف اسی کی عبادت کرو۔ یہی سب حکموں سے اول حکم ہے اور یہی سب انبیاء کی تعلیم ہے۔ لہذا اپنے مسیح اور تمام انبیاء کی مخالفت کر کے اللہ تعالیٰ کی دشمنی مول لے کر جہنم کا ایندھن نہ بنو اور اپنی ابدی زندگی کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ جیسا تم کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ان سب باتوں سے پاک ہے۔ مخلوق اس کی نعمتوں کے شمار اور اس کی حمد کا حق ادا کرنے سے عاجز ہے۔

لہذا اب ہم سرور کائنات سردار الانبیاء حضور صادق المہدو ق شافع مبشر، خاتم النبین محمد رسول اللہ ﷺ کے حضور نعمت بطور نذرانہ پیش کرنے کی جہارت کرتے ہیں۔ زر و جواہر پنجاہور ہوں میری جان، مال، اولاد، ماں، باپ۔ فدا ہوں اس ذات والا صفات کی روح مقدس پر جس کے ایوانِ رفت کے آگے عرشِ اعظم ایک چھوٹا سا محل لگتا ہے۔ ان گنت و بے شمار درود و سلام اس فہم و فراست کے سلطان ﷺ کی ذاتِ اقدس پر جس کے عقل و شعور کے سامنے عقل کل ایک معصوم سا بچہ لگتا ہے۔ ان گنت درود و سلام اس رحمتِ مجسم کی ذات با برکات پر جس کی رحمت و شفقتِ محض بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کیلئے نہیں بلکہ عالمیں کے لئے ہے۔ وہی عہد کا رسول کہ جس کی آمد سے قبل ہر صاحب کتاب نبی نے اس کی راہ تیار کی اور اس کے ظہور کی پیش گوئی فرمائی۔ سیدنا عیسیٰ ﷺ ان کے پاؤں کی جوئی کا تسمہ کھولنے کی حرمت لئے، اسہ، احمد کی بشارت سناتے اور یہ اعلان فرماتے کہ ”اس کی شان میں گستاخی معاف نہیں کی جائے گی۔“ آسمانوں پر اٹھائے گئے! ہاں۔

وہ محمد ﷺ جس نے بھوک کی شدت سے ٹنگ آ کر پیٹ پر پتھر باندھے ہیں مگر اس معصوم نبی کے رب عرب و دبدبہ کا یہ عالم ہے کہ خود سراکڑی ہوئی گردئیں اور شہنشاہوں کی بسیط و عریض زندگانیاں آپ کے جلال و ہیبت سے ٹنگ ہو کر سکڑ

فارقلیط

8

گلکس۔ اس کی جرات و بہادری اور قوت بازو پر قربان کہ قلت و کثرت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے قوی دشمنوں کا غرور خاک میں ملیا میٹ کر کے دکھ دیا۔

آہستگی، تندی، تیزی کے درمیان آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”خیر الامور او سلطھا“ اور اس فرمان میں اپنی لینت سے صلب کو زم فرمادیا۔ یہود و نصاری اور بت پرستوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے معبدان باطلہ پر لاکی تکوار چلا کر انسانیت کو غیر اللہ کی عبادت سے بے نیاز کر دیا۔ جہالت کے طوق لوگوں کی گردنوں سے اتار پھینکے۔ بتوں کو مسماں کر کے جائے الحق کا اعلان فرمایا۔ گورے، کالے، عربی، عجمی، حسب و نسب کے امتیاز کا خاتمه فرمادیا۔ ہاں وہ رسول جو سخنی اتنا کہ احمد پھاڑ جتنا سونا بھی غریبوں، شیموں، مسکینوں میں تقسیم کرنے کیلئے چند دن لگیں وہ عالمین کا رسول جس کا ہر لمحہ اللہ کے ذکر سے گذرے اور عبادت کرتے کرتے پاؤں تک متورم ہو جاتے ہیں، اور جن کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ ان کے ذکر خیر کے بغیر دنیا میں ایک منٹ بھی نہیں گذرتا۔

ان کے ذکر کی بلندی کا وعدہ اللہ نے اس طرح فرمایا کہ ”ورفعنا لک ذکرک“ اور جس کے اخلاق کو اللہ تعالیٰ نے ”وانک لعلی خلق عظیم“ سے تعبیر فرمایا ہے۔ ہاں وہی مزکی نفوس جو مصطفیٰ، مجتبی، اُمی، مگر معلم سرچشمہ نور ہدایت، ہادی و منذر سراج منیر، مزل، مدثر، طہ اور یسین، شفیق، رحیم، صاحب خیر کثیر، نوع انسانی کیلئے موجب خیر، احمد اور خاتم النبین، وکیل، ناصر یعنی قیامت کے دن اولاد آدم کا مددگار اور معزی یعنی قیامت کی ہولناکیوں میں مومنین کو تسلی دینے والا اور شافع محشر قیامت کے دن بھی حمد کا جھنڈا آپ ہی کے ہاتھ میں ہو گا اور تمام انبیاء آپ ہی کے جھنڈے تلنے جمع ہوں گے اور جن کی رسالت مخصوص وطن یا محدود مدت کے لئے نہیں بلکہ ابدی قیامت تک کے لئے ہے۔ وہ مبشر، نذیر اور داعی الی اللہ فارقلیط ﷺ خاتم النبین، عہد کا رسول، جس کی ذات گرامی کو اللہ تعالیٰ نے

فہرستِ محتوا

آنکہ دن جہاں تاب اور ساری انسانیت کا مرکز و محور بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ازل سے لے کر آج تک جس قدر مخلوق پیدا فرمائی ہے، آسمانوں یا زمینوں میں یا "ما بین السموات والارض" اس میں کوئی نہیں اور نہ ہی آج سے لیکر ابد تک جس قدر مخلوق پیدا ہو گی آسمانوں یا زمینوں میں یا ما بین السموات والارض اس میں سے کوئی بھی نہیں جو آپ کی خاک پاء کو پہنچ سکے۔ تمام انبیاء کی صفات و معجزات کے مجموعات کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تہذیات میں سو ریا۔ اس قدر فضائل کے باوجود فرمایا حضور صارق المصدق نے "إِنَّا سَيَدُ الْأَرْضَ إِذَا دَعَاهُ أَهْلُ الْأَرْضِ لَوْلَا حُكْمَ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَوْلَا فَخْرٌ وَّبِيدٌ لَوْلَا حُمْدٌ وَّلَوْلَا فَخْرٌ وَّمَا مِنْ نَبِيٍّ يُوْمَنُذَ آدَمَ فَمَنْ سَوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لَوْلَائِي وَإِنَّا أَوْلَى مَنْ تَنْشَقُ عَنْهُ الْأَرْضَ وَلَوْلَا فَخْرٌ۔" (رواہ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

قیامت کے دن (بھی) تمام اولاد آدم کی سرداری مجھے حاصل ہو گی اور میں اس پر غرور نہیں کرتا اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا۔ مگر میں اس پر غرور نہیں کرتا اور تمام انبیاء میرے ہی جھنڈے تلے جمع ہوں گے مگر میں اس پر بھی فخر نہیں کرتا اور دربارِ الٰہی میں حاضری کے لئے سب سے پہلے میری ہی قبرش ق کی جائے گی اور میں اس پر بھی فخر نہیں کرتا۔"

برا ہو نہ ہی پیشوائیت اور جاہ و حشم کے مفادات کا اسرائیلی اور اسمائیلی نبی تعصب کا، کہ یہ لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کو اور آپ کی رسالت کے برحق ہونے کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح کوئی پہچان سکتا ہے اپنے بیٹے کو۔ مگر محض اسرائیلی اور اسمائیلی تعصب کی بناء پر محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کے منکر ہو کر خواہ مخواہ جہنم کا ایندھن بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ قرآن حکیم نے اہل کتاب کو احسن طریقے سے دعوت دینے کی ترغیب جگہ جگہ دلائی ہے۔

اور اس کتاب کے ذریعے ہمارا بھی یہی مقصد ہے، ہماری ذمہ داری منوانا نہیں حق پہنچانا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جتنا کام آج پوری دنیا میں عیسائی مشنریاں کر

فارقلیط

10

رہی ہیں، ہمارا کام تو ان کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں مگر باوجود اس کے کہ موجودہ دور میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا مذہب اسلام ہے اور ایسا کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ”لی ظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون“۔ چنانچہ مشرک دین اسلام کو مٹانے کی تدبیریں کرتے ہیں، اللہ دین اسلام کو پھیلانے کی راہیں کھولتے ہیں۔ اہل کتاب نے اپنے دین کی اشاعت کے لئے پوری دنیا میں مسیحی مشریوں کا ایک جال بچھا رکھا ہے۔ ایک وقت میں دنیا بھر میں باہل فری تقسیم کی جاتی رہی۔ نتیجہ معلوم ہے شمار لوگوں نے باہل کو پڑھا اور اس کے اختلافات سے واقف ہو گئے اور اس کا فائدہ اسلام ہی کو پہنچا۔ ہم تبلیغ کا حق تو ادا نہیں کر سکتے مگر کم از کم ہمیں اپنی بساط کے مطابق حصہ تو ڈالنا چاہئے۔

پچھے اس کتاب کے بارے میں:-

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جولائی ۲۰۰۷ء میں میری کتاب باہل اور محمد رسول اللہ ﷺ مکتبہ قدوسیہ کے سرپرست محترم ابو بکر قدوسی صاحب کی خاص توجہ اور نگرانی میں منظر عام پر آئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کتاب نے خاص مقبولیت کا درجہ پایا۔ خوش ہونے والے خوش ہوئے اور جلنے والے خوب جلنے، کڑھے۔ ایک پادری صاحب نے جواباً وکلف اے سنگھ کا رسالہ ”فارقلیط“ اور پادری برکت اللہ صاحب کی ”صحت کتب مقدسة“ تحفہ میں دیں۔ اگرچہ ہم باہل اور محمد رسول اللہ ﷺ نامی کتاب میں فارقلیط یعنی احمد بن حنبل کے متعلق کافی پچھے لکھ چکے ہیں، مگر اس وقت جوابی اور الزامی صورت نہ تھی۔ دوسرا یہ کہ اختصار بھی ہمارے پیش نظر تھا اور تیسرا یہ کہ پادری وکلف اے سنگھ کا رسالہ ”فارقلیط“ بالکل بھی ہماری نظر سے نہیں گزرتا تھا۔ لہذا بعض مقامات پر تسلیکی کا احساس ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی تو سوچا کیوں نہ تحفے کا جواب تحفہ ہی بھیجا جائے۔ شاید اس سے محبت میں پچھے اضافہ ہو اور دیسے بھی ہماری خواہش ہے کہ

کوئی خط ان کو لکھوائے تو ہم سے لکھوائے
ہوئی صبح تو قلم کان پر رکھ کر گھر سے ہم نکلے
پادری صاحب کے رسائلے کا چائزہ صحیح معنوں میں ہم انشاء اللہ آگے چل کر
لیں گے فی الوقت مختصر تبرہ پیش خدمت ہے۔ بقول شاعر

تو نے حق کو خوب گانٹھا ہے
اپنے مطلب کو خوب چھانٹھا ہے
دیکھنے میں وہ پھول ہے لیکن
درحقیقت وہ سیہے کا کانٹا ہے

پادری صاحب نے جس طرح زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں کہ باید و
شاپید اس قدر علمی خیانت اور دیدہ و دانستہ کہ تمان حق پر یہی کہا جاسکتا ہے کہ
ہاتھ باغ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں
میرا مشورہ ہے، پادری صاحب اتنی سادگی اچھی نہیں ہوتی۔ میدان جنگ میں
جائیے ضرور مگر شمشیر لے کر۔ یہ کیا ہوا کہ

اس سادگی پر کون نہ مر جائے اے خدا
لاتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

دعویٰ دلیل سے ہوتا ہے مگر جناب نے بغیر کسی ثبوت اور محض چونکہ چنانچہ اور
اپنے زور قلم سے یہ ثابت کرنے کی ناکام سعی فرمائی کہ فارقلیط سے مراد وہ روح ہے
جو پہنچتی کرت کے دن حواریوں پر نازل ہوئی اور جب کچھ نہ بن سکا تو عقیدہ کفارہ اور
عقیدہ سٹیشن کو خواہ مخواہ درمیان میں گھسیڑ لائے۔ بہر حال ہم آپ کو اور آپ کے
حواریوں کو دعوت دیتے ہیں، بلکہ ہم دنیائے عیسائیت کے ہر فرزند نامختون کو دعوت
دیتے ہیں کہ نہ صرف ہر دو رسالہ فارقلیط کا تقابل کریں بلکہ قرآن اور بائل کا صحیح
معنوں میں تقابل کریں۔ اسلام اور عیسائیت کا تقابل کریں اور اس تقابل کے بعد۔

بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر
ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر ہر عیسائی پر ان اجیل کے تضادات کا بھید کھل جائے تو
پوری دنیا یعنی عیسائیت منتشر اور پراگنڈہ ہو کر رہ جائے گی۔ اس لئے ضرور اسلام اور
عیسائیت، قرآن اور بائل کا مقابل فرمائیے۔ جو عیسائی یہ کام کریگا وہ پلٹ آئے گا
کیونکہ روشنی اور نور کو پالینے کے بعد یقیناً کوئی اندھیروں کو پلٹنا نہ چاہے گا اسی لئے
ہم کہتے ہیں اور بقول شاعر

صداقت ہو تو دل سینوں سے کھنچ آتے ہیں اے واعظ
حقیقت خود کو منوا لیتی ہے مانی نہیں جاتی

عربی کا معروف مقولہ ہے کہ ”تعریف الاشیاء باضدادها“ چیزیں مقابلہ میں
پرکھی جاتی ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہم برباد کہتے ہیں کہ

آزمائے جس کا جی چاہے

یہی دعوت میں نے متعدد عیسائی دوستوں اور بعض پادری صاحبان کو بھی دی
اور اللہ کی توفیق سے بعض نے پوری تحقیق کے بعد اسلام قبول کر لیا اور آج وہ مسلم
مشتری ہیں۔ حضور صادق المصدق محمد علیؑ نے ایک مرتبہ حضرت علیؓ سے فرمایا
تھا کہ اے علیؓ! اگر تیرے ہاتھ پر کسی ایک غیر مسلم نے بھی اسلام قبول کر لیا تو یہ
تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ یہ فرمان رسول مجھے کبھی نہیں بھولتا اور ہمیشہ
یہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے میں حریص رہتا ہوں۔

آخر میں قارئین سے درخواست کروں گا کہ اپنی دعاؤں میں مجھے اور میرے
والدین کو یاد رکھئے گا جن کی محنت سے میں اس قابل ہوں۔ اللہ سے دعا ہے کہ اس
کام کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے ہمارے لئے تو شہ آخوت بنائے۔ (آمین)

حکیم محمد عمران ثاقب

۱۵ نومبر ۲۰۰۶ء

فہرست محتوا

چند ایک بنیادی باتیں:-

(۱) پادری صاحب کے رسالہ فارقلیط میں مکمل عمارت کی بنیاد بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہو گا کہ پوری عیسائیت کے مذہب کی بنیاد عقیدہ شیلیٹ اور عقیدہ کفارہ پر ہے۔ لہذا اس رسالہ میں بھی انہوں نے عقیدہ شیلیٹ اور عقیدہ کفارہ کو، ہی بنیاد بنا کر فارقلیط کو روح کی جانب مسوب کیا ہے۔

عقیدہ کفارہ اور عقیدہ شیلیٹ کی حقیقت کی قلعی اگر قارئین پر کھل جائے تو پادری صاحب کی ساری بحث بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ لہذا ہم درج ذیل باتوں کی وضاحت کرنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں۔

(۱) عقیدہ شیلیٹ کی حقیقت اور اس کا پس منظر۔

(۲) عقیدہ کفارہ کی حقیقت اور اس کا پس منظر۔

(۳) مروجہ انجیل کی حقیقت، ہم صرف یوہنا کی انجیل پر بحث کریں گے۔ باقیوں کی تفصیل بیان کرنے کی یہاں ضرورت نہیں اور گنجائش بھی نہیں۔ فارقلیط کی پیشین گوئی صرف انجیل یوہنا میں ہے۔ لہذا انجیل یوہنا کی حقیقت ہم خوب بیان کریں گے۔

عہد نامہ قدیم پر ایک نظر:-

یہ بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ بابل محرف ہے۔ بابل کی کتب ہمیشہ حادثات کا شکار رہیں۔ بیسوں مرتبہ جلائی گئیں، تلف کی گئیں، اور ان کے پڑھنے یا پھر اپنے پاس رکھنے پر نہ صرف پابندیاں لگائی گئیں بلکہ ایسا کرنے والے مختلف اوقات میں سگین سزاوں سے دوچار ہوئے حتیٰ کہ قتل کرنے کے آرڈر جاری ہوتے رہے۔ ان سب باتوں کی تفصیل خود مروجہ بابل میں ہی موجود ہے۔

بابل کی کوئی ایک کتاب بھی الہامی معیار پر پورا نہیں اتری۔ بابل میں تضادات اور غلطیوں کی بھرمار ہے۔ تاریخی واقعات کی غلطیاں اور متعدد پیشین گویاں

فقرہ قلیل

جو غلط ثابت ہوئیں۔ کیتھولک والوں کی بائبل الگ ہے اور پروٹسٹنٹ کی الگ۔ کیتھولک بائبل عہد نامہ قدیم میں چھالیس کتابیں ہیں اور پروٹسٹنٹ بائبل عہد نامہ قدیم میں کل انٹالیس کتابیں ہیں اور دوسرے اختلافات اس کے علاوہ ہیں۔ خود عہد نامہ جدید میں عہد نامہ قدیم کی تنقیص اور بیکار ہونا ثابت ہے۔ چنانچہ عہد نامہ جدید میں لکھا ہے۔

(۱) ”غرض پہلا حکم کمزور اور بے فائدہ ہونے کے سبب سے منسوخ ہو گیا کیونکہ شریعت نے کسی چیز کو کامل نہیں کیا اور اس کی جگہ ایک بہتر امید رکھی گئی جس کے وسیلہ سے ہم خداوند کے نزدیک جاسکتے ہیں۔“ (عبرانیوں ۷-۱۸)

اور عبرانیوں کے باب ۸ میں ہے۔

(۲) ”اگر پہلا عہد بے نقص ہوتا تو دوسرے کے لئے موقع نہ ڈھونڈا جاتا۔“

(۳) جب اشٹ نے نیا عہد آکیا تو پہلے کو پرانا ٹھہرایا اور جو چیز پرانی ہو جاتی ہے اور مدت کی ہو جاتی ہے تو وہ منہ کے قریب ہوتی ہے۔“ (عبرانیوں ۳-۱۳)

عہد نامہ جدید میں عیسائیوں کے مقدس پولوس نے عہد نامہ قدیم کو بیکار فرسودہ، پرانا اور مٹا ہوا یا منہ کے قریب تسلیم کیا ہے۔ اب ہم عہد نامہ جدید پر ایک نظر ڈالیں گے اور عہد نامہ جدید میں موجود یوحنا کی انجیل کو ہم وضاحت سے بیان کریں گے۔

عہد نامہ جدید پر ایک نظر:-

حضرت عیسیٰ کی اپنی زبان (Aramaic) تھی۔ اصل انجیل جو عیسیٰ پر نازل ہوئی وہ ارامی زبان میں تھی جس کی تصدیق حضرت عیسیٰ کے اس قول سے ہوتی ہے جو بقول عیسائی بائبل کے انہوں پنے سوی پر چڑھتے ہوئے کہی۔ ”ایلی ایلی لاما شبکشی،“ (متی ۲۷-۴۶، مرقس ۱۵-۳۴)

"ELI, ELI LAMA SABACHTHANI"

ارامی اور عبرانی زبان میں انجیل کا کوئی نسخہ تحریر نہیں کیا گیا۔ عیسیٰ نے انجیل کو بذات خود لکھا اور نہ کسی کو اس پر معمور کیا۔ لہذا اصل الہامی الفاظ تو عیسیٰ کے رفع آسمانی کے بعد قلمبند نہ ہونے کے سبب ضائع ہو گئے۔ پادری برکت اللہ صاحب لکھتے ہیں ”مسیح نے اپنے پیچھے کوئی کتاب نہیں چھوڑی بلکہ مسیحی کلیسا کو اپنا کامل اور اکمل نمونہ دیا۔“ (میسیحیت کی عالمگیری، ص ۷۷)

عہد نامہ جدید New Testament یعنی مروجہ انجل کے متعلق یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ نے اپنی موجودگی میں انجیل کو لکھا اور نہ ہی کسی سے لکھوا یا بلکہ عیسیٰ ﷺ کے رفع آسمانی کے ایک عرصہ بعد تقریباً نصف صدی کے بعد لوگوں کو یہ خیال آیا اور لوگوں نے حیات مسیح پر قلم اٹھایا اور عیسیٰ ﷺ کے چند ذاتی فرمودات جو سینہ پر سینہ چلے آرہے تھے، ان اقوال نے مسیح کی سوانح عمریوں میں جگہ پائی۔ چنانچہ پادری وکلف اے سنگھ اپنی ہی دوسری تالیف ”صداقت بابل“ (مطبوعہ ایم آئی کے ۳۶ فیروز پور روڈ لاہور) میں رقمطراز ہیں۔

”میسیحیت کے ابتدائی ایام میں ۱۹۰۰ء اس خوشخبری (انجیل) کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا گیا تھا، اس وقت میسیحیوں کی کتب مقدسہ عہد عقیق ہی تھا۔“
 (صداقت بابل ص ۹۶)

اور آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ”اس وقت چونکہ یسوع اسیح کے متعلق باتیں لوگوں کے ذہن میں ہنوز تازہ تھیں، اس لئے انہیں قلم بند کرنے کی ضرورت کسی نے محسوس نہ کی۔ یہ زمانہ زبانی روایات کا زمانہ تھا..... تاہم وہ وقت بھی آپنچا جب چشم دید گواہوں کو اس جہان سے رخصت ہونا تھا، بعض قتل کر دیئے گئے اور بعض قضاۓ الہی سے وفات پا گئے۔ اس لئے یہ ضروری ہو گیا کہ اس سے پیشتر کہ کوئی ایسا باقی نہ رہے جو کہہ سکے

فہرقلیٰ

16

کہ میں نے یسوع مسیح کو دیکھا تھا۔ تمام واقعات اور آپ کی تعلیمات کو قلمبند کر لیا جائے۔” (صداقت بائل ص ۹۸)

مزید لکھتے ہیں کہ ”مرقس کی انجیل سب سے پہلی ہے۔ یہ انجیل حضرت مرقس نے ۵۰-۶۵ء کے دوران یونانی زبان میں غالباً روم میں لکھی۔ (صداقت بائل ص ۱۰۰)

نیز ”حضرت مرقس مسیح کے حواری نہیں۔“ (صداقت بائل) دوسری انجیل لوقا ہے وہ بھی حواری نہ تھے اور باقی دونوں بعد کی تصنیفات ہیں اور اب یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ متی اور یوحنا کی انانجیل بھی حواریوں کی لکھی ہوئی نہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بائل کی تقریباً ہر کتاب عہد نامہ قدیم کی ہو یا عہد نامہ جدید کی، اکثر کتابوں میں صاحب کتاب نبی کی زندگی کے حالات پیدائش کے واقعات حتیٰ کہ موت اور ما بعد موت کے حالات و واقعات بھی مندرج ہیں۔ اس سے بھی آپ اندازہ فرماسکتے ہیں کہ یہ کتابیں کس قدر الہامی ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام الگ اور صاحب کتاب نبی کی سیرت حالات و واقعات علیحدہ سے لکھی جاتی تاکہ کلام الہامی میں انسانی کلام کی آمیزش نہ ہونے پاتی۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اس وجہ سے آج ان کتابوں میں الہام کی بجائے انسانی کاوش زیادہ ہے جو حصہ الہام تھا وہ الہامی الفاظ بھی آج دنیا سے مفقود ہیں۔ کیونکہ اصل الہامی الفاظ کے کئی مرتبہ ترجمہ در ترجمہ منتقلی کے سبب اصل الہامی الفاظ کو محفوظ کرنے کی پروافہ ہی نہیں کی گئی۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اصل عبارت کے نیچے ترجمہ کیا جاتا تاکہ اگر ترجمہ میں نقص یا تبدیلی کا شہر ہوتا تو اصل الہامی الفاظ سے تهدیق کی جاسکتی۔ جس طرح قرآن کریم کے تراجم آج دنیا کی متعدد زبانوں میں موجود ہیں مگر ساتھ میں اصل عربی عبارت بھی موجود ہے تاکہ ترجمہ کی کسی بھی خامی کی صورت میں اصل سے مقابلہ کر کے پڑتاں کی جا سکے۔ لہذا مردجہ انانجیل کی حیثیت مسیح ﷺ کی سوانح عمریوں سے بڑھ کر نہیں۔ البته اتنا ضرور ہے کہ چند ایک مشہور وعظ اور مسیح کی پیشین

گوئیاں لوگوں کے ذہن میں تھیں جو سینہ بہ سینہ چلی آتی تھیں۔ لب اس چند احکامات اور پشین گوئیوں نے ان سوانح عمریوں میں جگہ پائی۔

مقدس لوقا اپنی انجیل کے شروع میں اعتراف کرتے ہیں کہ انہوں نے جو شروع سے دیکھنے والے کلام کی خدمت کرنے والے تھے، ہم سے روایت کی لہذا میں نے بھی مناسب سمجھا کہ سب کو سرے سے صحیح دریافت کر کے لکھوں اور ترتیب بھی دوں۔ گویا لوقا نے پہلے تو بہت سے لوگوں سے صحیح کے واقعات دریافت کئے پھر معزز تھیفلس کے لئے انہیں ترتیب دی۔ ہمیں بزرگ لوقا کا مشکور ہونا چاہئے کہ انہوں نے صاف صاف بتلا دیا کہ جو روایات ان تک پہنچی تھیں، انہیں اول بزرگ لوقا نے صحیح طور پر دریافت کیا اور پھر خود ہی ترتیب بھی دیا۔ اس بیان سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ ان انجلیوں کا درجہ ایسا ہی ہونا چاہئے جیسا کہ مسلمانوں میں روایات کا ہے۔ کیونکہ وہ بھی بزرگ عالموں نے روایت سے بیان کی ہیں۔ مگر افسوس کہ ان انجلیوں کو ایسا درجہ بھی نہیں مل سکتا کیونکہ روایت کرنے کا دعویٰ تو موجود ہے مگر جن سے روایات لی گئی ہیں، ان کا نام پتہ، حالات و واقعات کچھ بھی معلوم نہیں جبکہ برعکس اس کے احادیث و روایات مبارکہ یا کتب احادیث کا درجہ ان انجلی سے اس لئے بالاتر ہو گا کہ انہوں نے روایت کے ساتھ راویوں کا سلسلہ بھی بیان کر دیا ہے۔ اور ایک ایسا فن ایجاد کیا جس کا نام اسماء الرجال رکھا ہے۔ ہر راوی کے حالات و واقعات کو بھی علیحدہ سے محفوظ کر لیا گیا ہے۔ حقیقی اور مصنوعی چھانت کر رکھ دیا ہے۔

انجلی کو اگر آپ غور سے پڑھیں تو یقیناً جان جائیں گے کہ ان کے لکھنے کا طریقہ بالکل سیرت کی کتابوں سا ہے۔ جس میں کہ ”جوامع الکلم“، بھی یعنی کہ احادیث اور احادیث کے ساتھ نبی کی زندگی گزارنے کا طریقہ کار احکامات و مجموعات اور وفات وغیرہ کے حالات۔ پھر تم بالائے ستم یہ کہ وقت کے ساتھ ساتھ ان

فکر قلیظا

18

سیرت کے رسالوں میں بھی اپنی مرضی کے مطابق تحریف اور تبدیلیاں کی جاتی رہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ ان سوانح عمریوں کی کوشش میں صرف چار انجیلیں ہی معرض وجود میں نہیں آئیں بلکہ سینکڑوں لوگوں نے مسیح کی سیرت پر قلم اٹھایا اور ہر ایک نے یہی دعویٰ کیا کہ میرے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب ہی مسیح کی انجلی ہے۔ چنانچہ اس کوشش میں ستر سے زائد انجیلیں معرض وجود میں آئیں۔ ان میں سے صرف چار کا انتخاب ہوا۔ یہ انتخاب کا طریقہ بھی عجیب و غریب تھا۔ اس انوکھے طریقے کا ذکر ہم ”بابل اور محمد رسول اللہ ﷺ“ کے صفحہ ۲۳۷ پر کر چکے ہیں اور مروجہ انجیلوں کے تضادات کا مختصر خاکہ بھی آپ اسی صفحہ پر ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ سب اپنی مدد آپ کے تحت لکھی گئی کتابیں ہیں، ورنہ ان میں بے شمار اختلافات نہ ہوتے۔ جس زبان میں انجلی کا نزول ہوا تھا آج وہ زبان بھی دنیا سے مفقود ہے۔ ان کی اصل عبارت بھی کہیں موجود نہیں۔ مترجمین اور مصلحین کی بد دیانتی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ آج بابل کے صرف ترجمے باقی ہیں اور اصل عبارت کا کہیں وجود نہیں۔ ایسا کیوں کیا گیا یا ایسا کیوں نہیں ہو سکتا تھا کہ اصل عبارت کے نیچے ترجمہ کر دیا جاتا تاکہ کوئی بھی اپنی مرضی سے ترجمہ میں نقص اور بگاڑ پیدا نہ کر سکتا؟ لہذا ان کے اپنے گھر کی شہادت ہے۔ معروف مسیحی فاضل برنارڈ ایم الین (Bernard M. Allen) رقم طراز ہیں کہ

"We have, therefore, no security that the narratives and sayings as given in the gospels necessarily represent what actually happened or what was actually said."

(B. M. Allen The Story Behind The Bible Cit, P-9)

”ہمارے پاس اس بات کی کوئی ضمانت نہیں کہ انجلی میں دیے ہوئے

واقعات و اقوال لازماً وہی کچھ پیش کرتے ہیں جو حقیقت میں واقع ہوا اور جو کہا گیا تھا۔“

عہد نامہ جدید کو عیسیٰ کے حواریوں یا حواریوں کے شاگردوں سے منسوب کیا جاتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ عہد نامہ جدید کو حواریوں سے بھی کوئی نسبت نہیں اور نہ ہی کسی حواری یا حواری کے شاگرد کا تحریر کردہ کوئی نسخہ موجود ہے۔ مروجہ انجل کے

Roman Byzantine عیسیوی کے ہیں جب Emperor Constatine نے عیسائی مذہب اختیار کیا تو اس نے اپنے سیاسی اغراض کے لیے اور عیسائی بشپ حضرات نے پولوی عقیدہ کو ایک مستقل نظریہ قرار دینے کے لیے اس وقت کی عیسائی دنیا سے تمام بشپ کی جزل کوسل 381 عیسیوی میں قسطنطینیہ (ترکی) میں بلاع جس کا نام Ecumenical Council تھا اس میں بحث کے بعد یہ طے کیا گیا کہ عیسائیت کا اصل نظریہ تثییث کا ہے یعنی

1. God is a trinity, a single eternal being existing in three persons, Father, Son and Holy Ghost.
2. Jesus is both God and fully man and two nature in one man.

اس وقت یونکڑوں انجل جو راجح تھیں ان میں سے صرف مروجہ چار انجلیوں کو قبول کیا گیا باقی مانندہ نسخوں کے متعلق فیصلہ کیا گیا کہ وہ Heretic ہیں (جو مسیحی عقائد کے خلاف ہیں) اور ان کو تلف کر دیا جائے اور کسی بھی چیز میں ان کو نہ رکھا جائے اور نہ ہی پڑھا جائے۔

معروف مسیحی فاضل ولیم نیل لکھتے ہیں کہ

"So many different mind are represented in the pages of the new testament, so many writers with differing

personalities and point of view."

(William Neil The Bible Story London P-215)

عہد نامہ جدید کے صفحات بہت سے مختلف دماغوں اور بہت سے لکھنے والوں (کی کاوش) کا نتیجہ ہیں جن کی شخصیات اور نقطہ نظر آپس میں مختلف تھے۔ اس پر بس نہیں بلکہ ان مختلف نظریات کے مصنفین کی تصنیفات کو کلیسیاء نے اپنی من مرضی سے بدل دیا اور جو بات اپنے عقیدے کے خلاف پائی، اسے نکال دیا گیا۔ چنانچہ انسائیکلو پیڈیا برٹائز کا میں لکھا ہے کہ

"What we have in the Gospels would then be what the church it self was teaching and saying ascribe to the historical Jusus—" (Encyclo Brit Vol 13, P-14(1962))

وہ کچھ ہمارے پاس انجیل میں موجود ہے، وہی ہے جو خود کلیسیاء کہہ اور بتا رہی تھی جس کی تاریخی شخصیت سے منسوب کر دیا گیا۔ معروف سمجھی فاضل (RH. HOrton) لکھتے ہیں۔

"We can not always be sure that our versions are accurate translations of the original manuscriptis. Not only have the original been lost, but some of the copies may contains error." (R.H. Horton What the Bible is, and how it was written Page 61)

"بہر حال ہم اس بات پر یقین نہیں کر سکتے کہ ہمارے نئے اصل مسودات کا صحیح ترجمہ ہیں۔ نہ صرف اصل مسودات کھوئے گئے ہیں، بلکہ کچھ نقول میں غلطیاں بھی موجود ہیں۔" اس کے بعد انسائیکلو پیڈیا امریکانا کی عبارت کو اس عبارت کے ساتھ جوڑ لیجئے۔

"More serious are the intentional changes introduced by scribes, and before them by owners manuscriptis."

(Encyclo. Americana Vol 3 Page 565)

"بہت زیادہ خطرناک وہ ارادی تبدیلیاں ہیں جو لکھنے والوں اور ان سے پہلے مسودات کے مالکوں نے کیں۔"

فاضل ہر بیٹھ مر قم طراز ہیں۔

"The new testament was the product of the early churches, not their basis." (Uses of the Past)

نیا عہد نامہ اولین مسیحی کلیساوں کی بنیاد نہیں بلکہ ان کی پیداوار تھا۔ فرانسیس فاضل موریس بوکائی جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، اور پھر باہل قرآن اور سائنس نامی معرکۃ الآراء کتاب لکھی جس کا دنیا بھر میں متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔
لکھتے ہیں۔

"A revelation is mingled in all these writings, but all that we possess today is what men have seen fit to leave us. These men manipulated text"

(Dr. Maurice Buccill. The Bible, The Quran and Science Page 31)

ان تحریروں میں وہی کا انتہاج تو ہے مگر جو کچھ آج ہمارے پاس ہے وہی کچھ ہے، جو کچھ انسانوں نے ہمارے لئے چھوڑنا مناسب سمجھا اور ان لوگوں نے (وہی کے) متون کو توڑا امر وڑا۔

انجیل یوحنا کی حقیقت:-

یوحنا کی انجیل بنیادی طور پر باقی تینوں سے بالکل مختلف ہے۔ ترتیب میں

فارق لیٹھلا

22

مختلف موضوع میں مختلف انداز بیان میں مختلف یہاں تک کہ دینی تصورات و نظریات میں بکثرت اختلافات موجود ہیں۔ فارقلیط ﷺ والی پشین گوئی صرف یوحننا کی انجیل میں ہے۔ باقی تینوں انجیلیں اس پشین گوئی کے ان الفاظ سے بالکل خالی ہیں۔ یہ بات بھی خاصی اہمیت کی حامل ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ کے اس آخری مکالمہ اور انتہائی اہم ترین پشین گوئی کا ذکر صرف یوحننا کی انجیل میں ملتا ہے۔ باقی تینوں انجیلیں حضرت عیسیٰ ﷺ کے اس الوداعی خطاب اور فارقلیط کی اس پشین گوئی سے خالی ہیں، آخر کیوں؟ لہذا اس انجیل سے واقفیت حاصل کرنا قارئین کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ یوحننا کا انداز بیان ایک تخلیقی انداز ہے۔

مسیحی علماء اس کتاب کے زمانہ تصنیف کے تعین میں مختلف نظر آتے ہیں اور ۶۹۶ء اور ۷۹۸ء میں تصنیف ہونا بیان کرتے ہیں مگر ان کے مقابلہ میں ان مسیحی علماء کی تعداد کم نہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ یوحننا کی انجیل حواری یوحننا کی تصنیف ہرگز نہیں۔ چنانچہ کیتھولک ہیرالڈ مطبوعہ ۱۸۷۲ء جلدے میں منقول ہے کہ انجیل یوحننا از ابتداء تا انتہا مدرسہ اسکندریہ کے ایک طالبعلم کی تصنیف ہے اور محقق برشندر لکھتا ہے کہ انجیل یوحننا اور رسائل یوحننا ان میں سے کوئی ایک بھی حضرت مسیح کے شاگرد یوحننا کی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ کسی شخص نے دوسری صدی کے اوائل میں اس کو تصنیف کر کے اس یوحننا کی جانب منسوب کر دیا تاکہ وہ لوگوں میں مقبول و مشہور بن جائے اور صاحب الفارق لکھتے ہیں مشہور مسیحی عالم کروئیں کا بیان ہے کہ یہ انجیل شروع میں میں ابواب پر مشتمل تھی اور بعد میں افاس کے کئی سے نے اس میں اکیسویں باب کا اضافہ کر دیا جبکہ یوحننا کا انتقال ہو چکا تھا۔“

(الفارق بین المخلوق والخالق صفحہ ۳۲۱-۳۲۲)

اس انجیل کے بارے میں سب سے پہلے آرٹیوس (۱۷۴ء) اور ابجن (۲۵۲ء) کلینٹ رومی (۲۰۰ء) اور مورخ یوسی میس (۲۱۳ء) نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ

فہر قلیظا

یہ انجیل یوحنا حواری کی تصنیف ہے مگر وہ اپنے اس دعوے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے کوئی قابل قدر ثبوت پیش نہ کر سکے اور اسی زمانہ (۱۶۵ء) کے قریب عیسائیوں کا ایک بڑا گروہ اسے یوحنا کی تصنیف ماننے سے انکار کرتا تھا۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا میں اس گروہ کا حال ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

”جو لوگ یوحنا کی انجیل پر تنقید کرتے ہیں، ان کے حق میں ایک شبت شہادت یہ ہے کہ ایشیائے کوچک میں عیسائیوں کا ایک بڑا گروہ موجود تھا جو ۱۶۰ء کے لگ بھگ چوتھی انجیل کو یوحنا کی تصنیف ماننے سے انکار کرتا تھا۔ اور اسے سرنتھس کی طرف منسوب کرتا تھا۔ اس گروہ کی یہ نسبت تو بلاشبہ غلط ہے لیکن سوال یہ ہے کہ ایک ایسا بڑا طبقہ جو اپنی تعداد کے لحاظ سے اتنا بڑا تھا کہ سینٹ اپی فانٹس نے ۲۷۳ء، ۲۷۴ء میں اسے ایک طویل تذکرے کا مستحق سمجھا جو باقی تین انجلیوں کو مانتا تھا جو فنا سطھی اور موئیست فرقوں کا مخالف تھا اور جو اپنے لئے کوئی الگ نام تجویز کرنے سے باز رہا۔ یہاں تک کہ بشپ نے اس کا نام ”الوگی“ (کلام والی انجیل کے مخالف) رکھ دیا۔ اگر انجیل یوحنا کی اصلیت غیر مشتبہ ہوتی تو کیا ایسا طبقہ اس جیسے طریقے زمانے اور اس جیسے ملک میں انجیل یوحنا کے بارے میں ایسے نظریات رکھ سکتا تھا؟ یقیناً نہیں۔“
(Encyclo Brit Vol 13, John Gospel)

علاوہ ازیں انجیل یوحنا کے باب انہیں میں ایک بڑی اہم شہادت موجود ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ انجیل یوحنا زبدی کی نہیں چنانچہ (۱۹-۲۶) میں ہے اور یسوع نے اپنی ماں اور اس شاگرد کو جس سے وہ محبت رکھتا تھا، پاس کھڑے دیکھ کر ماں سے کہا اے عورت! دیکھے تیرا بیٹا یہ ہے۔ ”پھر شاگرد سے کہا دیکھے تیری ماں یہ ہے اور اسے وہ شاگرد اپنے گھر لے گیا۔“

یقیناً یہ الفاظ یوحنا زبدی کے نہیں بلکہ صاف ظاہر ہے کہ سینہ بہ سینہ روایت ہے۔ علاوہ ازیں باقی تینوں انجلیوں سے ثابت ہے کہ مسیح کے مصلوب ہوتے وقت

فہرست

24

کوئی شاگرد وہاں موجود ہی نہ تھا۔ وہ لوگ تو عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کے اس قدر دشمن تھے کہ گلیل کی زبان بولنے والے کو بھی عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھی سمجھ کر گرفتار کرنے کی کوشش کرتے، پھر وہاں شاگرد کا کھڑا ہونا کیسے ممکن ہے؟

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ یوحنائزبدی جو یسوع کے شاگرد تھے وہ تو بہت کم لکھنا پڑھنا جانتے تھے جبکہ کتاب کے پہلے باب سے ہی اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ اس میں فلسفہ کی آمیزش ہے۔ ان دنوں فلسفہ میں دچپی اسکندر یہ کے یہودی لیتے تھے، ہمارے ملک کے مشہور پادری آرج ڈیکن برکت اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

”پس ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ یہ روایت انجلیل چہارم مقدس یوحنار رسول ابن زبدی کی تصنیف ہے صحیح نہیں..... حق تو یہ ہے کہ اب علماء اس نظریے کو بے چوں و چدا تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ انجلیل چہارم کا مصنف مقدس یوحنان بن زبدی رسول تھا اور عام طور پر نقاد اس نظریے کے خلاف نظر آتے ہیں۔

(قدامت و اصلیت انجلیل اربعہ جلد دوم صفحہ ۱۳۲ پنجاب ریجنیس بک سوسائٹی اردو بازار لاہور)

عیسائیوں کی معروف ترین کتاب قاموس الکتاب میں لکھا ہے کہ ”چوتھی انجلیل یوحنان کی طرف منسوب ہے جو روایتی طور پر یوحنائزبدی سمجھا جاتا ہے۔“

(قاموس الکتاب صفحہ ۲۰۰، ۲۶۵)

مشہور بشپ پیپاس (۲۰ تا ۱۳۰ء) اور پولی کارپ (۱۵۰ءی) جیسی اہم مسیحی شخصیات نے اس انجلیل کا ذکر تک نہیں کیا۔

(۱) Catholic Encyclopedia Vol Page 1085

(۲) قاموس الکتاب صفحہ ۱۰۸۵، ۱۱۲۷

ایک اور فاضل کے بقول

”Liberal cities from the 19th century onward have

denied the Johannie autochip." (Collier Encyclopedia 9-200)

"انیسویں صدی اور اس کے بعد کے آزاد وغیر چانبدار نقادوں نے اس کے یوحننا کی تصنیف ہونے سے انکار کیا ہے۔"

درحقیقت یوحننا کی انجیل بھی بابل کی متعدد کتابوں کی طرح کسی ایک مصنف کی نہیں بلکہ مختلف گنام مصنفوں کی مختلف اوقات میں لکھی گئی تحریروں کا مجموعہ ہے، جنہیں کسی گنام مؤلف نے اکٹھا کر دیا۔ چنانچہ کیتھولک انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے۔

There are indications of more than one hand in the Gospel. (New Catholic Encyclopedia, Vol 7, Page 1081,1082)

"اس انجیل میں ایک سے زیادہ (مصنفوں کے) ہاتھ ہونے کے آثار پائے جاتے ہیں۔" یہ انجیل حضرت عیسیٰ ﷺ کے تقریباً ستر، اسی سال بعد لکھی گئی۔

دوسری صدی کے شروع میں یا پھر پہلی صدی کے بالکل آخر میں۔ چنانچہ پادری وکلف اے سنگھ بذاتِ خود رقم طراز ہیں۔

"پہلی صدی کے بالکل آخر میں یعنی ۹۰-۱۰۰ء کے درمیان اسے یونانی زبان میں لکھا گیا۔" (صداقت بابل صفحہ ۱۰۶)

پادری صاحب بغیر کسی ثبوت کے زبردستی منوانا چاہتے ہیں کہ یہ تصنیف یوحننا حواری کی ہے حالانکہ اسی کتاب کے مذکورہ صفحہ پر بذاتِ خود تسلیم کرتے ہیں کہ "ویگر انجل کی مانند اس انجیل کے مصنف کا نام بھی نہیں دیا گیا تاہم اندر ورنی اور بیرونی شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے مصنف یوسع اسح کے حواری حضرت یوحننا ہی تھے۔" (صداقت بابل صفحہ ۱۰۶)

حالانکہ اندر ورنی اور بیرونی شہادتوں سے صاف ظاہر ہے کہ یہ یوحننا حواری کی

فارقلیط

26

تصنیف ہرگز نہیں۔ معروف عیسائی عالم دین جی ٹی مینلی کی کتاب ”The New Bible Hand Book“ کا اردو ترجمہ ہماری کتب مقدسہ کے نام سے سمجھ اشاعت خانہ ایم آئی کے فیروز پور روڈ لاہور سے چھپا ہے۔

چنانچہ پادری جی ٹی مینلی رقم طراز ہیں۔ ”تاہم اس انجیل پر اعتراض کیا گیا ہے کیونکہ یہ انجیل متفقہ سے کئی طرح سے مختلف ہے۔ بے شک ان میں اور اس میں فرق تو ہے لیکن اگر ہم یوحننا کی انجیل کا بغور مطالعہ کریں تو اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ یا تو مصنف خود چشم دید گواہ تھا یا کسی چشم دید کے بیانات اور مشاہدات کو اس نے قلم بند کیا۔“ (ہماری کتب مقدسہ صفحہ ۳۳۶)

ہماری گذشتہ تمام بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی ماہرین کی تحقیق کے مطابق یہ انجیل انجیل متواافقہ کی مخالف بھی ہے اور اس پر بے شمار اعتراض بھی ہوئے۔ اس کے مصنف کا نام بھی صحیح طور پر کسی کو علم نہیں۔ اور یہ محض عقیدت کی بناء پر کہا جاتا ہے کہ مصنف نے چشم دید گواہوں سے سن کر واقعات قلم بند کئے ہیں۔

یوحننا کی انجیل میں فارقلیط کا لفظ کیا تھا؟

حضرت عیسیٰ ﷺ کی زبان ارامی تھی اور ان کے یہودی مذهب کی زبان ارامی تھی۔ اب ان پر جو وحی روح القدس کے ذریعے نازل ہوئی تھی وہ ارامی یا عبرانی زبان میں تھی لیکن اس زمانے کا عبرانی یا ارامی نسخہ دنیا میں موجود نہیں جس سے معلوم ہو سکے کہ اصل الہامی الفاظ کیا تھے؟ انجیل کے مرجعہ نسخہ جس قدرت دنیا میں پائے جاتے ہیں وہ ایک قدیم ترین یونانی نسخہ کا ترجمہ ہیں۔ اہل خرد جانتے ہیں کہ الہامی الفاظ کا ترجمہ کسی دوسری زبان میں اس کی حقیقت اور اس کی جامعیت اور اس کی حقیقی روح کو پوری طرح پیش نہیں کر سکتا جو الہامی الفاظ میں موجود ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم اور کسی انسان کے علم کا مقابلہ ممکن نہیں، پھر ترجمہ کرنے والے کے متعلق یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ اس کا علم دیانت اور تقدیس کس پایہ کا تھا اور الہامی عبارت کی عدم موجودگی

فارقلیط

میں یہ جاننا ناممکن ہے کہ اس نے ترجمہ درست کیا یا غلط؟ بھی وجہ ہے کہ موجودہ انجلیوں کے ترجمہ کی کئی بار اصلاح اور تبدیلی کی جا چکی ہے، جس سے عقیدوں تک میں تبدیلی ہوتی آئی ہے۔ کیا ایک لفظ میں معمولی تبدیلی کرنا ایسے لوگوں کے لئے مشکل تھا.....؟ لہذا حقیقت یہ ہے کہ اس مقام پر یونانی زبان کا لفظ پریکلیطوس Periclytos استعمال ہوا تھا جس کے معنی ہیں بہت سراہا ہوا یعنی احمد۔ جیروم جس نے چوتھی صدی عیسوی میں انجل کا لاطینی میں ترجمہ کیا اس نے لفظ زیر بحث کو لاطینی میں Periclytos لکھا اور جیروم نے اصلی یونانی نسخہ سے یہ الفاظ نقل کیے۔ لہذا یوحنہ کی قدیم ترین انجل میں یونانی لفظ Periclytos ہی تھا جسے بعد میں سینہ زوری اور تحریف لفظی سے کام لیتے ہوئے Paracletus سے بدل دیا گیا۔

پادری صاحب لکھتے ہیں ”لفظ فارقلیط یونانی سے مغرب ہے اصل لفظ پارا کلیتوس ہے“ (فارقلیط، ص ۱۲، ازوکلف اے سنگھ)۔

”یونانی لفظ Parakletos مغرب فارقلیط“ (قاموس الکتاب، ص ۳۳۸)

فریقین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ لفظ ”فارقلیط“ مغرب ہے۔ اب اس بات پر نہایت سنجیدگی سے غور فرمائیے کہ اگر یہ لفظ Parakletos ہوتا تو مغرب ہو کر فارقلیط بنتا مگر یہ لفظ فارقلیط بلکہ فارقلیط ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ Periclytos سے مغرب فارقلیط ہے، پس اصل اور صحیح لفظ یونانی میں Periclytos ہے جو مغرب ہو کر فارقلیط بن جو عربی کے لفظ احمد کا مترادف اور ہم معنی ہے۔

آئندہ صفحات میں ہم وضاحت کے ساتھ فارقلیط کی ایک ایک ثانی کا ذکر کریں گے۔

لہذا ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مسیح موعود کا نام احمد لکھا گیا تھا، جس کا ترجمہ فارقلیط کر دیا گیا۔ آئندہ آپ پر واضح ہو جائے گا کہ فارقلیط احمد کا مترادف لفظ ہے۔

عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید پر ایک نظر اور انجیل یوحنا کی حقیقت ان تمام باتوں کو مدنظر رکھئے تو نتیجہ صاف ہے۔

- (۱) عہد نامہ قدیم، عہد نامہ جدید کے مطابق نقائص سے پاک نہیں۔
- (۲) عہد نامہ جدید عیسیٰ ﷺ نے بذات خود لکھانہ کسی سے لکھوایا۔
- (۳) مروجہ اناجیل میں سے کوئی ایک انجیل بھی حضرت عیسیٰ ﷺ کے حواری کی نہیں بلکہ سب نامعلوم الاسم لوگوں کی تالیف اور مسح کے حواریوں کی جانب منسوب ہیں۔
- (۴) عیسائیت کے ابتدائی ایام میں عہد نامہ جدید کا کوئی وجود نہ تھا۔ یہ سب اناجیل پہلی صدی کے آخر میں تصنیف کی گئی ہیں۔
- (۵) سینہ بہ سینہ روایات سے لیکر انہیں جوڑ جاڑ کر حیات مسح پر مختلف رسائل لکھئے گئے ہیں، جن میں چند ایک مسح کے اقوال و افعال بھی شامل تھے، پھر انہیں انجیل کا نام دے دیا گیا۔
- (۶) اناجیل میں ایک سے زیادہ مصنفوں کے ہاتھ پائے جانے کے آثار موجود ہیں۔
- (۷) مروجہ اناجیل کے مقابل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں بے شمار اختلافات پائے جاتے ہیں۔
- (۸) کلیسیا نے اناجیل میں کافٹ چھانٹ کر کے صرف وہی کچھ باقی چھوڑا، جسے کلیسیا نے مناسب سمجھا اور جانتا۔
- (۹) دنیا میں انجیل کا کوئی اصل اور مکمل مسودہ موجود نہیں۔ مسودے کھوئے گئے اور جو آج باقی ہیں، سب تراجم ہیں۔ اصل عبارت ناپید ہے۔
- (۱۰) عہد نامہ جدید سمجھی کلیسیا کی بنیاد نہیں بلکہ ان کی پیداوار ہے۔

- (۱۱) ہفتادی ترجمہ ظاہر کرتا ہے کہ بہت سے پیروں میں متجمین نے اپنی شرعاً شامل کر دی۔ اور الفاظ کے معنی کو اپنی من مرضی سے بدلا گیا۔
- (۱۲) متی، مرقس اور لوقا کی انجیل کو متوافقہ کہا جاتا ہے کیونکہ یہ کسی حد تک آپس میں ملتی جلتی ہیں مگر یوحنہ کی انجیل سب سے الگ تھلگ ہے۔
- (۱۳) یوحنہ کی انجیل پر ہمیشہ تنقید ہوتی رہی کہ یہ انجیل محرفہ یا جعلی ہے۔
- (۱۴) جن الفاظ کی سمجھ نہ آتی یا جسے اپنے عقیدے کے خلاف پایا جاتا، یا جس سے کسی نقصان کا اندیشه ہوتا، اسے اپنی من مرضی سے بدل دیا جاتا۔ قارئین ان تمام حالات کو ذہن نشین رکھیں۔

Paracletus اور Periclytos کی بحث:-

گذشتہ تمام بحث سے آپ بخوبی جان چکے کہ مصلحین و متجمین نے وہی کے متون کو توڑا مروڑا، جس بات کی سمجھ نہ آتی، یا جو بات اپنے عقیدے کے خلاف پائی یا جس بات سے کلیسا یا مذهب کو نقصان کا اندیشه ہوتا، اسے اپنی من مرضی سے بدل دیا جاتا۔ ان تمام حالات و واقعات کو مد نظر رکھیں اور یہ بھی جان لیجئے کہ مصنفین کے اصل مسودے بھی ناپید ہیں اور صرف ان کے ترجمے باقی ہیں جن میں بے شمار تبدیلیاں کی جا چکی ہیں۔

انجیل کا جو سب سے قدیم نسخہ موجود ہے جس کے متعلق دعویٰ ہے کہ یہ دوسری تیسرا صدی کا ہے۔ یہ نسخہ دراصل مکمل نسخہ نہیں بلکہ یوحنہ کی انجیل کا ایک چھوٹا سا ملکڑا ہے (a tiny scrap of John) اس کے بعض اجزاء تیسرا صدی کے بھی ہیں۔

(Encyclo Americana, Vol 3 Page 655)

سکندریہ کے نسخہ میں بھی یوحنہ کی انجیل نامکمل ہے، یہ پانچویں صدی کا نسخہ ہے اصل مؤلف کی انجیل تو درکنار پانچویں صدی عیسوی کا کوئی انجیل کا ترجمہ بھی مکمل محفوظ نہیں جس کی طرف رجوع کر کے کچھ مزید معلومات حاصل کی جاسکیں۔

فارقلیط

ان حالات میں ہم یہ دعویٰ کرنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ انجیل میں اصل لفظ Periclytos تھا، جس کا مطلب ہے احمد یعنی تعریف کیا گیا۔ مشہور معروف جس کا چرچا چار و انگ عالم میں ہو رہا ہے اور یہی معنی فارقلیط کے ہیں، قرآن حکیم سے بھی اس بات کی شہادت ملتی ہے۔

”وَذَقَالَ عِيسَىٰ ابْنُ مَرْيَمَ يَبْنِي اسْرَائِيلَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مَصْدِقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَاتِي مِنْ بَعْدِي أَسْمَهُ أَحْمَدٌ“
(۶۱-۶۵)

”اور یاد کرو عیسیٰ ابن مریم کی وہ بات جو اس نے کہی تھی، اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلی آئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ایک رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔“

اسم (Noun) کا ترجمہ کر دینا کتمان حق ہے:-

حضرت عیسیٰ ﷺ کی زبان عبرانی تھی، آپ عیسائی علماء کی تحقیق سے جان چکے کہ یوختا کی انجیل ۹۰-۲۰۰ء کے درمیان پہلی صدی کے بالکل آخر میں یا دوسری صدی کے شروع میں یونانی زبان میں لکھی گئی۔ جب عیسیٰ ﷺ کی زبان عبرانی تھی تو لامالہ صاحب موصوف کا نام بھی عبرانی زبان میں ہونا چاہئے تھا مگر عبرانی زبان میں سرے سے یہ پیشیں گوئی موجود ہی نہیں۔ اگر کوئی عبرانی وغیرہ کا نسخہ موجود بھی ہے تو وہ بھی یونانی زبان سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ آگے چل کر اس یونانی زبان کا بھی ترجمہ کر دیا گیا ہے لہذا جس شخص کی تشریف آوری کی بشارت نام لے کر کی گئی تھی، مصلحین پائل نے کتمان حق کے طور پر اس نام کا ترجمہ کر دیا، دیانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ کبھی نام یعنی اسم (Noun) کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ جس طرح پائل میں ابرہام، اضحاق، یوناہ، یوسف، یعقوب، یسوع وغیرہ ان ناموں کا ترجمہ نہیں کیا گیا

فارقلیط

حالانکہ بائبل کا بیسیوں زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے مگر یہ اسم (Noun) ہر ترجمہ میں بعینہ موجود ہیں۔ ہمارے پاس بائبل کے دس مختلف تراجم موجود ہیں، سب میں یہ نام بعینہ موجود ہیں مگر فارقلیط کا ترجمہ ہر مترجم نے اپنی مرضی سے کیا ہے۔ آخر کیوں.....؟ آخر اس اسم کا ترجمہ کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

کچھ تو ہے جس کی پرده داری ہے

عربی تراجم میں اس لفظ کا ترجمہ فارقلیط کیا گیا تھا جب علمائے اسلام نے دلائل اور براہین قاطعہ سے ثابت کر دکھایا کہ فارقلیط کا مطلب احمد ہے تو پھر آئندہ تراجم میں لفظ فارقلیط بھی تحریف کی نذر کر دیا گیا کیونکہ یہ لفظ حضور صادق المصدق محمد ﷺ کے حق میں ثابت اور معروف ہو چکا تھا چنانچہ ایک صدی قبل کے عربی نسخہ میں جولندن سے ۱۸۲۳ء میں شائع ہوا تھا، اس میں یہ لفظ موجود ہے۔

”وَإِنَا أَطْلَبَ الْأَبْ فَيُعْطِكُمْ فَارْقَلِيتًا“ (یوحننا ۱۲-۱۶)

مگر بعد کے ایڈیشنوں میں لفظ فارقلیط وغیرہ کو نکال دیا گیا اور اس کی جگہ مددگاریا دکیل وغیرہ جیسے الفاظ لکھ دیئے گئے جو کتمان حق کی منہ بلوتی دلیل ہے مرجبہ عربی بائبل میں یہ الفاظ کچھ اس طرح سے ہیں۔ ”وَإِنَا أَطْلَبَ مِنَ الْأَبْ فَيُعْطِكُمْ مَعْزِيَا“ (یوحننا ۱۲-۱۶) خودی پادری وکلف اے سنگھے صاحب کے رسالہ کا نام فارقلیط ہے اور پادری صاحب نے بقول ان کے اصل یونانی مسودہ سے لفظ فارقلیط نقل کیا ہے۔ کیا آج کوئی پادری کسی بھی ترجمہ میں فارقلیط کا لفظ دکھا سکتا ہے؟ آخر یہ علمی خیانت کیوں.....؟

Periclytos اور Paracletus میں فرق:-

لفظ فارقلیط یونانی سے مغرب ہے، اصل لفظ پریکلتوس اور پاراکلیتوس۔ دونوں لفظوں میں انتہائی زیادہ مشابہت ہے، لکھنے اور پڑھنے میں بھی، پریکلتوس (Periclytos) کا مطلب احمد یعنی تعریف کیا ہوا جس کا چرچا چارواں گھنٹے عالم میں ہو، خود پادری صاحب کو تسلیم ہے، اور پاراکلیتوس کے آج تک صحیح معنی ہی متعین

فارقلیط

32

نہیں کئے جاسکے۔ کیونکہ یہ وحی میں انسانی آمیزش ہے اور الٰہی کلام میں مصلحین کی تبدیلی ہے لہذا اس کے معنوں میں سخت اختلاف ہے۔ اس لفظ کے کئی معنی کے گئے مگر کوئی معنی بھی موقع محل کی مناسبت سے صحیح فہم نہیں بیٹھتا۔ مثلاً (۱) کسی جگہ کی طرف بلانا، دوسرے لفظوں میں آپ داعی کہہ سکتے ہیں۔ (۲) انذار و تنبیہ، دوسرے لفظوں میں آپ نذر کہہ سکتے ہیں۔ (۳) ترغیب (۴) اکسانا (۵) التجا کرنا (۶) دعا مانگنا اور ہمیلینی مفہوم میں یہ معنی دیتا ہے (۷) تسلی دینا (۸) تسکین بخشا (۹) ہمت افزائی کرنا۔ ان سب مقامات پر اس کے کوئی معنی ثہیک نہیں بیٹھتے۔ اور ابھن نے کہیں اس کا ترجمہ (۱۰) Consolator (تسلی بخشنے والا) کیا ہے اور کہیں (۱۱) Depricator کیا ہے مگر دوسرے مفسرین نے ان دونوں ترجموں کو رد کر دیا ہے کیونکہ اول تو یہ یونانی گرامر کے لحاظ سے صحیح نہیں ہیں اور پھر دوسری تمام عبارتوں میں جہاں یہ لفظ آیا ہے، وہاں یہ معنی بالکل نہیں چلتے اور بعض مترجموں نے اس کا ترجمہ (۱۲) Teacher کیا ہے یعنی استاد یا معلم مگر یونانی زبان کے استعمالات سے یہ معنی بھی اخذ نہیں کئے جاسکتے۔ ترتویان اور آگسٹائن نے لفظ (۱۳) یعنی وکیل ترجمہ کیا ہے اور بعض مفسرین نے (۱۴) Assistant اور (۱۵) (تسلی دینے والا) Comforter اور (۱۶) Consoler (تسلی و تشفی دینے والا، رنج دور کرنے والا، خوش کرنے والا، ڈھارس بندھانے والا) آسان الفاظ میں آپ مبشر کہہ سکتے ہیں، وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

مگر تا حال ان سب ترجموں میں سے کسی ایک پر اتفاق یا اطمینان نہیں ہو سکا، ظاہر ہے ریشم میں ثاث کاٹکر اجتنے مرضی سلیقے سے لگا دیا جائے، دیکھنے والوں کو بھلا دکھائی نہیں دے گا مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ اس مقام پر اصل لفظ احمد تھا جس کا اول ترجمہ Periclytos کیا گیا اور نبی مکرم خاتم النبیین محمد ﷺ کی آمد سے قبل عیسائی بھی فارقلیط کے منتظر تھے، حتیٰ کہ بہت سے لوگوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی

فارقلیط

بعثت سے قبل فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا۔

غور فرمائیے کہ Paracletus اور Periclytos

دونوں لفظوں میں لکھنے اور بولنے میں کتنا معمولی سا فرق ہے۔ یونانی الفاظ میں اس سے بھی معمولی فرق ہے اور ظاہر ہے جو انجیل صدی کے آخر میں تاء یا اس کے بعد سینہ بہ سینہ پاتیں لکھی جائیں گی اس میں یہ معمولی فرق آنا کچھ بعید نہیں۔ سہو کاتب ہو جانا یا جان بوجھ کر کلیسیاء نے جب دیکھا کہ آئے دن کوئی نہ کوئی فارقلیط ہونے کا جھوٹا دعویٰ کر دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب بنتا ہے، لہذا اس لفظ میں یہ معمولی تحریف کر ڈالی ہو۔

اور زیادہ قرین قیاس تھی بات ہے جب جھوٹے نبیوں نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا تو بابل کے مفسرین نے اس کی تفسیر روح القدس سے کی ہو اور پھر ان تفسیری جملوں کو بعد میں متن میں داخل کر لیا گیا ہو کیونکہ بابل میں ایسی مثالیں بکثرت پیش کی جاسکتی ہیں۔ حتیٰ کہ اب ثابت ہو چکا ہے کہ انجیل میں موجود تسلیث سے متعلقہ تمام آیات جعلی ہیں جنہیں R.S.V. بابل میں سے نکال دیا گیا ہے گویا جس شاخ پر آشنا نہ تھا، وہ شاخ ہی نہ رہی۔

مسلمانوں کی غلطی یا عیسائیوں کی ٹھوکر؟:-

پادری صاحب لکھتے ہیں مسلمان بھائیوں نے Paracletus کو غلطی سے سمجھ لیا جس کے معنی ہیں، مشہور و معروف جس کا تذکرہ زبان زد عام ہو، جو چار وانگ عالم میں مشہور ہو۔ یعنی شہرہ آفاق جس سے انہوں نے احمد کا مطلب نکالا اور نبی کریم سے منسوب کر دیا۔ مگر وہاں لفظ Paracletos کے نہیں Periclytos ہے۔ (فارقلیط از وکلف اے سنگھ)

اللہ کا شکر ہے کہ پادری صاحب کو یہ تو تسلیم ہے کہ Periclytos کے معنی احمد کے ہیں۔ رہی بات مسلمانوں کے ملتے جلتے لفظ سے غلطی کھانے کی ہم کہتے ہیں

فہرست محتوا

34

کہ مسلمانوں نے غلطی نہیں کھائی بلکہ مصلحین بابل نے ٹھوکر کھائی اور وہ اس طرح کہ بابل مقدس میں عہد کے رسول سے متعلق جس جگہ پر محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق پیشیں گویاں موجود ہیں، ان میں لفظی و معنوی تحریف سے کام لیا گیا۔ مثال کے طور پر استثناء کے باب ۳۳ میں جو پیشیں گوئی ہے، وہاں لفظ دس ہزار کو لاکھوں سے بدل دیا گیا۔ ہم چیختے رہے کہ مصلحین بابل نے اس موقع پر تحریف سے کام لیا ہے۔ پادری صاحب ہمیں الزام دیتے رہے کہ ناقہ ہمیں مطعون کیا جاتا ہے، کوئی ایک موقع ہے جہاں عیسائی حضرات نے ٹھوکر کھائی۔

بلکہ جگہ جگہ تحریف لفظی و معنوی سے کام لیا گیا۔ حتیٰ کہ E.S.V The Holy Bible English Standard Version منظر عام پر آئی اور فیصلہ ہو گیا کہ مسلمانوں نے غلطی نہیں کھائی بلکہ عیسائیوں نے سخت ٹھوکر کھائی اور تحریف لفظی و معنوی سے کام لیا۔ حالانکہ ٹھوکر کھانے والے کے لئے جناب مج نے فرمایا ہے کہ اس کے لئے بہتر ہے کہ چکی کا پاٹ اس کے گلے میں ہو اور وہ سمندر میں ڈوب مرے۔ اب چند نمونے ملاحظہ فرمائیے۔

”خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر آشکارا ہوا وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا اور لاکھوں قدوسیوں میں سے آیا۔“ (استثناء ۲-۳۳)

یہاں تحریف سے کام لیا گیا اور دس ہزار کو لاکھوں سے بدل دیا گیا۔ اصل عبارت یوں ہے۔

The Lord came from Sinai and downed from seir upon us, he shone orth from mount paran, he came from the ten thousands of holy ones. (E.S.V Bible Deuteronomy: 33-2)

دوسری مثال ”ان“ کے بارے میں حنوك نے بھی جو آدم سے ساتویں پشت میں تھا، یہ پیشیں گوئی کی تھی کہ دیکھو خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا۔“ (یہودا کا عام خط ۱۲)

It was also about these that Enoach the seventh from Adam, Propheside, saying, behold, the lord came with ten thousands of his holy ones. (Jude-14)

مصلحین بابل نے کوئی ایک ٹھوکر کھائی ہے۔ دیکھئے بابل میں فارقلیط کے شہر بکہ یعنی مکہ مکرمہ کا بھی ذکر تھا، جسے مصلحین بابل نے لفظ بکا سے بدل دیا۔ فرق تو یہاں بھی معمولی ہے۔ بکا اور بکا۔ بکا عربی کا لفظ ہے جس سے مراد مکہ ہے اور بکا مترجمین بابل نے اس کا معنی آہ و بکا کی وادی بتایا مگر انہیں شاید معلوم نہیں کہ بکہ کا ایک دوسرا نام ہے۔ ”بِوَادِ غَيْرِ نَجَّارٍ“ یعنی آہ و بکا کی وادی، یا بن کھیتی کی وادی۔ اجازہ بیابان کی وادی۔ نوٹ:- ESV Bible نے وضاحت کر دی کہ یہاں لفظ بکا ہی ہے۔ صرف یہ ہی نہیں بلکہ E.S.V نے بہت ساری آیات کو بابل سے نکال دیا اور انہیں من گھڑت کا نام دیا اور بہت سے آلفاظ کی اصلاح بھی کی۔ اسی طرح غزل الغزليات میں آپ کا نام مبارک بھی لیا گیا۔ ”شلوم محتلیم زه نوچا زه رعی بلوث یروشلائم“ جس کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے ”ہاں وہ سر اپا عشق انگلیز ہے اے یروشلم کی بیٹیو“ اور بہت سے مقامات پر بابل میں احمد یا محمد کا ترجمہ ستودگی کیا گیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر ”دس ہزار کی جگہ“ لاکھوں کی تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ ”وادی بکہ“ کو وادی بکا“ بنایا جا سکتا ہے۔ محمد اور احمد کا ترجمہ ستودگی کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ باپ بیٹا القدس حیثیت جیسی آیات عہد نامہ جدید میں من گھڑت شامل کی جاسکتی ہیں۔ ایک دو آیات نہیں بلکہ پورا باب من گھڑت بنایا جا سکتا ہے اور اس میں شامل بھی کیا جا سکتا ہے۔ جنہیں E.S.V بابل نے نکال دیا۔ جو مصلحین ایسے بڑے بڑے کام کر سکتے ہیں ان کیلئے Periclytos کو بناانا کیا مشکل ہے۔ اور یہ بات تو خود پادری صاحب کو تسلیم ہے کہ Paracletus کا معنی احمد مشہور و معروف جس کا چرچا چارواں گ عالم میں ہو رہا ہو۔ Periclytos

فارقلیط

36

ہم کہتے ہیں کہ تحریف لفظی و معنوی کی متعدد مثالیں ثابت کرتی ہیں کہ مسلمانوں نے غلطی نہیں کھائی بلکہ عیسائی حضرات نے ٹھوکر کھائی اور E.S.V Bible ہمارے موقف کی تصدیق کے لئے کافی ہے اور مسلمانوں کا دعویٰ بے جا نہیں، ان کا دعویٰ تو قرآن کریم کی بنیاد پر ہے۔ قرآن کریم نے بتایا محمد ﷺ کی صفات تورات و انجیل میں مذکور ہیں۔ اس بناء پر ہم نے بابل کو دیکھا تو قرآن کے دعویٰ کو صحیح پایا۔ قرآن نے ایک اور دعویٰ کیا کہ کلمات میں تحریف کرتے ہیں۔ قرآن کریم کے اس دعویٰ کو شواہد نے صحیح ثابت کیا ہے۔ پھر غلطی یا ٹھوکر؟ یقیناً ٹھوکر اور ٹھوکر کھانے والے کی سزا انجیل میں لکھی ہے۔ عیسائی مولیین کو اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے یا پھر توبہ اور رجوع کر کے ایمان لا میں اور وہ خود بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہاں لفظ Periclytos ہے۔

عیسائیوں میں جھوٹے نبی جنہوں نے فارقلیط کا دعویٰ کیا:-

اس پیشین گوئی کے پیش نظر تمام عیسائیوں کا متفقہ فیصلہ تھا کہ ایک نبی خاتم آنے والا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان کا خیال تھا کہ وہ نبی، نبی اسرائیل سے ہوگا، یہ ان کے اپنے خیالات تھے، اس کا ثبوت عیسائیوں میں وہ جھوٹے نبی ہیں جنہوں نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا۔ یہود بھی شیلوہ یعنی خاتم النبین کے منتظر ہیں۔

مونٹننس (Mountanus) کا دعویٰ فارقلیط :-

حضور صادق المصدق ﷺ کے ظہور سے قبل دوسری صدی عیسوی میں مونٹننس نامی عیسائی جو بڑا ریاست گزار اور اپنے زمانے کا سب سے بڑا پرہیزگار سمجھا جاتا تھا، ایشیائے کوچک میں یا یا کے قریب اس نے دعویٰ کیا کہ وہ فارقلیط جس کے آنے کی پیشین گوئی عیسیٰ ﷺ فرمائے گئے ہیں، وہ میں ہوں۔ اور بہت سے لوگ جو جانتے تھے کہ ایک فارقلیط آنے والا ہے جو خاتم النبین ہو گا وہ لوگ ان جھوٹے دعویداروں کے تبع ہو گئے۔ انہیں مونٹننس فرقہ کا نام دیا گیا اس نے کلیسیاء کے

فارقلبیط

عام روزوں میں بھی اضافہ کر دیا تھا۔ یہ خشک غذاوں کے علاوہ ہر چیز سے اجتناب کرتے تھے۔ (کلیرک شارٹ ہسٹری صفحہ ۳۶) آخر کار یہ جھوٹا مدعی قتل ہو گیا۔

ان سے مناظرہ کرتے ہوئے کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ کوئی فارقلبیط آنے والا ہی نہیں بلکہ ہمیشہ یہی اعتراض ہوتا کہ تم میں وہ نشانیاں ہی نہیں۔

مینس کا دعویٰ فارقلبیط :-

مونیشن کے بعد ایک شخص مینس جو کہ بہت بڑا عیسائی راہب تھا اس نے بھی یہی دعویٰ کیا کہ میں ہی (نعوذ باللہ) وہ نبی ہوں جس کی آمد کی بشارت انجلی میں موجود ہے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام نے ان کے متعلق پیشیں گوئی فرمائی ہے۔ لہذا وہ فارقلبیط میں ہی ہوں۔ پادری صاحب لکھتے ہیں کہ عیسائیوں میں جھوٹے مدعی فارقلبیط ہوئے تو کیا مسلمانوں میں جھوٹے مدعی نبوت نہیں گزرے۔ ہم کہتے ہیں کہ گزرے ہیں، مگر نبی کریم ﷺ نے وضاحت فرمادی ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں اور جو کوئی ایسا دعویٰ کریگا وہ جھوٹا کذاب مفتری ہو گا مگر عیسیٰ علیہ السلام نے تو باقاعدہ احمد ﷺ کی خوشخبری سنائی تھی، اور ان پر ایمان لانے کا حکم بھی دیا تھا۔ لہذا عیسائیوں میں جھوٹے نبیوں نے اس پیشیں گوئی کو بنیاد بنا کر دعویٰ کیا۔ آخر کار یہ بھی قتل ہو گیا۔

مانی کا دعویٰ فارقلبیط :-

مانی ایک کسدی تھا اور مسوپاً تامیہ میں پیدا ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل تقریباً ۲۳۲ء میں اس نے طیفون میں ایک نئی تعلیم جاری کی اور فارقلبیط ہونے کا دعویٰ کیا۔ یاد رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فارقلبیط کی پیشیں گوئی فرمائی اور یہ بھی فرمایا تھا کہ بہت سے جھوٹے نبی بھی میرے نام سے آئیں گے، مگر تم ان کی نہ سننا۔ لہذا ساتھ ہی فارقلبیط سے متعلقہ نشانیوں کا تذکرہ بھی فرمادیا تاکہ حقیقی فارقلبیط کو پہچاننے میں دقت نہ ہو۔ جھوٹے مدعی فارقلبیط مانی کے مانے والے عیسائی بکثرت تھے۔ چنانچہ یہ

فارقلیط

38

فرقہ مانیہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ یہ فرقہ افریقہ اور گال تک اور مشرق وسطیٰ سے چین تک پھیلے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ مقدس اوکسٹین بھی کافی سال تک مانیویت کے دوسرے درجہ کا شاگرد رہا۔ دوسرے درجہ سے مراد یہ ہے کہ جو شادی شدہ ہوتا، وہ دوسرے درجہ کا مانوی ہوتا مگر جو شادی نہ کرتے اور بغیر شادی کے زندگی گزار دیتے وہ پہلے درجہ کے مانوی ہوتے۔ حتیٰ کہ گیارہویں صدی تک مغربی یورپ اور افریقہ میں مانوی پھیلے رہے۔ ”مانی Manes پرانے عہد نامہ کو رد کرتا تھا اور کہتا تھا چونکہ میں فارقلیط ہو اور پورا اختیار رکھتا ہوں کہ پرانے اور نئے عہد نامہ کو رد کروں یا تبدیل۔ مانی یہ بھی دعویٰ کرتا تھا کہ نیا عہد نامہ رسولوں نے بگاڑ دیا ہے اور اس نے بارہ رسول مقرر کیے اور ان کے بحث بہتر بشپ مقرر کیے۔“ (تواریخ مسیحی کلیسا، ص ۳۳۲)۔ مانی کو عبرتاک سزا ملی جس کے ذکر سے بھی روشنگئے کھڑے ہو جاتے ہیں، قتل کیا گیا اور پھر اس کی لاش کو بھی جلا دیا گیا۔ اس طرح اور بھی جھوٹے نبیوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل فارقلیط ہونے کے دعوے کئے اور بنیاد اسی پشین گوئی کو بنایا۔ ظاہر ہے وہ جھوٹے تھے، ان کے مرتبے ہی ان کی تعلیمات بھی مٹ گئیں۔ مگر ان کے جھوٹے دعویٰ فارقلیط سے اتنا ضرور ہوا کہ عیسائی خاتم النبیین کے منتظر تھے اور اس زمانہ میں لفظ فارقلیط کی تفسیر چائی کی روح یا روح القدس متن میں ہرگز ہرگز موجود نہ تھی اگر یہ تفسیر من میں ہوتی تو ان لوگوں کو فارقلیط ہونے کا موقع نہ ملتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تیسرا صدی میں مسیحی دنیا روح القدس کو فارقلیط کا مصدق نہیں مانتی تھی بلکہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ فارقلیط کا مصدق ایک ایسا مقدس وجود ہے جو نسل آدم سے تعلق رکھتا ہے اور نبی و رسول ہوگا۔ اور جب حقیقی فارقلیط محمد رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا تو اس کے بعد عیسائیوں میں بھی کسی نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ بے شمار یہودیوں، عیسائیوں نے آپ ﷺ میں موجود وہ نشانیاں پا کر تصدیق فرمائی کہ آپ ہی وہ فارقلیط ہیں۔ لہذا بہت سے عیسائی راہب اور بادشاہ اسلام میں داخل ہوئے، چند ایک مشہور واقعات کا ذکر کیا

جاتا ہے۔

جب فارقلیط یعنی احمد ملائیل کا ظہور ہوا:-

عیسائی فارقلیط کے شدت سے منتظر تھے، لہذا جب آپ ملائیل کا ظہور ہوا تو بہت سے نصاریٰ نے آپ کی تصدیق فرمائی۔ یہود بھی شیوه یعنی فارقلیط کے منتظر تھے، لہذا یہود بھی آپ میں وہ نشانیاں دیکھ کر ایمان لائے۔ چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

شاہ جہش نجاشی کی تصدیق:-

اپنی مقدس کتابوں کے پیش نظر یہود و نصاریٰ نہ صرف فارقلیط یعنی احمد ملائیل کے منتظر رہتے بلکہ ان کے حق میں دعا کرتے رہتے۔ اے اللہ! اس نبی کو جلد مبعوث فرماء، انہی لوگوں میں سے ایک نجاشی شاہ جہش بھی تھا، مسلمان مہاجرین کا ایک گروہ جب پناہ گزینوں کی حیثیت سے ہجرت کر کے جسہ پہنچے تو مکہ کے کافر تعاقب کرتے شاہ جہش نجاشی تک جا پہنچے اور درخواست کی کہ انہیں ہمارے حوالے کر دو۔ یہ تمہارے بھی دشمن اور تمہارے مسیح کے متعلق بھی عجیب و غریب باتیں کرتے رہتے ہیں اور اسے خدا بھی نہیں مانتے۔ نجاشی نے مہاجرین کی اس جماعت کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رض سے نجاشی نے کئی ایک سوال کئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ رض کے بارے میں چند ایک سوال کئے۔ آپ نے سورۃ مریم کی تلاوت فرمائی، تمام نشانیوں اور حقائق پر غور و فکر کے بعد نجاشی کے بے اختیار آنسو پہنچے گئے تو جواب نجاشی نے کہا کہ:

”مرحباً بكم وبمن جئتكم من عنده اشهد انه رسول الله وانه الذي
نجد في الانجيل وانه الذي بشر به عيسى ابن مریم“ (مند احمد)

مرحباً تم کو اور اس ہستی کو جس کے ہاں سے تم آئے، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہی ہیں جن کا ذکر ہم انجلیل میں پاتے ہیں۔ نجاشی نے یہ تاریخی الفاظ کہے کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ وہی ہیں جن کے اہل کتاب

فارقلیط

38

فرقة مانیہ کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ یہ فرقہ افریقہ اور گال تک اور مشرق و سطحی سے چین تک پھیلے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ مقدس اوکسٹین بھی کافی سال تک مانیویت کے دوسرے درجہ کا شاگرد رہا۔ دوسرے درجہ سے مراد یہ ہے کہ جو شادی شدہ ہوتا، وہ دوسرے درجہ کا مانوی ہوتا مگر جو شادی نہ کرتے اور بغیر شادی کے زندگی گزار دیتے وہ پہلے درجہ کے مانوی ہوتے۔ حتیٰ کہ گیارہویں صدی تک مغربی یورپ اور افریقہ میں مانوی پھیلے رہے۔ ”مانی Manes پرانے عہد نامہ کو رد کرتا تھا اور کہتا تھا چونکہ میں فارقلیط ہو اور پورا اختیار رکھتا ہوں کہ پرانے اور نئے عہد نامہ کو رد کروں یا تبدیل۔ مانی یہ بھی دعویٰ کرتا تھا کہ نیا عہد نامہ رسولوں نے بگاڑ دیا ہے اور اس نے بارہ رسول مقرر کیے اور ان کے بحث بہتر بشپ مقرر کیے۔“ (تواریخ مسیحی کلیسیا، ص ۳۳۲)۔ مانی کو عبرتاک سزا ملی جس کے ذکر سے بھی روئنگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، قتل کیا گیا اور پھر اس کی لاش کو بھی جلا دیا گیا۔ اس طرح اور بھی جھوٹے نبیوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے قبل فارقلیط ہونے کے دعوے کے اور بنیاد اسی پیشین گوئی کو بنایا۔ ظاہر ہے وہ جھوٹے تھے، ان کے مرتبے ہی ان کی تعلیمات بھی مٹ گئیں۔ مگر ان کے جھوٹے دعویٰ فارقلیط سے اتنا ضرور ہوا کہ عیسائی خاتم النبیین کے منتظر تھے اور اس زمانہ میں لفظ فارقلیط کی تفسیر سچائی کی روح یا روح القدس متن میں ہرگز ہرگز موجود نہ تھی اگر یہ تفسیر من میں ہوتی تو ان لوگوں کو فارقلیط ہونے کا موقع نہ ملتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تیسری صدی میں مسیحی دنیا روح القدس کو فارقلیط کا مصدق نہیں مانتی تھی بلکہ وہ اس بات کے قائل تھے کہ فارقلیط کا مصدق ایک ایسا مقدس وجود ہے جو نسل آدم سے تعلق رکھتا ہے اور نبی و رسول ہوگا۔ اور جب حقیقی فارقلیط محمد رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا تو اس کے بعد عیسائیوں میں بھی کسی نے فارقلیط ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ بے شمار یہودیوں، عیسائیوں نے آپ ﷺ میں موجود وہ نشانیاں پا کر تصدیق فرمائی کہ آپ ہی وہ فارقلیط ہیں۔ لہذا بہت سے عیسائی راہب اور بادشاہ اسلام میں داخل ہوئے، چند ایک مشہور واقعات کا ذکر کیا

جاتا ہے۔

جب فارقلیط یعنی احمد بن علی شیعہ کا ظہور ہوا:-

عیسائی فارقلیط کے شدت سے منتظر تھے، لہذا جب آپ ﷺ کا ظہور ہوا تو بہت سے نصاریٰ نے آپ کی تصدیق فرمائی۔ یہود بھی شیعہ یعنی فارقلیط کے منتظر تھے، لہذا یہود بھی آپ میں وہ نشانیاں دیکھ کر ایمان لائے۔ چند ایک کاذکر کیا جاتا ہے۔

ا) شاہ جہش نجاشی کی تصدیق:-

اپنی مقدس کتابوں کے پیش نظر یہود و نصاریٰ نہ صرف فارقلیط یعنی احمد بن علی شیعہ کے منتظر رہتے بلکہ ان کے حق میں دعا کرتے رہتے۔ اے اللہ! اس نبی کو جلد معموت فرماء، انہی لوگوں میں سے ایک نجاشی شاہ جہش بھی تھا، مسلمان مہاجرین کا ایک گروہ جب پناہ گزینوں کی حیثیت سے ہجرت کر کے جہش پہنچے تو مکہ کے کافر تعاقب کرتے شاہ جہش نجاشی تک جا پہنچے اور درخواست کی کہ انہیں ہمارے حوالے کر دو۔ یہ تمہارے بھی دشمن اور تمہارے مسیح کے متعلق بھی عجیب و غریب باتیں کرتے رہتے ہیں اور اسے خدا بھی نہیں مانتے۔ نجاشی نے مہاجرین کی اس جماعت کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نجاشی نے کئی ایک سوال کئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم صدیقہ علیہ السلام کے بارے میں چند ایک سوال کئے۔ آپ نے سورۃ مریم کی تلاوت فرمائی، تمام نشانیوں اور حقائق پر غور و فکر کے بعد نجاشی کے بے اختیار آنسو بہنے لگے تو جواباً نجاشی نے کہا کہ:

”مرحباً بكم وبمن جنتهم من عنده اشهد انه رسول الله وانه الذي نجد في الانجيل وانه الذي بشر به عيسى ابن مریم“ (مسند احمد)

مرحباً تم کو اور اس ہستی کو جس کے ہاں سے تم آئے، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہی ہیں جن کا ذکر ہم انجیل میں پاتے ہیں۔ نجاشی نے یہ تاریخی الفاظ کہے کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ وہی نبی ہیں جن کے اہل کتاب

فہرست محتوا

40

منتظر تھے اور نجاشی نے حضرت جعفر بن ابی طالبؑ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور اس کی قوم کے بیشتر لوگوں نے بھی۔ شاہ جہشہ کے دربار میں چالیس عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ (اصابہ صفحہ ۷۱) کفار کی جماعت کو وہاں نہ صرف شرمندگی انھانا پڑی بلکہ خالی ہاتھ واپس لوٹنا پڑا۔

قبطیوں کے سردار شاہ مقوس کی تصدیق:-

قبطیوں کے سردار مقوس کو حضور صادق المصدق ﷺ نے خط لکھا اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ شاہ مقوس نے آپ کو جوابی خط لکھا، ہم اس خط کو نقل کرتے ہیں۔

”یہ خط محمد بن عبد اللہ کے نام ہے۔ مقوس شاہ قبط کی طرف سے آپ پر سلام ہو۔ اما بعد میں نے آپ کا خط پڑھا اور جو مضمون اس میں لکھا تھا اس کو سمجھا۔ مجھ کو معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے جو آنے والا ہے، مگر میرا خیال تھا کہ وہ ملک شام میں مبعوث ہو گا، میں نے آپ کے بھیجے ہوئے قاصد کی عزت کی۔“

یہ بادشاہ بھی عیسائی تھا۔ مقوس نے بھی اس بات کا اقرار کیا کہ مجھے اس بات کا علم ہے اور میں جانتا ہوں کہ آخری نبی ابھی باقی ہے۔ اس بادشاہ نے آپ کے قاصد کو تختے تھائے دے کر روانہ کیا۔ ظاہر ہے کہ اس وقت ان دونوں بادشاہوں کو محمد رسول اللہ ﷺ سے خوف کھانے یا ڈرنے کا کوئی امکان نہ تھا۔ کیونکہ اس وقت آپ کو کوئی دنیاوی شان و شوکت حاصل نہ تھی بلکہ اس وقت تو آپ بذات خود دیار غیر میں بحیثیت مہاجر تھے۔

جارود بن العلاء:-

جارود بن العلاء بڑے زبردست اور معروف عیسائی عالم دین تھے وہ بمعہ اپنی قوم کے خدمت نبوی میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ”اللہ کی قسم آپ حق لے کر آئے ہیں اور یہی بات کہی ہے۔ قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو نبی بننا کر بھیجا ہے،

فہرست محتوا

میں نے آپ کے اوصاف انگل میں پڑھے ہیں اور بتول مریم کے بیٹے نے آپ کی بشارت سنائی ہے۔ بہت سی سلامتی ہو آپ کے لئے، شکر ہے اس ذات کا جس نے آپ کو عزت دی۔ مشاہدہ کے بعد سننے کی گنجائش نہیں اور نہ یقین کے بعد شک کی۔ اپنا دست مبارک بڑھائیے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ اور پھر اس کی ساری قوم مسلمان ہو گئی۔

حضرت کعب احbar:-

حضرت کعب احbar چوٹی کے یہودی عالموں میں سے تھے۔ جب آپ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی شہرت سنی۔ آپ کے فضائل کے متعلق اچھی طرح معلومات حاصل کیں اور تورات میں تمام بیان کردہ نشانیوں پر غور و فکر کے بعد بمعہ اپنی قوم کے اسلام قبول فرمایا۔ عطا بن یمار کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو عاص بنی شوہر کو ملا تو ان سے کہا کہ تورات میں مذکور آپ ﷺ کی صفات کے متعلق بتائیے تو انہوں نے کہا کہ جی ہاں اللہ کی قسم! آپ ﷺ کے تورات میں بھی وہی اوصاف بیان ہوئے ہیں جو کہ قرآن پاک میں ہیں۔“ اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، ڈرانے والا اور امیوں کے لئے پناہ گاہ بنانا کر بھیجا ہے۔ آپ میرے بندے اور رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوكل رکھا ہے۔ نہ ترش رو، نہ بد خلق، نہ بازاروں میں شور کرنے والا، مسلے ہوئے سرکنڈے کونہ توڑنے والا یعنی برائی کا بدلہ برائی سے دینے کی بجائے درگذر و معاف کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ اسے ہرگز فوت نہ کریگا جب تک کہ اس کے ذریعے ثیرہی امت کو درست کر کے کلمہ نہیں پڑھا لیتا اور انہی آنکھوں کو بینائی، بہرے کا نوں کو سماعت اور بندوں کو کھول نہیں دیتا۔“

بخاری شریف میں عبداللہ بنی شوہر، بنی ہاشم میں ابن سلام سے اسی مفہوم کی روایت منقول ہے۔ ابن اسحاق نے کعب احbar سے اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے۔ بنی ہاشم

فارقلیط

42

نے حضرت عائشہؓ سے اختصار سے بیان کیا ہے۔ اس روایت کا باہل میں موجود یسعیاہ کی پشین گوئی سے مقابل کے لئے دیکھئے۔ ”یسعیاہ ۱۳۲-۱۰۱“، یا مزید تفصیل کے لئے باہل اور محمد بن الحنبل صفحہ ۲۱۸ کا مطالعہ فرمائیے۔

حضرت سلمان فارسیؓ:-

حضرت سلمان فارسی ایران سے تعلق رکھتے ہیں۔ آتش پرستی ان کے بزرگوں کا شیوه تھا۔ شام سے ایک عیسائی تاجر وہ کافلہ ایران گیا۔ آپ ان کے دین سے متاثر ہوئے اور عیسائیت کا مذہب اختیار کر لیا اور انہی کے ساتھ شام چلے گئے۔ وہاں کے متعدد پادریوں کی شاگردی کی اور کتب مقدسہ کا علم حاصل کیا۔ حتیٰ کہ آپ خود پادری بن گئے۔ پھر روم کے شہر عموریہ کے اسقف نے اپنے آخری ایام میں قریب الرُّگ اپنے شاگرد سلمان کو وصیت کی کہ اس نبی یعنی فارقلیط کے ظہور کا وقت قریب ہے وہ کھجوروں کے شہر (یثرب) میں ہجرت فرمائیں گے۔ قیدار کے تھوڑے سے نوجوان قیدار کے بہت سے لشکر پر غالب آئیں گے۔ ان کے کندھے پر مہرِ نبوت ثبت ہو گی وہ تحفہ قبول فرمائیں گے مگر صدقہ نہیں لیتے۔ جب اس نبی کا ظہور ہوتا ان پر ایمان لے آنا۔ وہ اسقف تو وفات پا گیا۔ مگر حضرت سلمان فارسی فارقلیط ﷺ کے انتظار میں رہتے۔ آپ سے ملنے کی ترب میں آپ کو غلامی بھی اختیار کرنا پڑی۔ ایک امیر بسیر آدمی دھوکے سے کسی ظالم کا غلام بنادیا گیا مگر ان سب باتوں کے باوجود آپ نے ہمت نہ ہاری حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے تمام ثانیاں موجود پائیں اور کلمہ طیبہ پڑھ کر حلقة بگوشِ اسلام ہوئے۔

مخیرق کی تصدیق:-

مخیرق یہودی علماء میں سے تھے، علماء میں نہ صرف ان کا اعلیٰ مقام تھا بلکہ بڑے مالدار اور رئیس آدمی جانے جاتے تھے۔ اپنے علم کے ذریعے سے رسول

فہرست قلیل

اللہ علیہ السلام کو اور آپ کی صفات کو جانتے تھے۔ ان پر دین کی محبت غالب تھی اور اس پر ایسے جسمے کہ جب جنگ احمد کا دن ہوا اور جنگ احمد شنبہ کے دن ہوئی تھی تو انہوں نے اپنی جماعت سے کہا کہ ”اے گروہ یہود! واللہ تم خوب جانتے ہو کہ تمہارے لئے محمد علیہ السلام کی امداد بالکل حق ہے، وہ بولے آج تو شنبہ کا دن ہے، مخیرق نے کہا کہ تمہارے لئے شنبہ کا روز کچھ نہیں۔ پھر اپنے ہتھیار لئے اور نکل پڑے حتیٰ کہ رسول اللہ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کے پاس مقام احمد میں جا پہنچے اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو وصیت کر دی کہ اگر آج میں مار ڈالا جاؤں تو میری ہر طرح کی ملکیت محمد علیہ السلام کے لئے ہے۔ وہ ان میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق تصرف فرمائیں۔ پھر جب لوگوں میں جنگ ہوئی تو انہوں نے بھی جنگ کی اور مارے گئے۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ”مخیرق خیر یہود“ کہ مخیرق یہودیوں میں سب سے بہتر تھے۔ وصیت کے مطابق تمام جائیداد رسول اللہ علیہ السلام کو ملی۔ مدینہ میں رسول اللہ علیہ السلام کے تمام صدقات اسی جائیداد سے ہوا کرتے تھے۔

حضرت نعمانؓ:-

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ میں کے رہنے والے اور نامور یہودی علمائے دین سے تھے۔ انہوں نے جب آپ کا چرچا سنا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چند سوالات کے پھر کہنے لگے کہ میرے والد نے مہر لگا کر مجھے ایک مکتوب دیا تھا اور تاکید کی تھی کہ جب تک تم یثرب میں ایک نبی کی آمد کا ذکر نہ سنو، اس مکتوب کو نہ کھولنا۔ جب مدینہ میں اس کی آمد کا ذکر سنو تو اس کو کھولو۔ نعمان کہتے ہیں جب میں نے آپ علیہ السلام کا چرچا سنا تو اس مکتوب کو کھولا تو اس میں آپ کی بعینہ وہی صفات درج تھیں جو میں نے آپ کے متعلق لوگوں سے سئیں اور بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیں۔ اس میں وہ چیزیں بھی ذکر تھیں جن کو آپ حلال یا

فارقلیط

44

حرام کریں گے۔ اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ آپ ﷺ تمام انبیاء و نبیوں اور آپ کی امت تمام امتوں سے بہتر ہو گی۔ اس میں آپ کا اسم گرامی احمد ﷺ (فارقلیط) لکھا ہے اور آپ کی امت کو حامدون (حمد بیان کرنے والے) خون بہانا ان کی قربانی ہے اور ان کے سینے ان کی کتابیں ہیں۔ وہ جب جنگ کے لئے گھر سے نکلیں گے تو جبرائیل ان کے ساتھ ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ان پر اس طرح رحم فرمائے گا جس طرح پرندہ اپنے چوزہ پر رحم کرتا ہے۔ پھر اس نے مجھے ہدایت کی تھی کہ جب ان کو سنوتوا ان کی خدمت میں حاضر ہونا، ان پر ایمان لانا اور ان کی تصدیق کرنا۔“

حضور صادق المصدق ﷺ چاہتے تھے کہ میرے صحابہ بھی میری بعثت سے قبل اہل کتاب کا لکھا ہوا یہ خط سنیں، چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کی موجودگی میں فرمایا کہ نعمان! ہمیں اپنا واقعہ سناؤ۔ چنانچہ انہوں نے پھر اپنا واقعہ سنایا اور آپ ﷺ تبسم فرماتے رہے۔ آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں شہادت دیتا ہوں میں اللہ کا رسول ہوں۔ یہ وہی حضرت نعمان رضی اللہ عنہ ہیں جنہیں اسود غشی نے بڑی بے دردی سے شہید کیا تھا اور ان کے بدن کا ایک ایک عضو کاٹ کر بڑی ہی اذیت دی گئی تھی لیکن ان کی زبان سے مرتبے دم تک یہی الفاظ نکل رہے تھے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور تو جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھتا ہے۔ پھر اس ظالم نے اس جلیل القدر صحابی کو آگ میں جلا دیا۔

ورقه بن نوفل کی تصدیق:-

حضور صادق المصدق ﷺ پر جب غار حرا میں پہلی وحی کا نزول ہوا تو آپ انتہائی خوف اور کچکی کی حالت میں گھر پہنچے اور سارا واقعہ اپنی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمایا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے چچا زاد ورقہ بن نوفل جو عیسائی مذہب پر تھے اور بڑے عالم اور راہب تھے۔ ان سے بیان فرمایا ورقہ بن نوفل نے نبی اکرم ﷺ سے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے اجو کچھ آپ نے دیکھا اور سنا وہ مجھ سے بیان

فرمائیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے بیان فرمایا۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آپ اس امت کے نبی ہیں۔ بے شک آپ کے پاس وہ ناموس اکبر آگیا جو مویٰ کے پاس آیا تھا۔ آپ کو جھٹلایا جائے گا اور تکلیف پہنچائی جائے گی۔ آپ کو خارج البلد کیا جائے گا اور آپ سے جنگ کی جائے گی اگر مجھے بھی وہ دن نصیب ہوا تو میں بھی اس دین میں داخل ہو کر ضرور اللہ تعالیٰ کے دین حق کی مدد کروں گا۔ پھر انہوں نے سرجھا کر رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کو بوسہ دیا۔ نبی اکرم ﷺ کے اعلان نبوت سے قبل ورقہ وفات پاچے تھے۔ اس طرح کی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں کہ یہود و نصاریٰ اپنی مقدس کتاب میں موجود پیشین گوئیوں کے پیش نظر خاتم النبین کی آمد کے منتظر تھے۔ اور آپ کی آمد پر بکثرت حلقة بگوش اسلام ہوئے۔ جبکہ ہم نے چند ایک مشہور واقعات کا ذکر کیا ہے۔ ان میں عبد اللہ بن سلام جو پہلے یہودی تھے، اور کرز بن علقہ جو پہلے عیسائی تھے، بمعہ اپنی قوم کے اسلام میں داخل ہوئے۔ اگر ایک ایسی فہرست بنائی جائے تو اس کے لئے باقاعدہ علیحدہ سے ایک کتاب کی ضرورت ہوگی۔

شہید روم ضغاطر الاسقف:-

ضغاطر الاسقف ہرقل روم کے خاص معتمد اور مشیر خاص تھے، اور قوم کے سب سے بڑے پادری تھے۔ اسقف روم کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ ہرقل شہنشاہ روم کو نبی کریم ﷺ نے دحیۃ اللہی بنت ارشاد کے ذریعہ نامہ اسلام بھیجا تو ہرقل نے کہا کہ محمد ﷺ یقیناً نبی ہیں لیکن میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے اسلام قبول کیا تو اہل ملک مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ پھر اس نے حضرت دحیۃ اللہی بنت ارشاد کے پاس آئے تو انہوں نے بھیجا کہ وہ کیا رائے دیتے ہیں۔ حضرت دحیۃ اللہی بنت ارشاد کے پاس آئے تو انہوں نے گفتگو اور سوال و جواب کے بعد نہایتوں پر غور و فکر کے بعد آپ ﷺ کی رسالت کی تصدیق فرمائی اور فرمایا کہ یہ وہ نبی "وہ نبی" ہیں جس کے ہم منتظر تھے۔ پیشین گوئی

فہرست قلیل

46

کے پیش نظر آپ ﷺ وہ نبی ہیں اور فرمایا کہ ”لصروفہ باسمہ و وصفہ“ ہم ان کے نام اور ان کی صفات کو پہچانتے ہیں۔ پھر وہ اندر گئے۔ اپنا مخصوص لباس اتارا اور سفید لباس پہن کر واپس آئے اور اسی وقت اہل روم کے پاس گئے اور نبی کریم ﷺ کی نبوت اور اسلام کی سچائی کا اعلان کیا۔ لوگوں کو آپ ﷺ پر ایمان لانے کی ترغیب دلائی، یہ اعلان کرنا تھا کہ چاروں طرف سے ان کی قوم نے ان پر نرغہ کیا اور ان کو شہید کر ڈالا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ہرقل سے کہا کہ اللہ کی قسم یہ ”وہ نبی“ ہیں جن کا ہمیں انتظار تھا، اس پر ہرقل نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ کچھ بھی ہو، میں تو اتباع حق سے بھاگ نہیں سکتا۔ آخر کار انہیں شہید کر دیا گیا۔

(الاصابہ ذکر ضغاطر)

اہل کتاب صحابہ:-

رسول اکرم ﷺ کی زندگی مبارک میں بے شمار اہل کتاب آپ پر ایمان لائے۔ گروہ در گروہ، قبائل در قبائل۔ کس کس کا تذکرہ کیا جائے اور کس کو چھوڑا جائے۔ ہر ایک قبیلے اور ہر فرد پر لکھا جائے تو الگ سے ایک کتاب مرتب کی جاسکتی ہے۔ نصاریٰ کے مشہور قبائل:-

نجاشی، قبیلہ غسان، بنو تغلب، بنو کلب، قضاۓ، ربیعہ، قبیلہ عبدالقیس، حیرہ، روم کے عیسائی، جبشه کے عیسائی، اصحاب الفیل۔ یہود کے مشہور قبائل:-

بنو قریظہ، بنو نصیر، بیثرب، بنو قیقداع، بنو ہدل، بنو زبان، خبر کے یہود، فدک کے یہود، یتما کے یہود، وادی القریل کے یہود، بتاہ و جوش، اوزرخ اور جرباء، مفنا، کے یہود، بحرین کے یہود، مکہ و طائف کے یہود۔ اہل کتاب کے مذکورہ قبائل کے بیشتر افراد گروہ در گروہ اسلام میں داخل ہوئے اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

تفصیل کے لئے نجیب اللہ ندوی کی اہل کتاب صحابہ و تابعین کا مطالعہ فرمائیے۔ قصہ مختصر ”الذین اتینہم الكتاب یعرفونه كما یعرفون ابنائهم“ (بقرۃ ۲-۱۳۶) اور وہ لوگ جو اہل کتاب ہیں، (محمد ﷺ) کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بیٹوں کو پہچانے۔

کیا روح القدس اور روح الحق ایک ہی شخصیت کے نام ہیں؟:-

روح حق یعنی سچائی کی روح مراد فارقلیط آپ صادق اور امین بھی سمجھ سکتے ہیں۔ یہ فارقلیط کی ایک صفت ہے۔ روح القدس سے مراد جبرایل امین ہیں۔ دونوں کی شخصیات اور معنی بالکل جدا جدا ہیں۔ عیسائیوں نے ان دونوں کو گذرا کر کے ابہام پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں ہم تفصیل میں جانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ اس کی دو وجہات ہیں ① یہ کہ اول تو عبرانی زبان میں کوئی اصل مسودہ انجلیل کا موجود نہیں جو انجلیل یوحننا کی جانب مذوب کی جاتی ہیں، وہ انجلیل بھی یونانی زبان میں ہے۔ اس کا بھی اصل مسودہ موجود نہیں۔ پھر اس یونانی میں صرف روح کا لفظ ہے، روح القدس بعد کا اضافہ ہے۔ ② فارقلیط کا وعدہ الگ ہے اور روح القدس کا وعدہ الگ ہے۔ روح القدس کا کام حواریوں کو قوت کا لباس دینا تھا، روح القدس نازل ہوئے اور روح حق یعنی فارقلیط پیدا ہوئے۔ روح حق کے نازل ہونے کا وعدہ ہے اور فارقلیط کے متعلق نوید ہے اور روح القدس کے نزول تک حواریوں کو یروشلم میں ٹھہرے رہنے کا حکم ہوا اور روح القدس کے نزول کے وقت تو انجلیل بھی نہیں لکھی گئی تھی اور یہ وعدہ فوراً پورا ہوا جبکہ نوید مسیح کے عیسائی منتظر ہے۔

روح القدس کا وعدہ:-

① اور دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے میں اس کو تم پر نازل کروں گا لیکن جب تک عالم بالا سے تم کو قوت کا لباس نہ ملے اس شہر میں ٹھہرے رہو۔ (لوقا ۲۸-۲۹) ② اور ان سے مل کر ان کو حکم دیا کہ یروشلم سے باہر نہ جاؤ بلکہ

فارقلیط

48

باپ کے اس وعدہ کے پورا ہونے کا انتظار کرو جس کا ذکر تم مجھ سے سن چکے ہو کیونکہ یوحنانے تو پانی سے بچتے دیا مگر تم تھوڑے دنوں کے بعد روح القدس سے بچتے پاؤ گے پس انہوں نے جمع ہو کر اس سے یہ پوچھا کہ اے خداوند کیا تو اسی وقت اسرائیل کو بادشاہی پھر عطا کرے گا؟ اس نے ان سے کہا ان وقت اور میعادوں کا جانا جنہیں باپ نے اپنے ہی اختیار میں رکھا ہے تمہارا کام نہیں لیکن جب روح القدس تم پر نازل ہو گا تو تم قوت پاؤ گے اور یروشلم اور تمام یہودیہ اور سامریہ بلکہ زمین کی انتہا تک میرے گواہ ہو گے۔ (اعمال ۸۲-۸۳)۔

اس مقام پر وضاحت فرمادی گئی ہے کہ روح القدس کا کام تم کو قوت دینا ہے اور فارقلیط کا کام عدالت اور بادشاہی ہے، حواری سوال کرتے ہیں کہ جب روح القدس نازل ہو گا تو اے خداوند تو اس وقت اسرائیل کو بادشاہی عطا کرے گا؟ مگر عیسیٰ جواب دیتے ہیں کہ اس وقت اور میعاد کا اللہ ہی کو علم ہے کہ کب ابدي بادشاہ یعنی فارقلیط کا ظہور ہو گا، پس معلوم ہوا کہ دونوں کا نام شخصیت اور کام الگ الگ ہے اور روح القدس کے نزول کے بعد حواری فارقلیط کے منتظر اور مناد تھے کہ ان کا ظہور ہو اور خدا کی بادشاہت کے دن آئیں اور وہ عدل کریں۔ ③ دوسرا یہ کہ ہم عقیدہ مسیحیت کی حقیقت بیان کرنا چاہیں گے۔ جس سے انشاء اللہ انہوں کا باطل ہونا بخوبی ثابت ہو جائے گا۔ اور انشاء اللہ ہم باطل اور قرآن حکیم کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا وحدہ لا شریک ہونا ثابت کریں گے۔ اور کچھ اس عقیدہ کا پس منظر بیان کریں گے جس سے ثابت ہو گا کہ نصاریٰ نے یہ عقیدہ بت پرستوں کی تقلید میں گھرا ہے۔ جب یہ اچھی طرح ثابت ہو جائے گا کہ عقیدہ مسیحیت من گھڑت اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ شرک ہے اور اپنی جان پر ظلم عظیم ہے تو پھر ظاہر ہے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ روح حق سے مراد تیرا انہوں کیونکہ انہوں نام کی کوئی چیز ہی نہیں اور اس سے مراد صرف محمد رسول اللہ علیہ السلام ہیں، لہذا باقی کسی بحث کی ضرورت نہ

فَارْقَلِيْط

رہے گی اور پادری وکلف اے سنگھ کی ساری محنت رائیگاں جائے گی۔

پادری وکلف اے سنگھ کی بحث کہ روح حق ہی روح القدس ہے، سب بیکار ہے جو کوئی وکلف اے سنگھ صاحب کے رسالہ فارقلیط میں دلائل پڑھے گا وہ یقیناً حیران ہو گا۔ پادری صاحب نے اس سلسلے میں دو عنوان قائم کئے ہیں۔ ① روح القدس کے نام ② روح حق (فارقلیط) الہی شخصیت، پھر پادری صاحب نے باسل

میں جہاں جہاں روح کا لفظ آیا ہے وہ سب آیات نقل کر کے ثابت کیا ہے کہ روح حق اور روح القدس ایک ہی شخصیت کا نام ہے مگر پادری صاحب یہ بات بالکل ہی بھول گئے کہ یہ تمام حوالے اس سلسلے میں بالکل بیکار ہیں کیونکہ جو حوالے موصوف نے نقل کئے، ان سے تو ثابت ہوتا کہ روح القدس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے قبل بلکہ حضرت آدم کی پیدائش سے بھی پہلے کا موجود ہے اور روح القدس تمام انبیاء کی طرف وحی لیکر نازل ہوتا رہا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے ایشیع روح القدس سے بھر گئی تھی۔ حواریوں کے زمانہ میں بھی روح القدس موجود تھا مگر اس پیشین گوئی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس روح حق فارقلیط کی آمد کی بشارت سنارہ ہے ہیں۔ اسے عیسیٰ علیہ السلام اپنے جانے پر متعلق فرماتے ہیں۔ ”اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔“ اس لئے ثابت ہو گیا کہ روح حق عیسیٰ علیہ السلام کے جانے کے بعد آئے گا۔ پہلے سے موجود روح القدس کا اس پیشین گوئی سے کوئی واسطہ نہیں۔ لہذا پادری صاحب کی ساری محنت رائیگاں گئی کیونکہ ان کے سب دلائل روح القدس کے متعلق ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام سے بھی پہلے کا موجود ہے۔

باسل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سب نبی روح اللہ ہیں، اللہ کی روح ہیں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”کاش خداوند کے سب لوگ نبی ہوتے اور خداوند اپنی روح ان سب میں ڈالتا۔“ (گنتی ۱۱-۲۹) کتاب پیدائش میں فرعون حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق اپنے درباریوں سے کہتا ہے۔ ”ہم کو ایسا آدمی جیسا یہ

فارقلیط

50

ہے جس میں خدا کی روح ہے، مل سکتا ہے۔” (پیدائش ۳۸-۲)

دانی ایل کے بارے میں بائبل میں ہے۔ ”تیری مملکت میں ایک شخص ہے جس میں قدوس الہوں کی روح ہے۔“ (دانی ایل ۱۰-۵) بھلی ایل بن اوری کے متعلق بائبل میں لکھا ہے۔ ”اور میں نے اس کو حکمت اور فہم اور علم اور ہر طرح کی صفت میں روح اللہ سے معمور کیا ہے۔“ (خروج ۲-۳۱)

پوس حواریوں کے حق میں کہتا ہے کہ ”کیا تم نہیں جانتے کہ تم خدا کا مقدس ہو اور خدا کا روح تم میں بسا ہوا ہے۔“ (۱-کرنھیوں ۳-۱۶) اور تو اور خود پوس کا اپنے متعلق دعویٰ ہے کہ ”میں سمجھتا ہوں کہ خدا کا روح مجھ میں بھی ہے۔“ (۱-کرنھیوں ۷-) معلوم ہوتا ہے کہ بائبل میں بکثرت انبیاء کے متعلق بلکہ عالم لوگوں کے متعلق جنہیں حکمت، فہم اور علم میں عام افراد سے زیادہ کمال بخشاتھا، انہیں روح، خدا کی روح، قدوس الہوں کی روح، روح اللہ، سچائی کی روح، حق کی روح جیسے الفاظ بکثرت ملتے ہیں۔

اب اگر ہم پادری حضرات کی منطق اپنائیں تو اس کی رو سے یہ سب لوگ عیسیٰ ﷺ کے تمام حواری اور پوس وغیرہ روح اللہ ٹھہرتے ہیں۔ تو کیا یہ سب اقوام ہیں؟ پھر خدا کے کتنے اقوام ہوئے؟ اس طرح عیسیٰ ﷺ کے روح اللہ ہونے کی خصوصیت ختم ہو جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ بائبل میں نبیوں، رسولوں، صاحب علم و دانش لوگوں کو حق کی روح، روح اللہ وغیرہ کے القاب دیئے گئے ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ روح اللہ، روح القدس، روح حق سے تیلیٹ اور اقوام ثابت نہیں ہوتے، یہ ایک تائل (Title) ہے اور اس شخص کی دیگر اشخاص سے فضیلت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے دیا جاتا ہے ہم کہتے ہیں کہ فارقلیط کو روح حق کی روح نبی موعود کی بنی نوع انسان میں فضیلت اور عظمت ظاہر کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ مثالوں سے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ بائبل میں اس کی بکثرت مثالیں ہیں۔ پادری حضرات اس

فارقلیط

بات کو اچھی طرح سمجھتے ہیں مگر ناقص جھگڑا کرتے ہیں البتہ مسلمان قارئین کے اطمینان کے لئے دو مثالیں پیش ہیں۔

ناقة اللہ اور بیت اللہ ظاہر ہے ان کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے ایسا کہا گیا ہے۔ یعنیہ محمد ﷺ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے فارقلیط کو روح حق کے خطاب سے متعارف کروایا گیا ہے۔

عقیدہ تسلیث کا پس منظر:-

عقیدہ تسلیث کی حقیقت جاننے کے بعد انشاء اللہ یہ پیشیں گولی محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں صحیح ثابت ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جائیگا، یہ بنیادی باتیں ہیں اور اس سلسلے کی مرکزی بحث بھی۔

عقیدہ تسلیث کا پس منظر:-

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ازل سے ہی تمام انبیاء کے ذمہ ایک ہی دین ایک ہی دعوت پھیلانے کا فریضہ تھا اور سب حکموں سے اول حکم توحید کا ہے۔ انبیاء نے ہمیشہ صرف ایک ہی اللہ پر ایمان لانے اور صرف ایک ہی اللہ کی عبادت کا حکم دیا اور مشرک ہمیشہ مخلوق کی عبادت، بت پرستی اور اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہراتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے متعلق اقوام وغیرہ کے عقیدے گھر تے رہتے، عقیدہ توحید عالمگیر عقیدہ ہے جبکہ شرک علاقائی ہر خطے اور علاقے کا شرک مختلف نظر آئے گا۔ عقیدہ تسلیث بھی بت پرستوں کی جہالت، قومی اور علاقائی شرک ہے۔ لہذا عیسائیت سے قبل بت پرستوں نے یعنیہ ان عقائد کو پہلے سے ہی گھر رکھا تھا اور ان جیسے عقائد پر عمل پیرا تھے۔ چنانچہ مصر، یونان، کلدانیہ، اسیریا وغیرہ اور دیگر علاقوں کے بت پرست تری مورتی دوسرے لفظوں میں تسلیث یعنی اقوام ثلاثة بنار کئے تھے۔ مثلاً خاوند، بیوی اور بیٹے کی پرستش تو عیسیٰ ﷺ سے قبل صدیوں پیشتر سے جاری تھی، چنانچہ مختلف بت پرستوں کے اقوام کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ بت پرستوں کے مشہور تین

فہرست ملک

52

اقنوم یہ ہیں۔

| | | | | | | |
|--------|-----|-------|-----|-------|-----|------|
| نمبر ① | (۱) | نا | (۲) | ای آ | (۳) | طبع |
| نمبر ② | (۲) | برھا | (۲) | وشنو | (۳) | شو |
| نمبر ③ | (۳) | ورن | (۲) | اندر | (۳) | اگن |
| نمبر ④ | (۲) | بعل | (۲) | شم | (۳) | قر |
| نمبر ⑤ | (۵) | آل کس | (۲) | اسیرس | (۳) | ہورس |

بت پرستوں میں یہ عقائد شروع سے ہی معروف ہیں۔

دیو مالائی کہانیوں میں شروع سے ہی مختلف تین اقنوں کو بڑا منفرد اور معزز مقام

حاصل رہا ہے حتیٰ کہ

King and emperors liked to think of themselves as descended from the Gods. (J Hasting: Dictionary, P-143)

”بادشاہ اور حکمران خود کو دیوتاؤں کی نسل سے سمجھنا پسند کرتے تھے۔“

اس کی وجہ شاید یونانی فلسفہ میں افلاطون کے نظریات ہوں۔ چنانچہ افلاطون اور اس کے پیروکاروں کے نزدیک ماہیت خداوندی (Divinenature) کی تین چیزیں تھیں، جنہیں وہ سبب اول (First cause) حکمت و کلام (Reason of Logos) اور روح کائنات (The soul and spirit of the universe) کی حیثیت سے پہچانتے تھے۔ اس فکر نے باقی بت پرستوں کو بھی متاثر کیا اور تین اقنوں کا عقیدہ زیادہ اہمیت اختیار کر گیا۔

مختلف اقوام اور عقیدہ تیلیٹ: -

عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے بھی قبل صدیوں پہلے سے یہ بد عقائد مشہور تھے۔

1- Sumerians Trinity

i) El-Lil (اپ) ii) Ea (ماں) iii) Baal (بیٹا)

2- Assyrians Trinity

- i) Ashur (SunGod) ii) اپ (Ishtar)
- iii) ElGar (God the Sun) بیٹا

3- Syrian Trinity

- i) Hadad ii) Atargatis iii) Simios

4- Roman Trinity

- i) Jupetor ii) Venus iii) Mercury

5- Egyptian Trinity

یہاں Sun God سورج دیوتا ایک ہی ذات میں تین اقتوم (ذاتیں) ہیں۔

1- RA (Noonday Sun) دوپہر کا سورج

2- Tum (Evening Sun) شام کا سورج

3- KHEPRA (The Dawning Sun) طلوع ہوتا ہوا سورج دیوتا

Hindu Trinity

i) Brahma خالق (The Creator)

ii) Vishnuu قائم رکھنے والا (The Preserver)

iii) Shiva تباہ کرنے والا (The Destroyer)

عیسائیت کا نظریہ تیلیٹ بھی چند فلاسفروں احیار و رہبان نے Pagan اور Heathen بت و مظاہر پرستانہ نظریات میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے اس کو عیسائیت میں داخل کر لیا ورنہ عیسیٰ ﷺ کی تعلیم کا پہلا حکم توحید کا حکم ہے۔ جس میں شرک و تیلیٹ کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔

اس موقعہ پر یہ لطیفہ دلچسپی کا باعث ہو گا کہ دوسری صدی کے عیسائی مبلغیں میں جشن کا نام بڑا مشہور ہے۔ جب یہ روما پہنچا تو اس سے پہلے بہت سے یونانی و

فہرست محتوا

54

رومی عقائد عیسائیت میں داخل ہو چکے تھے۔ جب جشن روما پہنچا تو اس وقت کے قیصر روم کو اپنے عقائد تسلیث و کفارہ وغیرہ کی دعوت دی۔ قیصر روم نے جشن کو کہا کہ جس مذہب کی تم تعلیم دیتے ہو اور جو عقائد ہمیں بتاتے ہو، تسلیث پرستی کفارہ وغیرہ، اس کے کل کے کل معتقدات تو ہمارے مذہب کے پہلے ہی ممتاز ہے ہیں۔ اور ہمارا مذہب تمہارے مسح کی پیدائش سے بھی ہزاروں سال پہلے کا ہے۔ پھر تمہارے مذہب میں نئی بات کیا ہے؟ اس وقت جشن سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ آخر ایک مدت کے بعد جشن نے ایک کتاب ایپولوجیا (اعتزاز) لکھی جس میں یہ ثابت کرنا چاہا کہ جناب مسح سے کئی صدیاں بیشتر دشمن صداقت یعنی شیطان کو اس صداقت کا علم ہو گیا جو جناب مسح سے وابستہ تھی، یعنی خدا کنواری سے جنم لے گا، عقیدہ تسلیث، اور کفارہ گناہ ادا کریگا اور اس کی یاد میں عشاۓ ربائی پتسمہ وغیرہ ہو گی۔ شیطان نے طالبان صداقت کو مذبذب کرنے کے لئے مسح سے صدیوں بیشتر مختلف ممالک میں ایسے مذہب پھیلا دیئے جن کی تعلیم، رسماں، عقائد وغیرہ یہی تھی۔ اس بے ہودہ اور لچر دلیل کا جواہر قیصر پر ہو سکتا تھا، ظاہر ہے نتیجہ یہ ہوا کہ اس لچر دلیل کے سبب قیصر کے حکم سے جشن کو عبرناک سزادی گئی اور اسے قتل کروا دیا گیا۔ (عیسائی اسے جشن شہید کے نام سے یاد کرتے ہیں۔)

(بحوالہ تاریخ اخلاق یورپ ایڈورڈ پول)

عیسائیت میں تسلیث اور کلیسیائی عقیدہ:-

عقیدہ تسلیث کے پس منظر سے آپ، جان چکے کہ یہ عقیدہ بت پرستوں کی ایجاد ہے۔ حضرت عیسیٰ ﷺ کے رفع آسمانی سے قبل اور پوس کے عیسائیت میں داخل ہونے سے پیشتر کوئی ایک مسیحی بھی عقیدہ تسلیث کا قائل نہ تھا۔ بلکہ ابتدائی دور میں مسیحیوں کی کتاب مقدس بھی صرف عہد نامہ قدیم تھی اور عہد نامہ قدیم میں جا بجا توحید کی تعلیم ملتی ہے۔ عہد نامہ قدیم میں تسلیث کے عقیدے کا تصور بھی نہیں کیا جا

سکتا اور عہد نامہ جدید میں بھی شیعیت سے متعلقہ مسجح کا ذاتی فرمان ثابت نہیں کیا جا سکتا بلکہ آپ نے واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ ایک ہے اور سب حکموں سے اول حکم یہ ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے۔ جہاں تک مسجح کا اللہ کے بارے میں باپ کہنے کا تعلق ہے اور خود کو بیٹا تو یہ محض استعارتاً یا یوں سمجھئے کہ درحقیقت یہ لفظ اللہ کا بندہ تھا، جسے مترجمین اور مصلحین بابل نے بیٹا لکھ دیا۔ مزید تفصیل کے لئے بابل اور محمد رسول اللہ ﷺ کے پہلے باب کا مطالعہ مفید ہو گا۔

قصہ مختصر یہ کہ پوس عیسائیت کا سخت دشمن تھا، مسجح کے ماننے والوں کو سخت ایذ پیش دیا کرتا، انہیں جلاوطن اور قید کرتا حتیٰ کہ ان کی جان لینے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ جب اس نے یہ دیکھا کہ ایسا کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، مسیحیت پھیلتی جا رہی ہے تو اس نے تقبیہ سے کام لیا اور عیسائیت میں داخل ہو گیا اور کہنے لگا کہ مجھے مسجح نے رسول بنایا ہے۔ اپنی انجیل کی تشهیر کے لئے۔ چنانچہ رومنی بادشاہ قسطنطین کے زیر اثر (جو بذات خود آئی سیس، آسیس اور ہورس کی شیعیت پر عامل تھا) اس بادشاہ نے ابھی تک عیسائیت قبول نہیں کی تھی۔ اس وقت تک کسی نے عیسائیت میں شیعیت کا نام تک نہ سنا تھا، اور مسیحیت بالکل اس عقیدہ سے نا آشنا تھی۔ سینٹ پال (پولوس) کی بدولت دین مسیحی نے نیا جنم لیا اور یہودیت نے ازراہ تعصّب مسیحی صداقت و توحید کے عقیدہ کو وثیقہ اور شرک سے آلووہ کر کے کامیابی کا سائز لیا۔ جھوٹا رسول جو اپنی باتوں کو اللہ کا کلام کہے، بابل میں لکھا ہے وہ قتل کیا جائے گا۔ پوس کا دعویٰ رسالت جھوٹا تھا، سو عبرتاک انجام ہوا اور قتل کر دیا گیا۔

یہ عقیدہ ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ دراصل وثیقہ (بت پرستانہ) فلسفہ کی موسگافیوں کی پیداوار اور ارضم پرستانہ عقیدہ ”اوہار“ کی صدائے بازگشت ہے اور اس حقیقت پر مبنی ہے کہ ذات یا صفات خداوندی بشكل انسانی کائنات ارضی میں وجود پذیر ہو سکتی ہے۔ گویا یہ عقیدہ فلاسفہ ہیلانسیس اور غنو سلطینین کے عقائد فلسفیانہ کا ایک

فلسفیہ

56

مجنون مرکب ہے۔ چنانچہ تاریخ قدیم سے پتہ چلتا ہے کہ دوسری صدی عیسوی میں انطاکیہ کے بشپ (Bushap) تھیوفیلیس نے سب سے پہلے اس سلسلہ میں ایک یونانی کلمہ ”ثریاس“ کا استعمال کیا اس کے بعد ایک دوسرے بشپ تریلیانوس نے اس کے قریب قریب ایک لفظ ترنتیاس ایجاد کیا۔ یہی وہ یونانی لفظ ہے جو موجودہ مسیحی عقیدہ ثالوث (تیلیٹ) کے متراff ہم معنی ہے۔ اگر اس مسئلہ کی حقیقت کو ذرا اور گھری نظر سے دیکھنے کی کوشش کی جائے تو تاریخی حقائق سے یہ بات نمایاں نظر آئے گی کہ ثالوث کا عقیدہ دراصل میجیت اور وثیت کی اس آمیزش کا نتیجہ ہے جو میجیت کے غلبہ اور وثیت (بت پرستوں) کی مغلوبیت کی وجہ سے پیش آیا۔ خصوصاً جب مصری بت پرستوں نے اس مذہب کو قبول کیا تو انہوں نے اس عقیدہ کو بہت ترقی اور فلسفیانہ دقیقہ سنجیوں کے ساتھ اس کو علمی بحث بنادیا۔

میجیت قبول کر لینے کے بعد بت پرستوں پر جو رد عمل ہوا، اس کے نتیجہ میں ایک اہم بات یہ تھی کہ ان کی خواہش ہمیشہ یہ رہی کہ وہ کس طرح گذشتہ وثیت کی موجودہ میجیت کے ساتھ مطابقت پیدا کریں۔ تاکہ اس طرح قدیم و جدید دونوں ادیان کے ساتھ رابطہ قائم رہ سکے۔ عہد نامہ جدید میں اگر آپ پلوس کا کردار پڑھیں تو اس کا منشور ایک ہی تھا کہ جیسے بھی ہو، لوگ میجیت میں داخل ہوں، وہ خود بھی لکھتا ہے کہ ”میں شریعت والوں کے سامنے شریعت کا پابند، بے شریعونوں کے سامنے بے شریعت بنا ہوا ہوں۔“ غرض کسی بھی طرح لوگوں کو کھیچ لاؤ۔ اس کا ایک ہی مقصد تھا کہ مذہب کی تبلیغ ہو خواہ بہانے سے یا سچائی سے۔

(دیکھئے فلپیوں ۱-۱۸، کرنٹھ ۹-۲۰ تا ۲۳، رومیوں ۳-۷)

لہذا جب بت پرستوں کو عقیدہ تیلیٹ کی جانب مائل دیکھا تو انہیں اپنی طرف کھیچ لانے کے لئے عقیدہ تیلیٹ گھر لیا اور اس مقصد کے لئے اسکندریہ کے فلسفہ آمیز اصنافی تخیل سیراپیز (Serapis) سے تینیشی وحدت کی اصل لی گئی اور آئی سس

کی جگہ حضرت مریم ﷺ کو اور ہورس (Hors) کی جگہ حضرت مسیح کو دی گئی اور اس یونانی اور مصری فلسفیانہ وثیت کی بدولت موجودہ مسیحیت میں الوہیت مسیح اور تسلیت کلیسیہ کا مقبول عقیدہ بن گیا۔ یہ عقیدہ تسلیت ابھی سن طفویلت میں ہی تھا کہ علماء نصاریٰ میں اس کے رد و بدل میں معرکۃ الارابجیش شروع ہو گئیں۔ سینٹ پال (پلوس) کے ایسے گراہ کن عقائد اور تعلیمات کی وجہ سے شاگردوں نے اس سے عیحدگی اختیار کر لی۔ برناس جو پلوس کے گھرے دوست اور ساتھی تھے، انہوں نے بھی پلوس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ پلوس قیصر روم کا منظور نظر تھا، لہذا عام موحدین اس کے سامنے بے بس تھے کیونکہ اسے باادشاہت کا دست و بازو حاصل تھا۔ بعض ثالوث میں مریم صدیقہ کو تیرا اقوم مانتے ہیں۔ اور بعض روح القدس کو یہ مسئلہ بھی اختلافی ہے۔ بہر حال پاپائیت کے ذریعے ”نیقہ کنسل“ نے عیسیٰ ﷺ کو خدا کا بیٹا مان کر اس کے ساتھ متحد الاصل قرار دے کر ان کی الوہیت کی راہ ہموار کی تو ان کے ساتھ روح القدس کو ملا کر عیسائی تسلیت کامل کر دی۔

(Encyclo Brit 1962 Vol. 5, Page 676)

B Chalfant Origin of Trinity by William Paganism یعنی وثیت سے اخذ کیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ بت پرستوں کی تقلید میں گھرے گئے اس عقیدہ کے سبب ہمچل مج جانا ایک فطری بات تھی، لہذا اس کے رد و قبول پر بحثیں طول پکڑتی گئیں۔ نیقہ کی کنسل میں مشرقی گرجاؤں میں خصوصی اور عمومی مجالس میں جب بحث نے طول کھینچا تو کلیسیاء نے فیصلہ دے دیا کہ مسئلہ ثالوث (تسلیت) حق اور اس کے خلاف ”الحاد“ ہے۔ ان بعد جماعتوں اور فرقوں میں نمایاں فرقہ ”ابو نبیین“ ہے جو کہتا ہے حضرت مسیح ﷺ انسان تھے۔ دوسرا ”سابیین“ ہے جس کا خیال ہے کہ خدا ذات واحد ہے

فلسفیہ

58

اور ”اب“ ”ابن“ ”روح القدس“ یہ مختلف صورتیں ہیں۔ جن کا اطلاق مختلف حیثیتوں سے ذات واحد پر ہی ہوتا ہے۔ تیرا فرقہ ”آریویتین“ ہے اس کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح اگرچہ ابن اللہ ہیں۔ مگر ”اب“ کی طرح ازلی نہیں ہیں بلکہ وہ کائنات بلند و پست سے قبل ”اب“ کی تخلیق سے مخلوق ہوا ہے اور اس لئے وہ ”اب“ سے بیچے اس کی قدرت کے سامنے مغلوب و خاضع ہے اور چوتحا فرقہ مقدشیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ”اب“ اور ”ابن“ دو ہی اقوام ہیں۔ ”روح القدس“ اقوام نہیں ہے بلکہ مخلوق ہے۔ کلیسا نے ان کو اور اسی قسم کے دوسرے فرقوں کو ”بلد“ قرار دے کر نیقہ کی کوسل منعقدہ ۱۳۲۵ء اور قسطنطینیہ کی کوسل منعقدہ ۱۳۸۱ء کے مطابق عقیدہ شیعیت کو مسیحی عقیدہ کی بنیاد تسلیم کر لیا اور فیصلہ دیا کہ ”بَابُ“ ”بیٹا“ اور ”روح القدس“، تینوں جدا جدا مستقل اقوام (اصل ہیں) اور عالم لاہوت میں تینوں کی وحدت ہی خدا ہے۔ لہذا آج تک نہ تو کسی کو عقیدہ شیعیت کی صحیح معنوں میں سمجھا آ سکتی ہے کہ وہ کسی کو یہ عقیدہ سمجھا سکے اور نہ ہی تیرے اقوام کا مسئلہ حل ہو سکا ہے۔ چنانچہ بعض روح القدس کی جگہ مریم صدیقہ کو تیرا اقوام مانتے ہیں حتیٰ کہ یکیتوںکا باہل میں غزل الغزلیات کی کتاب کے شروع میں حاشیہ لکھا کہ ”بعض روحانی، مصنفین اس کتاب میں کامل ارواح اور خصوصاً خاتون مبارک مقدسہ مریم کنواری کے ساتھ خدائے مہربان کے ناقابل بیان وصال کا ذکر پاتے ہیں۔“ (نشید الا ناشید حاشیہ، ۱۳۸، یکیتوںکا باہل)

حضرت مریم کو الوہیت کا درجہ دے کر ان کی پرستش (Mariolatry) عیسائیت میں دوسری نیقہ کوسل سے بہت پہلے رواج پا چکی تھی اور اس کے دروازے نسطور میں اور اس کے مخالفین کے درمیان بحث و مباحثہ کے سبب کھل چکے تھے۔

The worship of mary was greatly emphasized after the
Nestorian Controversy.

(J.W Sweetman Islam and Christian Theology Vol 1,
Page 32.)

نسطورین کی (چھیری ہوئی) بحث کے بعد مریم کی عبادت پر بہت زور دیا جانے لگا۔ چنانچہ تھج کی الوہیت کے سلسلے میں الہامی کتب کو پس پشت ڈال دیا گیا اور بالکل بھی بابل یا پھر عیسیٰ ﷺ کے مفہومات سے کوئی دلیل ناطق تلاش کرنے کی ضرورت نہیں کھجی گئی۔ بس بت پرستوں کی دیکھا دیکھی۔ شیعیت کا عقیدہ گھڑ لیا گیا۔
کیتھولک انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے۔

The doctrine of the Holy Trinity is not taught in the old testament the oldest evidence is in the Pauline epistles.

(New Catholic Encyclopedia Vol 14, Page 306)

”شیعیت مقدس کا عقیدہ عہد نامہ قدیم میں نہیں سکھایا گیا اور عہد نامہ جدید میں اس کی اولین شہادت پولس کے خطوط میں ملتی ہے۔“

”ظاہر ہے جن لوگوں نے بذات خود تھج کے فرمودات سنے ہوں گے، وہ کیونکر صرف پولس کے کہنے پر عقیدہ شیعیت پر عمل پیرا ہو سکتے تھے لہذا کئی فرقوں نے جنم لیا مگر آہستہ آہستہ مختلف کوئی نسلوں اور شہنشاہوں کی مداخلت کے سبب یہ عقیدہ جبرا منوایا گیا۔ اور

The deity of the son was believed to carry with it that of the spirit, who was associated with father and son in the Baptismal Formula and in the current symbols.

(ibid, Vol 5 Page 678)

”یہ یقین کر لیا گیا کہ بیٹے کی الوہیت کو بھی شامل ہے اور اسے (روح القدس کو) باپ اور بیٹے کے ساتھ پہنسہ (دیتے وقت ادا کئے جانے والے) کلمات اور

(دوسری) مروجہ مذہبی علامات میں شامل کر لیا گیا۔ اور یہ کہا جانے لگا کہ

The Holy spirit ----- is to be worshipped and glorified
with the father and Son as divine.

(Encyclo Brit (1973) Vol 11 Page 616)

”روح القدس کو الوہیت کا حامل سمجھتے ہوئے اس کی باپ اور بیٹی
کے ساتھ (یکساں) عبادت اور تعظیم کی جانی چاہئے۔“

”روح کو مکمل الوہیت کے درجہ تک یہ ترقی قسطنطینیہ کی کوشش منعقدہ ۱۳۸۶ء میں
جا کر ملی۔“ (Encyclo Brit (1973) Vol 11 Page 616)

اس کے بعد جلد ہی تیلیٹ کے ان تینوں اقسام و ارکان کو عوامی عقیدہ میں
مساوی حیثیت مل گئی اور کلیسا نے فیصلہ دے دیا کہ

The Father is God, The Son is God and the Holy
spirit is God, and yet they are not three God but one God.

(Encyclo Brit (1962) Vol 22 Page 479)

”باپ بھی خدا ہے، بیٹا بھی خدا ہے اور روح القدس بھی خدا ہے تاہم وہ تین
خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہے۔“

ذرا سوچنے اور ایمانداری سے فیصلہ فرمائیے کہ یہ کہنا کہ ہے ایک مگر ایک نہیں
تین کہو۔ یا یوں کہ ہیں تین ہی مگر تین ایک ہے۔ یعنی تیلیٹ میں توحید اور توحید میں
تیلیٹ۔ کیا ایسا کہنا بالکل ہی بے دوقنی اور جنونانہ اور احتمانہ حرکت نہیں، بالکل
دیے ہی جیسے صنم پرستوں کا عقل سے پیر ہے۔ یعنی تیلیٹ پرستوں کا اگر کوئی کہے
کہ اللہ ایک ہے تو جواب ملے ایک نہیں تین کہو کہ تین ایک ہیں۔ اور اگر کوئی کہے
کہ اللہ تین ہیں تو جواب ملے تین نہیں بلکہ ایک کہو، یعنی ایک عنی ہے اور تین ایک
ہے، سبحان اللہ کیا کہنا۔

فہرست محتوا

پھر اس سلسلے میں مثالیں تاریخِ عنکبوت سے بھی کمزور قرآن حکیم نے کتنے پتے کی بات بتائی ہے کہ ”مُثُلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أُولَيَاءَ كَمُثُلُ العَنْكَبُوتِ اتَّخَذُتِ بَيْتًا وَانَّا وَهُنَّ الْبَيْوَتِ لَبِيتُ الْعَنْكَبُوتِ لَوْ كَانُو يَعْلَمُونَ“ (۲۹-۳۱)

”جِنْ لَوْگُوں نے اللہ کے سوا اور وہ کو معبد بنایا کر رکھا ہے، ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جس نے اپنا گھر بنایا اور سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا ہی ہوتا ہے، کاش کہ کچھ جانتے۔“

بعینہٴ شیعیت کے متعلق مثالیں ایسی ہیں جیسا کہ مکڑی کا گھر، مثلاً سورج، روشنی اور گرمی کی مثال، کبھی انسان یعنی گوشت، خون اور ہڈی کی مثال، جڑ، درخت، شاخیں، پھل کی مثال اور کبھی

Nature + Skill + Practice = Artist

کی مثال اور کبھی عالم، معلوم، آله علم = دماغ کی مثال۔ اور مثالیں دیتے وقت یہ بالکل ہی بھول جاتے ہیں کہ عیسائی عقیدہ کے مطابق اقانیمِ خلاشہ نہ تو ایک وحدت کے اجزاء ہیں۔ نہ ایک وجود کی مختلف حیثیتیں اور نہ ایک وجود کی مختلف صفات بلکہ تینوں الگ الگ مستقل حقیقی وجود رکھتے ہیں۔ اسی لئے تو آگٹائیں اور دوسرے مفکرین نے کہا کہ جو باپ وہ بیٹا نہیں جو بیٹا وہ باپ نہیں اور روح القدس نہ باپ ہے نہ بیٹا۔ (Encyclo Brit (1962) Vol 13 Page 22, 23)

لہذا یہ کہنا کہ روح القدس باپ ہے یا اس میں باپ کی صفات ہیں یا پھر بیٹا ہے یا اس میں بیٹے کی صفات ہیں، بالکل ہی جھوٹ اور دھوکہ دہی پر منی ہو گا۔ عیسائی عقیدہ کے مطابق تو روح القدس باقاعدہ تیرا القوم ہے، پھر وہ صفت کیوں کر ہو سکتی ہے چنانچہ بابل میں عہد نامہ قدیم ہو یا عہد نامہ جدید جا بجا توحید خالص کا حکم ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بارہا مرتبہ واحد ہی کہا گیا ہے اور اسی وحدہ لا شریک ہی کی عبادت کا حکم بلا شرکت غیرے دیا گیا۔ عیسیٰ عليه السلام نے کئی مرتبہ اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ ہمارا خداوند

فہرست محتوا

62

ایک ہی خدا ہے۔ نیز صرف اس کی عبادت کرو، یہی سب حکموں سے اول حکم ہے۔ حتیٰ کہ عہد نامہ قدیم میں مشرکوں کے لئے قتل کا حکم ہے اور اسی طرح پیدائش کی کتاب میں ختنہ کا بھی ابدی حکم موجود ہے بلکہ نامختونوں کو واجب القتل خبر دیا گیا ہے۔ باہل میں جگہ جگہ توحید کا ذکر ملتا ہے۔ توحید کا پیغام پھیلانا ہی تمام انبیاء کا مشن تھا۔ توحید عالمگیر عقیدہ ہے جبکہ تسلیث علاقائی اور قومی عقیدہ ہے۔ مشرک کے پاس شرک کی کوئی دلیل ہی نہیں۔ چنانچہ یہ تسلیث کے سلسلے میں جتنی بھی دلیلیں پیش کرتے ہیں، آخر میں ہاتھ باندھ کر عاجزی سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ حق ہے کہ مثالوں سے عقیدہ تسلیث کی وضاحت ممکن نہیں مگر یہ نہ سمجھا جائے کہ عقیدہ تسلیث ہی ممکن نہیں۔ بیسنگر کی لغات کے فاضل مقالہ نگار قلم طراز ہیں۔

The christian doctrine of God as existing in three person and one substance is not demonstrable by Logic or by Scriptural proofs. (Hastings, Dictionary of the Bible (1963 Page 1015)

”عیسائی نظریہ کے خدا تین اقانیم (شخصیتیں) اور ایک اصل رکھتا ہے منطق یا باہل کے دلائل سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔“ وہ بس اسے ایک ضروری مفروضہ (necessary hypothesis) قرار دیتے ہیں۔“

قرآن حکیم ایسے مشرکوں کو چیلنج پیش کرتا ہے کہ

”وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا أُخْرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ بَهْ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ إِنَّهُ لَا يَفْلُحُ الْكَافِرُونَ“ (۲۳-۲۷)

”اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت بھی کرتا ہے، اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں، پھر اس کا حساب اس کے رب کے پر د ہے، ایسے کافر بھی کامیاب نہ ہوں گے۔“

فَلَمْ يُنَظِّرْ

قرآن حکیم نے ڈنکے کی چوت اعلان فرمادیا ہے جتنے مرضی مفروضے قائم کرو، اپنی عقل کے تمام گھوڑے دوڑالو، تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں اور دلیل ہو بھی کیسے جبکہ اللہ کا کوئی شریک ہی نہیں لہذا قرآن حکیم مشرکین کو ناقابل تردید دلائل پیش کرتا ہے کہ

”مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٌ إِذَا لَدَهُ كُلُّ الْهُبَّ بِمَا خَلَقَ

وَلَعَلَّا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ سَبِّحُنَّ اللَّهَ عَمَّا يَصْفُونَ“ (۹۱-۹۳)

”اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا اور کوئی دوسرا اللہ اس کے ساتھ نہیں ہے۔

اگر ایسا ہوتا تو ہرالہ اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا اور پھر وہ ایک دوسرے پر غالب آنے کے لئے چڑھ دوڑتے، اللہ پاک ہے، ان باتوں سے جو یہ لوگ بنارہے ہیں۔“

مزید سنئے کہ! ”لَوْ كَانَ فِيهِمَا إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ لَفِسْدٌ تَا فَسَبِّحُنَّ اللَّهَ رَبَّ

الْعَرْشِ عَمَّا يَصْفُونَ“ (۲۱-۲۲)

”اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا کوئی اور بھی اللہ (اقنوم وغیرہ) ہوتا تو دونوں کا نظام دراهم برہم ہو جاتا، لہذا جو لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں، اللہ ان سے پاک ہے۔“

اے اہل کتاب! ان دلائل کا ذرا انکار کر کے دکھاؤ، بھلا کیسے کرتے ہو، ذرا سوچو تو سہی اگر الہی ذات کے تین اقنوم ہوتے، اور ایک اقنوم دوسرے کو بغیر کسی جرم کے انسانوں کے ہاتھوں ناکرده گناہوں کی سزا کے عوض مصلوب کرتا اور بعد مصلوب وہ زندہ بھی ہو جاتا تو مسیح بذات خود اقنوم اور ہر کام پر قادر ہوتا تو پھر پہلے اقنوم سے بھلا خیر گزارتا؟ کیا ہر کوئی اپنی مخلوق لے کر الگ نہ ہو جاتا۔ دیکھو قرآن حکیم تمہارے لئے کیسی مثالیں بیان کرتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:-

”مَا الْمَسِيحُ إِبْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّوْسُلُ وَآمَهُ

فہرست قلیل

64

صدیقة کان یا کلن الطعام انظر کیف نبین لهم الایات ثم انظر انی یوفکون
قل اتعبدون من دون الله مالا یملک لكم ضر ولا نفعاً والله سمیع
علیم” (۵-۷۵)

”عیسیٰ بن مریم (جسے عیسائی معبود یا تیرا اقتوں سمجھتے ہیں) سوا پیغمبر ہونے
کے اور کچھ بھی نہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو چکے ہیں، اور اس کی ماں
(مریم) نیک عورت تھی دونوں ماں بیٹا کھانا کھایا کرتے تھے، آپ دیکھئے کہ کس
طرح ہم ان کے سامنے دلائل رکھتے ہیں (کہ یہ محض انسان اور رسول تھے) پھر غور
سمجھئے کہ کس طرح وہ دھوکہ کھا جاتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کے سوا ان کی
عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے لئے کسی نقصان کے مالک ہیں، نہ کسی نفع کے۔ اللہ
ہی خوب سننے والا اور پوری طرح جاننے والا ہے۔“

کیا کوئی مسیحی انکار کر سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ کھانا نہیں کھاتے تھے، ظاہر
ہے جو کھانا کھائے گا، وہ مجبور ہو گا، بھوک کے ہاتھوں مجبور قضاۓ حاجت اور دیگر
حوالج ضروریہ میں مجبور سونے اور جانگئے پر مجبور اسے درد تکلیف اور بیماری سے دوچار
ہونا ہو گا۔ یہ سب مجبوریاں ہیں اور جو مجبور ہو گا وہ مختار کل نہیں اور جو قادر مطلق نہیں
وہ اللہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ قرآن حکیم دلائل توحید سے بھرا پڑا ہے، مگر ہم انہیں چند
آیات پر اکتفا کریں گے، عقل والوں کے لئے یہ بھی بہت ہیں۔

عقیدہ تشییث کو صحیح معنوں میں ترقی تیری اور چوتھی صدی میں ملی۔ اس سے
قبل کے عیسائی کم از کم مروجه تشییث سے بالکل ہی بے خبر تھے۔ حتیٰ کہ یہ نہ پال
(پوس) اور اس کے تبعین جنہوں نے شروع سے مسیح کی الوہیت پر زور دیا اور سب
سے پہلے یہ بد عقیدہ گھڑا وہ بھی مروجه تشییث سے لاعلم تھے۔ اکثریت کا ایمان اس
وقت بھی توحید پر تھا۔ برہنابس نے پوس کا ساتھ محسن اس وجہ سے چھوڑ دیا تھا کہ
پوس نے مسیح کی الوہیت کے درجہ تک پہنچا دیا تھا مگر باوجود اس کے پوس بھی مسیح کو

اللہ کے مساوی نہیں بلکہ اس کے ماتحت جانتا تھا، جیسا کہ بذات خود پوس کے ایک خط میں پوس کے اپنے الفاظ ہیں۔ ”پس میں تمہیں آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہر مرد کا مسیح اور عورت کا سر مرد اور مسیح کا سر خدا ہے۔“ (۱-کرنیھیوں ۳-۱)

اسی طرح انجیل میں شامل یوحنا کے پہلے عام خط میں بھی صرف باپ اور بیٹے پر ایمان لانے پر زور دیا گیا ہے۔ نہ ان کو مساوی حیثیت دی گئی ہے اور نہ ہی روح القدس پر اقتنوم ثلاثہ کی حیثیت سے ایمان کو واجب کہا گیا ہے۔ مخالف مسیح وہی ہے جو باپ اور بیٹے کا انکار کرتا ہے اور جو کوئی بیٹے کا انکار کرتا ہے، اس کے پاس باپ بھی نہیں جو بیٹے کا اقرار کرتا ہے، اس کے پاس باپ بھی ہے۔

(۱-یوحنا کا عام خط ۲۲-۲۳)

یہاں بھی روح القدس کا کوئی تذکرہ نہیں۔ یہ سب ۲۵ قسم کے بعد کی من گھڑت باتیں ہیں۔ کیتوںک انسائیکلو پیڈیا میں لکھا ہے کہ ”فی الحقيقة اس نظریہ کے اولین قابل ذکر جراثیم اور یگن اور طرطیبین جیسے دوسری اور تیسرا صدی کے عیسائی مفکرین کے ہاں ملتے ہیں۔“

(The New Catholic Encyclopedia Vol 14 Page 297)

عیسائی فاضل ہر بٹ مل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں حتیٰ کہ پوس کی بھی عقیدہ تثییث سے عدم واقفیت اور باطل میں اس کے ثبوت کے عدم وجود کی شہادت اس طرح دیتے ہیں۔

The Gospels, acts of the Apostles and Epistles of St. Paul are all ignorant of the Trinity. (Herbert Muller: Uses of the past Page 169, Foot note)

”انجیل رسولوں کے اعمال اور پوس کے خطوط سب کے سب تثییث سے نآشنا ہیں۔“ لہذا عہد نامہ جدید سے بھی مردجہ تثییث کا کوئی ایک ثبوت بھی پیش

فہر فلکیظ

66

نہیں کیا جا سکتا۔ مخف بت پرستوں کی تقلید میں توحید کو تئیٹ سے بدل دیا گیا اور پہلے مشرکوں کی نقل کرنے لگے۔ مشہور مسیحی فاضل اخلاقیات و تاریخ لیکی (Lecky) رقم طراز ہیں۔

(Christianity) assumed a form that was quite as Polytheistic and quite as idolatrous as the ancient paganism. (We.H Lecky. History of European Morals London (1869) Vol 12 Page 97)

عیسائیت نے ایسی شکل اختیار کر لی جو قدیم مذاہب کی طرح بالکل مشرکانہ و بت پرستانہ تھی۔ عقیدہ تئیٹ انجل کے پرانے نسخوں سے ثابت نہیں، پادری برکت اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ بعض اوقات کسی نسخہ کے حاشیہ میں کسی آیت کے مقابل چند الفاظ بطور تشریع لکھتے ہوتے ہیں اور کاتب اس نسخہ کو نقل کرتے وقت (بایس خیال کہ وہ تشریع بھی الفاظ متن کا حصہ تھے جو پہلے کاتب سے نسخہ لکھتے وقت رہ گئے تھے اور حاشیہ میں درج کئے گئے تھے) ان الفاظ کو نقل کرتے وقت متن میں جگہ دے دیتا ہے لیکن اس قسم کی غلطی انجل جلیل کے کاتبوں سے نہایت کم سرزد واقع ہوئی ہے اور دیگر نسخوں کے ساتھ مقابله کرنے سے یہ نقص بھی رفع ہو جاتا ہے۔ مثلاً انگریز عالم ایریسمس جس نے ۱۵۱۷ء میں یونانی عہد جدید کو پہلی بار پھپوا�ا، کہتا ہے کہ اس نے اعمال ۳۲-۱۵ کے الفاظ "مگر سیلاس نے وہاں رہنا بہتر جانا اور اعمال ۸-۳۲ کے الفاظ فیلیوس نے کہا ہے کہ اگر اپنے تمام دل سے ایمان لاتا ہے تو وہ روا ہے اس نے جواب میں کہا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا پیٹا ہے۔" دو نسخوں کے حاشیوں پر پائے اور اس نے ان کو متن میں داخل کر لیا اور اس طرح یہ دو آیات جو درحقیقت کتاب اعمال رسول کا جزو نہیں تھیں، اس میں داخل ہو گئیں۔

"آسمان پر گواہی دیتے ہیں کہ باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک

فہرست مکالمہ

ہیں اور تین ہیں جو زمین پر،” ایریسٹس کی یونانی عہد جدید کے پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں نہیں تھے لیکن کارڈ نیل دی نیز کی یونانی عہد جدید کے ایڈیشن ۱۵۱۵ء میں موجود تھے۔ پس ایریسٹس نے ان الفاظ کو ۱۵۲۳ء میں اپنی کتاب کے تیرے ایڈیشن میں داخل کر دیا، جہاں سے وہ پرانے انگریزی ترجمہ ایتھورائزیشن درشن اور پچھلی صدی کے پرانے اردو تراجم میں داخل ہو گئے۔ لیکن قدیم ترین نسخوں کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ یہ الفاظ ان نسخوں میں نہیں ہیں اور انجیل کی اصل عبارت کا حصہ نہیں ہیں۔ پس ان کو متن سے خارج کر دیا گیا ہے ان الفاظ کے اخراج سے مسیحی علماء کی دیانتداری اور صدق نیت ظاہر ہوتی ہے کیونکہ مندرجہ بالا آیات خداوند مسیح کی ابہیت اور عقیدہ تشییث سے متعلق ہیں اور مسیحی علماء اگر چاہتے تو ان کو متن سے خارج نہ کرتے۔“ (صحت کتب مقدسہ از پادری برکت اللہ صفحہ ۱۹۲)

اگر آج پادری برکت اللہ صاحب زندہ ہوتے تو ہم انہیں مسیحی علماء کی دیانتداری کا کرشمہ دکھاتے جب ان آیات کے اخراج سے عقیدہ تشییث کو خطرہ لاحق ہوا تو انہیں دوبارہ متن میں شامل کر لیا گیا ہے۔

ہم اس مضمون کو اختصار کے پیش نظر یہیں سمجھتے ہیں اور محض بائبل میں توحید کی تعلیم بیان کرتے ہیں اور پھر اپنے اصل مقصد کی طرف چلیں گے۔

بائبل میں توحید کی تعلیم

عہد نامہ قدیم (Old Testament) میں خالص توحید:-

① ”سُنْ أَيْهَى إِلَهٌ بِلَا خَدَّاً وَنَدَّاً هُوَ إِلَهٌ أَكِيدٌ هُوَ خَدَّاً وَنَدَّاً هُوَ ہے تو اپنے سارے دل اور ساری جان اور اپنی ساری طاقت سے خداوند اپنے خدا سے محبت رکھ۔“ (استثناء ۲-۳-۵)

② خداوند ہی خدا ہے اور اس کے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں۔“ (استثناء ۳-۴-۳۵)

③ ”تُو ہی واحد خدا ہے۔“ (زبور ۱۰-۸۶)

فہرست

68

③ ”مجھ سے پہلے کوئی خدا نہ ہوا، اور میرے بعد کوئی بھی نہ ہو گا۔ میں ہی یہودا ہوں، میرے سوا کوئی بچانے والا نہیں۔ میں نے اعلان کیا اور میں نے نجات بخشی اور میں ہی نے ظاہر کیا جب تم میں کوئی اپنی مبعود نہ تھا، سو تم میرے گواہ ہو۔ خداوند میرا خدا فرماتا ہے میں ہی خدا ہوں۔“ (یسوعہ ۳۳: ۱۰-۱۲)

④ ”میں خداوند سب کا خالق ہوں، میں اکیلا ہی آسمان کو تانے اور زمین کو بچھانے والا ہوں، کون میرا شریک ہے۔؟“ (یسوعہ ۳۳: ۲۵-۲۶)

⑤ ”رب الافواح یوں فرماتا ہے کہ میں ہی اول اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔“ (یسوعہ ۳۳: ۲۷)

⑥ سواب تم دیکھ لو کہ میں ہی وہ ہوں اور میرے ساتھ کوئی دیوتا نہیں میں ہی مارڈالتا اور میں ہی جلاتا ہوں میں ہی زخمی کرتا اور میں ہی چنگا کرتا ہوں اور کوئی نہیں جو میرے ہاتھ سے چھڑائے۔“ (استثناء ۳۲: ۳۰-۳۱)

⑦ ”سو تم خبردار رہنا، ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل و ہو کر کھائیں اور تم بہک کر اور مبعودوں کی عبادت اور پرستش کرنے لگو۔“ (استثناء ۱۱: ۱۶)

عہد نامہ جدید (New Testament) میں توحید کی تعلیم:-

عہد نامہ جدید کے مطابق حضرت عیسیٰ ﷺ نے بھی توحید کی اس تعلیم کی تائید و تصدیق فرمائی بلکہ حکم فرمایا۔ چنانچہ جب آپ سے سوال کیا گیا کہ سب حکموں سے پہلا حکم کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ

① ”اول تو یہ ہے کہ اے اسرائیل! سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔“ (مرقس ۱۲: ۲۸-۲۹)

② اسی طرح جب آپ شیطان سے آزمائے گئے اور شیطان نے دنیا کی سلطتوں اور شان و شوکت کے بدالے ان سے اپنے لئے سجدہ کروانا چاہا تو انہوں نے فرمایا ”اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف

فلم قلبي بخط

اسی کی عبادت کر۔” (متی ۲۰-۱۰)

اس سے بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ مسیح نہ اللہ تھے اور نہ ہی اللہ کا جزو، ورنہ شیطان نہیں آزمائے اور اپنے لئے سجدہ کروانے کی جرأت بھی نہ کرتا۔

③ کسی نے حضرت عیسیٰ ﷺ کو نیک کہہ کر مخاطب کیا تو آپ نے فوراً جواب دیا کہ ”تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔“ (مرقس ۱۰-۱۸)

④ ”تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو اور عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے نہیں چاہتے کیونکہ ایمان لا سکتے ہوں۔“ (یوحنا ۵-۳۲)

⑤ ”اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھے خدائے واحد اور بحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جائیں۔“ (یوحنا ۱۷-۳)

حضرت مسیح ﷺ نے اپنے اس فرمان میں نہ صرف تسلیث کا بھاٹا چورا ہے میں پھوڑ دیا ہے بلکہ واضح لفظوں میں اپنے رسول ہونے کا اقرار کیا۔

⑥ ”ولیکن اس دن یا اس گھری کی بابت کوئی نہیں جانتا، نہ آسمان کے فرشتے، نہ بیٹا مگر باپ۔“ (مرقس ۱۳-۲۶)

ویکھئے کہ کس طرح دیگر انبیاء کی طرح عیسیٰ ﷺ نے بھی اپنے متعلق قیامت کی گھری کے علم کے متعلق نفی فرمائی ہے اور واضح لفظوں میں فرمایا کہ اس گھری کی بابت نہ میں جانتا ہوں اور نہ فرشتے، مگر صرف ایک اللہ۔ اس کے بعد قرآن حکیم کی ان آیات کا مطالعہ فرمائیے۔

”لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مُرْيَمٍ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَسُنْيٰ اسْرَائِيلَ اعْبَدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنَّهُ مَنْ يَشْرُكُ بِاللَّهِ فَقَدْ حُرِمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَا وَارِدُهَا لِلظَّمَّانِ مِنْ أَنْصَارٍ“ (۷۲-۵)

”يَقِينًا كَفَرَ كَيْا اَنْ لَوْگُوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح (ﷺ) ابن مریم ہی ہے حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ کی بندگی کرو جو میرا رب بھی ہے اور

فُلْقُلِيَّة

70

تمہارا رب بھی۔ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی، اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔“

”لَقَدْ كَفَرَ الظِّينُ قَالُوا أَنَّ اللَّهَ ثَالِثٌ ثُلَّةٌ وَمَا مِنَ الْهُ إِلَّا إِلَهٌ وَاحِدٌ وَانْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لِيَمْسِنَ الظِّينُ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ“

”بلاشبہ وہ لوگ کافر ہو چکے، جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیرا ہے، حالانکہ اللہ تو صرف وہی اکیلا ہے اگر یہ لوگ اپنی باتوں سے بازنہ آئے تو ان میں سے جو کافر ہے، انہیں المناک عذاب ہوگا۔“

قرآن حکیم کی دعوت:-

بابل میں توحید کی تعلیمات جانے کے بعد قرآن حکیم کی اس دعوت پر غور فرمائیے۔

”قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا كَلْمَةً سُوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ لَا نَعْبُدُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نُشَرِّكُ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَحَذَّلُ بَعْضُنَا بَعْضًا إِرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تُوَلُوا فَقُولُوا أَشْهَدُ وَبَانَا مُسْلِمُونَ“ (۳-۶۲)

”آپ ان سے کہئے، اے اہل کتاب! ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں تسلیم شدہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ نہ کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رب بنائے اگر وہ منہ موڑیں تو ان سے کہئے گواہ رہو کہ ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔“

بابل سے بخوبی ثابت ہو چکا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے، نہ اس کا پہلے کوئی شریک اور ہمسر تھا اور نہ کوئی آئندہ تورات، انجیل، زبور، قرآن حکیم فرشتے، تمام انبیاء اور اہل علم گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے، اس کا کوئی شریک کوئی جزو یا کوئی بیٹھنیس۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے اور مزوجہ ان انجیل سے اچھی طرح ثابت ہے کہ عیسیٰ ﷺ پیدا ہوئے۔ پلے بڑھے، پرورش پائی، کھانے پینے

فارقلیط

میں محتاج تھے، عملگری ہوتے، خوش ہوتے۔ درد محسوس کرتے، سوتے جا گتے حتیٰ کہ مروجہ اناجیل کے مطابق آپ کو بے دردی سے مارا گیا آپ پر تھوکا گیا حتیٰ کہ انجلیوں کے مطابق آپ کو مصلوب تک کر دیا گیا۔ یہ سب باتیں بشریت پر دال ہیں، اپنی بشریت و رسالت پر زور دینے کے لئے کم از کم مروجہ اناجیل میں ۷۸۷ مرتبہ آپ نے اپنے لئے ابن آدم یعنی آدم کا بیٹا کے لفظ استعمال فرمائے۔ مزید تفصیل کے لئے بابل اور محمد رسول اللہ ﷺ کا مطالعہ فرمائیے۔

عقیدہ شیعیت کی حقیقت سے آپ بخوبی واقف ہو چکے، جب یہ عقیدہ ہی من گھڑت اور باطل ہے، اس وضاحت کے بعد اقوام کی کوئی وقعت اور اہمیت باقی نہیں رہتی۔ لہذا جب اقوام نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں تو پھر تیرسا اقوام فارقلیط کیونکر ہو سکتا ہے۔ پادری صاحب پہلے اس عقیدہ کو خود سمجھتے پھر دوسروں کو سمجھاتے پھر اس سے استدلال کرتے۔ جب وہ یہ عقیدہ خود نہیں سمجھ سکتے تو پھر اس سے استدلال بے معنی ہے۔ یہ تو محض بت پرستوں کی تقلید میں من گھڑت عقیدہ ہے جس کی نفع خود بابل سے ثابت ہے۔ لہذا اس سے استدلال باطل ہے۔

سچے نبی کی پہچان:-

پادری وکلف اے سنگھ صاحب لکھتے ہیں کسی بھی نبی کے برق ہونے کی دلیل اس بات میں نہیں ہے کہ اس کا ذکر انبویائے سابقین نے کیا ہو یا اس کے بارے میں صحائف سماوی میں پیشیں گویاں پائی جاتی ہیں۔ درحقیقت نبی کی تصدیق اس کی تعلیمات سے ہوتی ہے، سچے نبی کی پہچان یہ ہے کہ جو تعلیم وہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور روح القدس کی تحریک کے سبب سے ہے۔ ”نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے“ (۲۔ پطرس ۱۔ ۲۱)، نیز نبوت نہ صرف انبویائے سابقین کی تعلیم کی تصدیق کرتی ہے بلکہ اسے آگے بڑھاتی ہے اور تعلیم اور الزام اور اصلاح اور

فارقلیط

72

راست بازی میں تربیت کے لیے فائدہ مند بھی ہے (۲۔ تیجھیں ۳-۱۶)، یہ ایک ایسی کسوٹی ہے جس میں ہم حق و باطل میں تمیز کر سکتے ہیں۔ (فارقلیط از پادری وکلف، ص ۸)۔

بحث کی خاطر ہم پادری صاحب کے اس پسندیدہ معیار اور حق و باطل کو پر کھنے کی یہ کسوٹی تسلیم کرتے ہیں، آئیے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔ ① ”برحق ہونے کی دلیل اس بات میں نہیں کہ انبیاء سابقین نے اس کا ذکر کیا ہو“، ہم کہتے ہیں کہ پادری صاحب ہمیں یہ نصیحت کرنے سے پہلے اس پر خود عمل کیوں نہیں کرتے؟ مسلمانوں سے پہلے عیسائیوں کو یہ روشن ترک کرنی چاہیے جو عہد نامہ قدیم میں موجود بہت سی پیشین گوئیوں کو عیسیٰ پر منطبق کرتے ہیں اور ناصح پادری وکلف صاحب نے تو باقاعدہ ایک رسالہ ”صحیح موعود اور اہل یہود“ اسی مقصد کے لیے تالیف کیا ہے۔ جس میں سینہ زوری سے کام لے کر بہت ساری پیشین گوئیوں کو عیسیٰ کے بارے میں بتایا ہے۔ مثلاً عہد نامہ قدیم میں ”جو ان عورت حاملہ ہو گی“، اس پیشین گوئی کو عیسیٰ سے منسوب کرنے کے لیے تحریف لفظی سے کام لیا گیا اور جوان عورت کی جگہ ”کنواری“ لکھ دیا پھر داویلا کرنے لگے یہ عیسیٰ کے بارے میں پیشین گوئی ہے۔ ایسی متعدد مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں مگر مسلمانوں نے کبھی ایسی روشن اختیار نہیں کی کہ پائل کی کسی پیشین گوئی کو محمد پر منطبق کرنے کے لیے اس میں لفظی یا معنوی تحریف سے کام لیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر عیسیٰ کے لیے عہد نامہ قدیم کی پیشین گوئیاں ان کی صداقت کو ظاہر کرتی ہیں حالانکہ ان میں سے اکثر مخفی سینہ زوری سے کام لے کر اپنے من پسند سانچے میں ڈھالی گئی ہیں اگر یہ پیشین گوئیاں عیسیٰ کی صداقت اور ان کے برحق ہونے کی دلیل بن سکتی ہیں تو پھر کونے کے سرے کے پھر یعنی خاتم النبیین محمد کے بارے میں کیوں صداقت اور برحق ہونے کی دلیل نہیں بن سکتیں؟ حالانکہ مسلمانوں نے کبھی انہیں اپنے من پسند سانچے میں ڈھالنے کے لیے ان میں لفظی و معنوی

فہر قلیظا

تحریف سے کام نہیں لیا، جیسا کہ عیسائیوں کا طریقہ ہے۔ ② ”نبی کی تصدیق اس کی تعلیمات سے ہوتی ہے، سچے نبی کی پہچان یہ ہے کہ جو تعلیم وہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور روح القدس کی تحریک کے سبب سے ہے۔ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوتی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے۔“

بالکل صحیح تعلیمات نبوی آپؐ کے نہ صرف نبی بلکہ خاتم النبیین ہونے کی پہچان ہیں جو تعلیمات آپؐ نے سکھائیں ایسی تعلیمات کی مثال نہیں ملتی۔ آپؐ نے جہالت کے طوق لوگوں کی گردنوں سے اتار پھینکے، خالص توحید کا درس دیا، بتوں کو پاش پاس کیا، ابن اللہ شیعیت کفارہ کو جہالت اور ظلم عظیم کا نام دیا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا، اپنی طرف سے کچھ نہ کہا بلکہ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهُوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (۵۳-النجم-۲۳) نیز و انه
لِتَنْزِيلِ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ رُوحُ الْأَمِينِ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ
الْمَنْذُرِينَ (۶۱-شیراء-۱۹۲-۱۹۳۷)۔

”اور یقیناً یہ (قرآن) جہانوں کے پروردگار کا اتارا ہوا ہے، اس کو روح الامین (کے ذریعے) تیرے قلب پر نازل کیا تاکہ تو گمراہوں کو (اعمال بد کے نتائج) سے ڈرانے والوں میں سے ہو۔“

بابل میں سچے نبی اور جھوٹے کی پہچان میں ایک اور بات بتائی گئی کہ جھوٹا نبی جو اپنی باتوں کو اللہ کا کلام کہے وہ نبی قتل ہو گا اس بات کا پادری صاحب نے جان بوجھ کر ذکر نہیں کیا کیونکہ حضرت محمدؐ نے اپنی تعلیمات کو مکمل کیا اللہ نے آپؐ کی حفاظت فرمائی اور آپؐ ہمیشہ غالب رہے، اس لیے پادری صاحب اس ثانی کے ذکر سے خائف تھے اس لیے عافیت اسی میں سمجھی کہ اس کا ذکر ہی نہ کیا جائے لہذا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ③ ”نبوت نہ صرف انبیاء سبقین کی تعلیمات کی تصدیق کرتی

فارقلبیط

74

ہے بلکہ اسے آگے بڑھاتی ہے اور تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راست بازی میں تربیت کے لیے فائدہ مند بھی ہے (۲۔ یکم تھس ۳-۱۶) یہ ایک ایسی کسوٹی ہے جس میں ہم حق و باطل میں تمیز کر سکتے ہیں۔

پادری صاحب کے اس بیان کے مطابق پہلے ہم بائل کا جائزہ لیتے ہیں کیا بائل میں عیسیٰ نے انبیاء سابقین کی تعلیمات کی تصدیق کی یا ان کی تعلیمات کو لعنت کا نام دیا۔ بس یسوع نے ان سے پھر کہا میں تم سے چ کہتا ہوں کہ بھیڑوں کا دروازہ میں ہوں، جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں۔ مگر بھیڑوں نے ان کی نہ سنی، دروازہ میں ہوں، اگر کوئی مجھ سے داخل ہو تو نجات پائے گا۔ (یوحنا ۱۰-۷ تا ۹)

”مسیح جو ہمارے لیے لعنتی بنا اس نے ہمیں مولے کر شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا،“ (ملکتیوں ۳-۳)

پھر بائل میں پہلے انبیاء کا تذکرہ کس طرح کیا گیا ہے؟ ان کی طرف جھوٹ چوری، قتل، زنا، شراب نوشی جیسی برا بیان منسوب کی گئی ہیں۔ کیا ان پر ایمان لانے کا یہی مطلب ہے کہ ایسی خرافات ان کی طرف منسوب کی جائیں؟ اس کے بر عکس حضرت محمدؐ نے انبیاء سابقین کی تصدیق فرمائی انہیں معصوم بتایا اور ان پر ایمان لانے اور ان میں فرق نہ کرنے کا حکم دیا، رہی یہ بات کہ ”اسے آگے بڑھاتی ہے“ عیسیٰ نے نبوت کو آگے بڑھایا اور بذات خود محمدؐ کے بارے میں کونے کا پھر کہہ کر اس بات کا جواب بھی دے دیا گیا ہے کہ وہ خاتم النبیین ہوں گے لہذا اسے آگے بڑھانے کا کوئی سوال ہی نہ رہا اور اسلامی تعلیمات ہی اصلاح راستہازی اور تربیت کرنے کے لیے فائدہ مند ہیں، مسیحی تعلیمات میں تو شریعت کو لعنت کا نام دے کر اصلاح راستہازی اور تربیت کا جنازہ ہی نکال دیا گیا ہے۔

فارقلبیط کی پیشین گوئی:-

① ”لیکن میں تم سے چ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند

ہے کیونکہ میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصور دار نہ ہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے، راست بازی کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے، عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم نہ ہرایا گیا ہے مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں۔ مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی روح دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا، وہ میرا جلال ظاہر کرے گا اور مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے اور اسی لئے میں نے کہا کہ وہ مجھ ہی سے حاصل کرتا ہے اور تمہیں خبریں دے گا۔” (یوحنا ۱۶-۲۸)

② ”اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابتدک تمہارے ساتھ رہے یعنی روح حق جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی اور نہ جانتی ہے تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہو گا۔“ (یوحنا ۱۶-۳۷)

③ ”لیکن وہ مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا، وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا، اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔“ (یوحنا ۱۴-۲۶)

④ ”اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو۔“ (یوحنا ۱۴-۳۰)

⑤ ”لیکن جب مددگار آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف

فارقلیط

76

سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو، کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔” (یوحننا ۱۵-۲۷)

”اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا بردار آتا ہے اور مجھے میں اس کا کچھ نہیں۔“ (یوحننا ۱۳-۲۹)

انجیل یوحننا کی پیشین گولی فارقلیط بمطابق کیتھولک بائبل:-

① ”لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ دیکیل تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر میں جاؤں تو میں اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور جب وہ آئے گا تو دنیا کو گناہ اور صداقت اور عدالت کے بارے میں تقصیر دار نہ ہو رہا گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ صداقت کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لئے کہ اس دنیا کے سردار پرفتوی لگایا گیا ہے میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ تم سے تمہاری ہدایت کرے گا کیونکہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہ وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا اور میری بزرگی کرے گا اس لئے کہ وہ مجھ سے پا کر تمہیں خبر دے گا جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے اس لئے میں نے کہا کہ وہ مجھ سے پا کر تمہیں خبر دے گا۔“ (یوحننا ۱۶-۲۸)

② ”اور میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا دیکیل بخشنے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔ یعنی روح الحق جسے دنیا پا نہیں سکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے اور نہ اسے چانتی ہے لیکن تم اسے جانتے ہو، کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے۔“ (یوحننا ۱۶-۱۷)

فہرست قلیل

۲ ”لیکن وہ وکیل یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے نہیں گا
وہی تمہیں سب باتیں سمجھائے گا اور جو کچھ کہ میں نے تم سے کہا ہے تمہیں یاد دلائے
گا۔“ (یوحنا ۱۳-۲۶)

۳ ”اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے بیشتر کہہ دیا ہے تاکہ
جب ہو جائے تو ایمان لاو۔“ (۱۲-۳۰)

۴ ”مگر جب وہ وکیل آئے گا جسے میں تمہارے لئے باپ کی طرف
سے بھیجوں گا یعنی روح الحق جو باپ سے منبغ ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم
بھی گواہی دو گے کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو۔“ (۱۵-۲۷)

۵ ”اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے بیشتر کہہ دیا ہے تاکہ
جب ہو جائے تو تم ایمان لاو، اب سے میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ
دنیا کا سردار آتا ہے اور اس کا مجھ میں کچھ نہیں۔“ (یوحنا ۱۳-۲۹، ۳۰)

کیتوولک اور پروٹسٹنٹ بائبل کے اختلافات سے قطع نظر ہم نے اس پیشین گوئی
سے متعلقہ پانچ حوالے دیئے ہیں۔ صاحب موصوف کے متعلق چار حوالوں میں روح
حق اور نمبر تین میں صرف ایک مقام پر روح القدس کے نام سے ترجمہ کیا گیا۔ اس
مقام پر خواہ مخواہ الجھاؤ پیدا کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ گذشتہ صفحات میں آپ
جان پکے ہیں کہ انجیل کے قدیم ترین نسخہ میں اس مقام پر روح القدس کا لفظ نہیں
صرف روح کا لفظ ہے اور ممکن ہے ”حق“ کا لفظ ہو کاتب سے چھوٹ گیا ہو جسے
بعد میں سینہ زوری سے کام لے کر روح القدس بنادیا گیا۔

بہر حال اس مقام پر کیتوولک بائبل کے مطابق وکیل اور پروٹسٹنٹ بائبل کے
مطابق مددگار ترجمہ کیا گیا۔ جبکہ قدیم یونانی مسودہ میں صرف روح کے لفظ ہیں، اور
قدس بعد کے اضافے ہیں۔ ویگر تراجم کا ذکر گذشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے، اگرچہ
ہم یہ ثابت کر پکے ہیں کہ اصل لفظ Periclytus تھا، جس کا مطلب احمد ہے جسے

فارقلیط

78

مصلحین بابل نے Paracletos سے بدل دیا۔ جس کے آج تک صحیح معنی متعین نہیں کئے جاسکے بلاشبہ اس مقام پر لفظی تحریف کی گئی ہے۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مردجہ بابل کے کسی ترجمہ میں فارقلیط کا لفظ موجود نہیں آخر کیوں؟ خود پادری صاحب کے رسالہ کا نام فارقلیط ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اب یہ لفظ مسلمانوں میں معروف ہو چکا ہے اور مسلمانوں کی اکثریت جانتی ہے کہ اس کا معنی ہے احمد۔ اس لئے اب عربی، فارسی، اردو، انگریزی، کسی بھی ترجمہ میں آپ کو فارقلیط کا لفظ نہ ملے گا اور یہ کہہ سکتے ہیں مصلحین بابل کا، اور سہارا لیا گیا لفظی تحریف کا۔

مگر اب ہم اصل لفظ کی بحث کو بھی چھوڑتے ہیں اور بحث کی خاطر عیسایوں کے مسلمہ لفظ کو ہی تسلیم کرتے ہیں اور آئندہ کی بحث عیسایوں کے مسلمہ لفظ پر ہی ہو گی تاکہ جحت اتمام قائم ہو سکے۔ کیونکہ عیسایوں کا مسلمہ لفظ بھی کسی لحاظ سے روح القدس پر فٹ نہیں بیٹھتا۔ اس کے برعکس اس مسلمہ لفظ کے جتنے بھی ترجمے کئے گئے ہیں، ان میں سے زیادہ تر حضور صادق المصدق علیہ السلام کی ذات کے متعلق بالکل صحیح صادق آتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ ”وہ نبی“ کے منتظر تھے:-

انجیل یوحنا کی اس پیشین گولی سے پہلے عہد نامہ قدیم یعنی تورات و زبور میں ”وہ نبی“ کے متعلق بکثرت پیشین گویاں موجود ہیں جن کا ذکر ہم ”بابل اور محمد رسول اللہ علیہ السلام“ میں کر چکے ہیں۔ بکثرت پیشین گویوں کے سبب اہل کتاب اس ہستی کی آمد کے منتظر تھے۔ خود یوحنا کی انجیل میں ایک بشارت اس طرح مسطور ہے۔ ”اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور یہودی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیج کر تو کون ہے؟ تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ پھر تو کون ہے؟ کیا تو ایسا یہ ہے؟ اس نے کہا نہیں پھر کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس انہوں نے اس سے کہا

پھر تو کون ہے تاکہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں کہ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔” (یوحننا ۱۹:۲۲)

اس پیشین گوئی کا تاریخی زمانہ وہ ہے جب حضرت یسوع ﷺ (یوحننا) اپنی صدائے حق سے بنی اسرائیل کو مسحور کر رہے تھے اور حضرت عیسیٰ ﷺ کے ظہور کی بشارت دیتے تھے۔ اس وقت یہود کے مقدسین کی ایک جماعت ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے یہ سوالات کئے۔ سوالات میں تین پیغمبروں کے متعلق ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ ان میں سے کون ہے؟ مگر انہوں نے انکار کیا کہ وہ ان تینوں میں سے کوئی نہیں ہیں تو یہ سوالات ظاہر کرتے ہیں۔ یہود تین پیغمبروں کے ظہور کے منتظر تھے۔ حضرت ایلیاہ یعنی حضرت الیاس ﷺ، حضرت عیسیٰ ﷺ اور ”وہ نبی“، جن کا ذکر ان کے درمیان اس درجہ مشہور تھا کہ انہوں نے سوالات کے وقت دو ناموں کی طرح نام لینا ضروری نہیں سمجھا اور صرف وہ نبی کہنا ہی کافی خیال کیا۔ یہ بشارت اس درجہ واضح اور صاف ہے کہ نصاریٰ بجز دلیل انکار کے تاریخ کے اس سوال کا جواب دینے سے قاصر ہیں کہ اگر محمد ﷺ وہ نبی کا مصدق نہیں ہیں تو پھر کون ہے؟ کیا معاملہ کی صورت یہ نہیں ہے کہ جس طرح یہود ظہور مسیح کے منتظر تھے مگر ان کی آمد پر ازراہ حسد ان کو رد کر دیا۔ اسی طرح یہود نصاریٰ دونوں ”وہ نبی“ کی شہرت عام کے پیش نظر اس کی بعثت و ظہور کے سخت منتظر ہونے کے باوجود اس کی بعثت و ظہور کے نسلی و قومی عصیت کی بدولت منکر ہو گئے۔ چنانچہ اس حقیقت کو قرآن حکیم نے اس طرح بیان کیا ہے۔

”الذين اتينهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون ابناهم وان فريقاً منهم ليكتمون الحق وهم يعلمون“

”وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب عطا کی، وہ تم کو اس طرح پیغمبر حق پہچانتے ہیں جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بلاشبہ ان میں سے ایک فریق حق کو چھپاتا ہے

فارقلیط

80

اور وہ خوب جانتے ہیں کہ وہ حق کو چھپا رہے ہیں۔“

پادری وکل فارقلیط میں باطل تاویل کا سہارا لیتے ہوئے حق کو چھپایا ہے اور اس پیشین گولی کو روح القدس کی جانب منسوب کیا ہے جو کسی بھی صورت صحیح نہیں۔ اول تو مسیح نے اس پیشین گولی میں نبی موعود کی متعدد نشانیوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک نشانی بھی روح القدس پر فٹ نہیں آتی اور مبینہ روح میں ایسی کوئی صفت نہیں پائی جاتی۔ جبکہ تمام نشانیاں محمد ﷺ پر بالکل صحیح صادق آتی ہیں۔ دوسرا یہ بشارت حضرت مسیح کی وصیت ہے اور تمثیلی استعاروں اور تشبیہوں کی بجائے واضح الفاظ میں ایک ”موعود پیغمبر“ کی خبر دیتی ہے مگر روح کوئی نبی یا پیغمبر نہیں۔ اور یہ وصیت تو اس باطل تاویل کے برعکس صاف یہ ظاہر کر رہی ہے کہ حضرت مسیح ﷺ ایک ایسے پیغمبر عظیم المرتبہ اور جلیل القدر نبی کے ظہور کی بشارت سنارہ ہے ہیں جس کی آمد کائنات انسانی کے لئے حضرت مسیح کی موجودگی سے زیادہ سودمند ثابت ہوگی اور جو ایک مرتبہ پھر کائنات کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلائے گی اور اس کی تعلیم حق کا معیار سرتاسر ”عدل“ پر منی ہوگا کہ یہی تمام اخلاق کریمانہ اور شعبہ حیات کے لئے اساس اور بنیاد کار ہے اور اس حقیقت پر نظر رکھتے ہوئے جب ہم تاریخی مذاہب سے دریافت کرتے ہیں کہ اس کا مصدق کون ہے؟ تو اس کے ماسوا اور کوئی جواب نہیں ملتا کہ حضرت مسیح کے بعد وصیت میں مذکور اوصاف کی مصدق ہستی محمد ﷺ کے ماسوا کوئی ظہور میں نہیں آئی۔ یہی مقدس ہستی ہے جس نے ایسے زمانہ میں جبکہ دنیا کی قوموں اور ان کی سو سائیوں میں عدل ایک بے معنی شے رہ گئی تھی اور جبکہ یہی نیک عملی اور اللہ کی خالص عبادت قومی اور اجتماعی زندگی سے خارج ہو چکی تھی۔ اس وقت آپ ﷺ نے دنیاۓ انسانی کو یہ پیغام سنایا۔

”ان الله يأمر بالعدل والاحسان وابقاء ذى القربى وينهى عن
الفحشاء والمنكر والبغى يعظكم لعكم تلد كرون“

بے شک اللہ حکم دیتا ہے ”عدل“ کا ”احسان“ کا، قرابت داروں کے ساتھ سلوک کا اور یقیناً منع کرتا ہے فحش کاموں اور باتوں سے بغاوت و سرکشی سے وہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو اور یہی وہ مقدس ہستی ہے جس کے ظہور کی بدولت اس کی امت کا مقصد حیات یہ ظاہر کیا گیا۔

”کنتم خیر امة اخْرَجْتِ لِلنَّاسِ تَامِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَيْنَا عَنِ الْمُنْكَرِ“ (اے محمد ﷺ) تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی خدمت) کے لئے عالم وجود میں لائی گئی ہے۔ تم لوگوں کو بھلائی اور نیکیوں کا حکم کرتے اور ان کو برائیوں سے باز رکھنے کی تلقین کرتے ہو۔

جب یہ نشانیاں کسی صورت بھی روح پر صادق آتی رکھائی نہ دیں تو لفظی اور معنوی تحریف کا سہارا لیا گیا۔ یہ بات تو تسلیم شدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ نے انجلی کو خود لکھا اور نہ کسی کو لکھنے کا حکم دیا۔ پھر حضرت عیسیٰ ﷺ کی زبان عبرانی تھی اور عبرانی زبان میں کوئی انجلی سرے سے لکھی ہی نہیں گئی۔ اس لئے مسیح کی انجلی کا اصل نسخہ قدیم عبرانی میں تھا جو ضائع ہو گیا۔ اس لئے یہ دعویٰ باآسانی کیا جا سکتا ہے کہ اصل نسخہ میں یہ لفظ احمد تھا۔ جیسا کہ سورۃ صاف میں قرآن کریم نے حضرت مسیح کا یہ قول نقل کیا کہ ”وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَاتِي مِنْ بَعْدِي أَسْمَهُ أَحْمَدًا“ اور دلیل یہ ہے کہ قدیم یونانی نسخہ میں فارقلیط اسی لفظ احمد کا ہم معنی اور متراوٹ استعمال کیا گیا۔ اور خود پادری صاحب کو تسلیم ہے کہ Periclytus کا مطلب ہے احمد تعریف کیا گیا، جس کا چرچا چارواں گ عالم میں ہو۔ (فارقلیط از وکلف اے سنگھ)

”مگر ساتھ ہی پادری صاحب نے بلا دلیل یہ دعویٰ بھی کیا کہ دراصل لفظ نہ تھا بلکہ اس سے ملتا جلتا لفظ Paraclytos ہے جو لکھنے اور بولنے میں بالکل ایک جیسا ہے۔“ پھر اس لفظ کے کیا معنی ہیں؟ اس کے صحیح معنی کا تعین نہیں ہو سکا۔ اس کے کیا معنی ہم ذکر کر سکے ہیں۔ مثلاً ناصر یعنی مدود گار، وکیل،

فَارْقَلِيَّةٌ

82

شافع، شفع، معزی یعنی تسلی دینے والا وغیرہ۔ ہم کہتے ہیں کہ اول تو اس موقع پر لفظی تحریف کی گئی ہے۔ پھر Paraclytos کے جتنے بھی معنی خود علماء نصاری نے کئے ہیں وہ بھی محمد ﷺ کے صفاتی نام ہیں۔ مثلاً شافع یا شفع بھی آپ کا صفاتی نام ہے۔ ناصر بھی آپ کا صفاتی نام ہے۔ سورۃ توبہ میں آپ کو عزیز رؤوف رحیم کہا گیا ہے۔

”لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنْتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ
بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ فَإِنْ تُولُوا فَقْلَ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوْكِيدٌ
وَهُوَ رَبُّ الْعِرْشِ الْعَظِيمِ“ (توبہ ۱۲۸)

”اے ایمان والو! تمہارے پاس اللہ کا ایک رسول آگیا ہے جو تم ہی میں سے ہے، تمہارا رنج و کلفت میں پڑنا اس پر بہت شاق گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا بڑا ہی خواہشمند ہے وہ ایمان والوں کے ساتھ شفقت رکھنے والا ہے۔ (اے پیغمبر ﷺ) اگر اس پر بھی یہ لوگ سرتاہی کریں تو ان سے کہ دو کہ میرے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ کوئی عبادت کے لاکٹ نہیں ہے مگر صرف اس کی ذات پر میں نے بھروسہ کیا وہ تمام عالم ہستی کی جہانداری کے عرش عظیم کا پالنے والا ہے۔“ اور سورۃ انبیاء میں ارشاد ہے کہ ”وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ“ اور ہم نے تجھے کو نہیں بھیجا مگر جہانوں کیلئے رحمت بنا کر۔“

سورۃ احزاب میں ہے کہ ”أَنَا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيَا
إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسَرِاجًا مُنِيرًا“ اور ہم نے آپ کو گواہ، خوشخبری سنانے والا، انذار و نذیریہ کرنے والا، اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنانا کر بھیجا۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ”أَن لَّيْسَ أَسْمَاءُ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدٌ وَأَنَا
الْمَاحِي يَمْحُو اللَّهُ لِي الْكُفَّارُ وَأَنَا الْحَاشِرُ يَحْشِرُ النَّاسَ عَلَى قَدْمِي وَأَنَا
الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِهِ نَبِيٌّ“ (صحیح بخاری کتاب الناقب جلد اصغر ۵۰۱)

فرمایا حضور صادق المصدوق ﷺ نے ”میرے کئی نام ہیں، میں محمد ہوں اور

فہرست

میرا نام احمد ہے اور میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری وجہ سے کفر کو مٹا دے گا اور میرا ایک نام حاشر ہے کہ حشر کے دن لوگوں کو میرے قدموں پر جمع کیا جائے گا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدہم اذا وفدو وانا خطبیهم اذا انصتوا وانا مستشفعهم اذا حبسوا وانا مبشرهم اذا ایسو ولامفاتیح یومئذ بیدی وانا اکرم ولد آدم علی ربی یطوف علی الف خادم“ (راوہ ترمذی مشکوۃ المصانع ص ۵۱۲، فضائل سید المرسلین)

”جب لوگوں کو قبروں سے نکالا جائے گا تو سب سے پہلے میں باہر آؤں گا جب لوگ اللہ کے حضور حاضر ہوں گے تو میں ان کا قائد ہو گا جب لوگ خاموش ہوں گے تو میں ان کا نمائندہ خطیب ہوں گے، جب لوگوں کو روکا جائے گا تو میں ان کا سفارشی ہوں گا جب لوگ مایوس ہوں گے تو میں ان کو تسلی اور خوبخبری دوں گا۔ اس دن چاپیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور اپنے پرودگار کے ہاں میں ساری اولاد آدم سے زیادہ معزز و مکرم ہونگا اور ایک ہزار خادم میری خدمت کیلئے کمر بستہ ہوں گے۔“

شافع بھی آپ کا نام ہے اور مشفع یعنی جس کی شفاعت سفارش و وکالت قبول کی جائے، یہ بھی آپ کا نام ہے۔ سید ولد آدم بھی آپ کا خاص خاصہ ہے۔ یعنی اولاد آدم کا سردار، اس لئے عیسائیت کے مسلمہ لفظ Paraclytos کے جتنے بھی معنی بتائے گئے ہیں وہ سب بھی محمد ﷺ ہی کے صفاتی نام ہیں۔ لہذا اب ہم عیسائیوں کے مسلمہ لفظ پر ہی آنے والے کے متعلق بیان کردہ ہر نشانی کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہیں۔

غور فرمائیے کہ اس پیشین گوئی میں صاحب ظہور کے متعلق درج ذیل نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔

فلم قلیظ

بی موعود کی نشانیاں:-

- ① مددگار اور کیتوک بائبل کے مطابق وکیل۔
- ② ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔
- ③ وہ تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔
- ④ اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پیشتر کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو ایمان لاو۔
- ⑤ وہ میری گواہی دے گا۔
- ⑥ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (وکیل) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔
- ⑦ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (وکیل) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔
- ⑧ وہ دنیا کو قصور وار ٹھہرائے گا۔
- ⑨ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔
- ⑩ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں رکھتے۔
- ⑪ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔
- ⑫ مجھے ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔
- ⑬ تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔
- ⑭ تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا۔
- ⑮ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ (پروٹسٹ بائبل) وہ میری بزرگی کرے گا۔ (کیتوک بائبل)
- ⑯ وہ دنیا کا سردار ہو گا اور میں نے اس کے ہونے سے پیشتر تم سے کہہ دیا

ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم ایمان لے آؤ۔
اب ہر ایک نشانی پر تفصیلی بحث کی جاتی ہے۔

① پہلی نشانی: مددگار یا وکیل:-

Paraclytos کا پروٹوٹھٹ بائبل میں اردو ترجمہ مددگار سے کیا گیا ہے اور کیتوںک بائبل نے وکیل کو ترجیح دی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دوسرے مددگار کے آنے کی خوشخبری بنائی۔ لامحالہ دوسرا مددگار ایسی شخصیت ہونی چاہئے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جدا ہو، حالانکہ روح القدس عیسائی عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لاہوتی حیثیت سے جدا نہیں مزید یہ کہ Pnema Aletheia یعنی روح حق کے لئے بے جان ضمیر Gender استعمال ہونی چاہئے تھی۔ جبکہ آنے والے کا ذکر ضمیر HE یعنی ضمیر شخصی کے ساتھ بطور مذکور ہوا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب موصوف کوئی روح نہیں بلکہ گوشت پوسٹ کا انسان ہو گا۔

پادری وکلف اے سنگھہ لکھتے ہیں کہ Pneuma نہ مذکور ہے نہ مؤثر، بلکہ مخت جبکہ ارامی میں جس میں غالباً خداوند نے خطاب کیا تھا، مذکور ہے۔ بعینہ اللہ تعالیٰ بھی نہ مذکور ہے نہ مؤثر، اللہ تعالیٰ کے بارے میں تذکیر و تائیث کا خیال ہی نہایت بیہودہ ہے۔” (فارقلیط از وکلف اے سنگھہ صفحہ ۲۲)

پادری صاحب کس طرف کی چوٹ کھانا چاہتے ہیں اور کس طرف کی بچانا چاہتے ہیں۔ پادری صاحب کے نوک قلم سے نکلے ہوئے ان الفاظ کی ہم مزید وضاحت آسان لفظوں میں کرتے ہیں۔ گویا پادری صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کسی سے جنا ہوا سمجھنا یا یہ سمجھنا کہ اس کا کوئی پیٹا ہے تو یہ خیال نہایت بیہودہ ہے۔ اب ہم پادری صاحب سے سوال کریں گے کہ کیا عیسیٰ علیہ السلام مذکور، مؤثر یا پھر مخت جتھے؟ دیکھئے صیاد کس طرح دام میں پھنسا ہوا ہے۔ اگر پادری صاحب تسلیم کر لیں کہ فارقلیط کے متعلق صراحة ہے، وہ کہہ کر ضمیر شخصی سے خطاب فرمائے

فارقلیط

ثابت کیا گیا ہے کہ فارقلیط گوشت پوست کا انسان ہو گا تو اس صورت میں پادری صاحب کا یہ کہنا کہ اس سے مراد روح ہے بالکل باطل ہو گا اور اگر پادری صاحب یہ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تذکر و تائیش کا خیال ہی نہایت بیہودہ ہے تو تسلیم گئی۔ اب سوچئے۔

کھاؤں کدھر کی چوٹ، بچاؤں کدھر کی چوٹ
اور الفاظ سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح کو محض استعارتاً خدا کا بیٹا سمجھا جاتا ہے۔
ورنہ تو ان کی بشریت و رسالت اور ان کا ذکر ہونا صاف ظاہر ہے۔ یہ محض جان چھڑانے کیلئے ایسا کہا گیا ہے۔ میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں کے مصدق لطیفہ سنئے اس کا جواب پادری حضرات یہ دیتے ہیں کہ خداوند یسوع کامل انسان اور کامل خدا تھے۔

اک معہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
عیسائی عقیدہ کے مطابق مسیح خداوند کا حقیقی اور اس سے خارج شدہ بیٹا ہے۔
جیسا کہ کیتوک بابل میں نشید الا ناشید کے حاشیہ پر بھی لکھا ہے۔ ”نشید الا ناشید یا
غنائے سلیمانی کا الہامی مصنف صوفیانہ طور پر دو لہے دلن کی عشقیہ گفتگو کی تمثیل سے
خداوند تعالیٰ اور امت اسرائیل کے عقد روحانی کی بحالی کا بیان کرتا ہے.....
خصوصاً خاتون مبارک مقدسہ مریم کے ساتھ خداوند مہربان کے ناقابل بیان وصال کا
ذکر پاتے ہیں۔“ (کیتوک بابل حاشیہ نشید الا ناشید صفحہ ۵۲۸)

کیتوک بابل کے شروع میں ”چند الفاظ کے معنی“ میں روح کے معنی کے متعلق لکھا ہے کہ ”اس ترجمہ میں جہاں لفظ روح سے روح القدس مراد ہے وہاں روح مذکر استعمال کیا گیا ہے۔ (کیتوک بابل) روح القدس تیرا اقوام ہے اور پھر کیتوک بابل کی اس وجہ احت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ روح حق اور روح القدس دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔

فہرقلیظ

پادری صاحب! اللہ تعالیٰ انصاف اور کچی بات کو پسند فرماتا ہے، جھوٹ، دھوکہ اور فریب اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔ بابل میں لکھا ہے کہ ”صادق کے منہ سے دانائی نکلتی ہے اور اس کی زبان سے انصاف کی باتیں۔“ (زبور ۳۸-۳۰)

مگر آپ جھوٹ اور دھوکہ دہی کے اتنے عادی ہیں کہ شاید یہ آپ کی فطرت ثانیہ ہے۔ دیکھئے ”خداوند کو دولہا اور مریم کو دہن وغیرہ کیا سمجھ کر کہا جاتا ہے، پھر یہ کہنا کہ مذکر مؤنث کا خیال نہایت بے ہودہ ہے۔“ تعجب ہے۔

اس کے ساتھ ہی آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ مجسم نہ تھا، حالانکہ یہ بھی جھوٹ ہے کیونکہ بابل کے متعدد مقامات سے مجسم ہونا ثابت ہے۔ حتیٰ کہ بابل کی پہلی ہی کتاب پیدائش کے پہلے باب میں ہی لکھا ہے کہ ”پھر خداوند نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔“ پھر بابل سے ہی علم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ باغ میں ٹہلتا بھی ہے۔ حتیٰ کہ ہاتھ، پاؤں، سر، ناک، گلا، جسم، خون اور اعضاء اعضاء کا تذکرہ بابل میں ملتا ہے۔ اور تو اور وہ تو اتنا کمزور ہے کہ ایک انسان رات بھر اس سے کشی لڑتا ہے آخر اپنا مطالبہ منواتا ہے اور پھر خدا کو جانے دیتا ہے۔ جس سے خداوند تعالیٰ کا مجسم ہونا ثابت ہے۔ خدارا اتنا بڑا جھوٹ اور ایسا دھوکہ انسانیت نہیں۔

۔ کچا تیرا مکان ہے کچھ تو خیال کر البتہ آپ کا یہ خیال اور یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تذکیر و تائیث کا خیال نہایت ہی بے ہودہ ہے، یہ خوش آئند بات ہے۔ اللہ آپ کو مزید ہدایت عطا فرمائے، آپ حقیقت کے قریب ہیں۔ قرآن حکیم نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے کہ ”قل هو اللہ احده، اللہ الصمد، لم يلد ولم يولد، ولم يكن له كفوا احد“ (۱۱۲-۱۱۳) کہو وہ اللہ ایک ہے یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے، نہ وہ خود کسی سے جنا گیا اور نہ اس سے کوئی جنا گیا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ”فلاتضربوا اللہ الامثال“ اللہ کے

فارقلیط

88

بارے میں مثالیں بیان نہ کرو۔ کیونکہ ”لیس کمثله شینا“، اللہ کی مثل کوئی نہیں۔ اور تو اور خود بابل سے بھی ثابت ہے کہ اللہ کی کوئی مثل نہیں۔ دیکھئے ”خدا کی مانند اور کوئی نہیں۔“ (استشا ۳۳-۲۶) ”تمام دنیا میں میری مانند کوئی نہیں۔“ (خرود ۹-۱۲) اس کے برعکس انجیل اور قرآن سے عیسیٰ ﷺ کا مذکور ہونا اور مریم صدیقہ کا مؤنث ہونا اور کھانے پینے، حوانگ ضروریہ میں محتاج ہونا ثابت ہے۔ پہلے آپ کو یہ چاہئے تھا کہ تمن اقوام ثابت کرتے، اور پھر روح کو خدا کہتے اور پھر اگلی بات کرتے، جب آپ عقیدہ تسلیم کو خود سمجھ سکتے، نہ سمجھا سکتے ہیں، نہ بابل سے ثابت کر سکتے ہیں، پھر کیسے کہہ سکتے ہیں کہ فارقلیط سے مراد روح ہے۔ اگر ان سب باتوں کو ثابت کرنے کیلئے کوئی دلیل نہیں، بابل اور حضرت مسیح کے فرمان سے ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ ثابت کرنا تو درکنار تسلیم کا عقیدہ سمجھ سکتے ہیں نہ سمجھا سکتے ہیں تو پھر آئیے ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں۔

”قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا كَلْمَةُ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنَّ لَآنْ يَعْبُدُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَخَذُ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تُوَلُوا فَقُولُوا اشْهَدُ بَأْنَا مُسْلِمُونَ“ (۳-۴۲)

”آپ ان سے کہئے کہ اے اہل کتاب! ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں تسلیم شدہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رب بنائے۔ اگر وہ منہ موڑیں تو ان سے کہئے کہ گواہ رہو، کہ ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔“ یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں تذکیر و تائیث، تقسیم تسلیم، شرک وغیرہ کا خیال نہایت بیہودہ ہے بلکہ بت پرستوں اور جاہلوں والی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو وحدہ لا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی واحدائیت ہم بابل کے متعدد مقامات سے بھی ثابت کر چکے ہیں، ہم اس سے بڑھ کر یہ کہتے ہیں اور ہمارا یہ عقیدہ ہے اور تمام

فارقلیط

انبیاء کی یہی تبلیغ ہے۔ ”فَلَا تَضْرِبُوا اللَّهَ الْأَمْثَالَ“ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مثالیں بیان نہ کرو۔ کیونکہ ”لیس کمثله شيئاً“ اللہ کی مثل کوئی شے نہیں۔ لہذا اس پیشین گوئی میں فارقلیط کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کا تذکرہ ضمیر شخصی کے ساتھ بطور مذکور کیا ہے لہذا وہ محمد رسول اللہ علیہ السلام پر ہی صحیح صادق آتا ہے۔ کیونکہ آپ کے اپنے الفاظ ہیں، ”خدا کے بارے میں تذکیر و تائیث کا خیال ہی نہایت بے ہودہ ہے۔“ اور عقیدہ متیثت کی یاد رہانی بھی ہم کروادیتے ہیں۔

The Father is God, The Son is God and the holy spirit is God and yet they are not three God but one God.

(Encyclo Brit (1962) Vol 22 Page 479)

”باب بھی خدا ہے، بیٹا بھی خدا ہے اور روح القدس بھی خدا ہے۔ تاہم وہ تینوں نہیں بلکہ ایک خدا ہے۔“ بہرحال عیسائی عقیدہ کے مطابق متیثت کے تینوں اقانیم آپس میں مساوی ازی اور ایک ہی جوہر سے ہیں اور مساوی مسیح و تقدیس اور عبادت کے حقدار ہیں۔“ (Catholic Dictionary Page 170)

اول تو مسیح انسان ہیں مذکر، پھر آپ کا عقیدہ ہے کہ تینوں ایک ہی ہیں جبکہ اس کے برعکس اس پیشین گوئی کے ان الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ فارقلیط کی ذات جوہر قطعاً مسیح سے الگ ہے وہ دوسرا مددگار ہے، صفت کے لحاظ سے بھی فرق ہے اور آنے والا کوئی روح نہیں، بلکہ گوشت پوست کا انسان ہے جس کی تعلیمات صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے نہیں بلکہ ان کی تعلیمات ہمہ گیر اور عالمگیر اور تاقیامت رہنے والی ہوں گی۔

مددگار

سابقہ انبیاء نے جو تعلیمات توحید سکھائیں تھیں، ان توحیدی تعلیمات کو دنیا میں پھیلانے کے لئے مددگار، مدعیان تکذیب یعنی یہود کی مسیح کے بارے میں غلط

فارقلیط

90

اور حیا سوز باتیں جوانہوں نے لوگوں میں پھیلائی تھیں، ان غلط عقائد و نظریات کی تردید میں مددگار اور مدعیان تقدیق نے جو مسح کو درجہ الوہیت پر پہنچا دیا تھا، ان کے عقائد بد کی تردید میں مددگار عقیدہ ابن اللہ، کفارہ اور یہ عقیدہ کہ ”مسح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اور ہمیں شریعت کی لعنت سے چھکارا دلا دیا۔“ (گلتیوں ۳:۱۳)

وغیرہ جیسے کفریہ عقائد کی تردید میں مددگار اور قیامت کے روز جب عیسیٰ ﷺ سے سوال کیا جائے گا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہو گا۔ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ میں عبادت کا مستحق ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں وغیرہ تو جناب مسح کے سیاہ بال اللہ کے ڈر سے سفید ہو جائیں گے۔ اس دن مسح کی برأت کے متعلق وکالت کرنے اور اس کے حق میں گواہی دینے میں مددگار روز قیامت لوگوں کی سفارش یعنی شفاعت کرنے میں تسلی دینے والا اور مددگار۔

وکیل

(ب) وکیل ہونا، سفارشی ہونا، شفاعت کروانا، لوگوں کی شفاعت کے لئے وکالت کرنا، دعا کرنا یہ سب نبی اور انسان کے خواص میں سے ہے۔ لہذا یہ تمام باتیں اس روح پر ہرگز ہرگز صادق نہیں آ سکتیں۔ جو خدا کے ساتھ متعدد ہے اور خود خدا ہے۔ تیرا اقnonom ہے خدا کی ذات اور اس کی ذات کا جوہر، اس کا جوہر ایک ہے۔ وہ کسی بھی لحاظ سے عیسائی عقیدہ کے مطابق خدا سے جدا نہیں بلکہ ان کا اتحاد ازلی اور ابدی ہے لہذا یہ تمام صفات جو اس پیشیں گوئی میں مذکور ہیں، ضمیر شخصی کے لئے مخصوص ہیں۔ روح پر کیونکر صادق آ سکتی ہیں۔ یہ تمام صفات فارقلیط یعنی محمد و احمد ملائیل کے لئے مخصوص ہیں۔

محمد رسول اللہ ملائیل بمحیثت وکیل، شافع محشر اور سردار دو عالم ملائیل:—
فرمایا حضور صادق المصدوق ملائیل نے۔

① ”الْأَسِدُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيمَةِ وَهُلْ تَذَرُونَ لِمَ ذَاكَ يَجْمَعُ اللَّهُ

عزو جل يوم القيمة الاولين والاخرين في سعيد واحد،" (تفق عليه)
 "میں سردار ہوں ہو گا سب آدمیوں کا قیامت کے دن اور تم جانتے ہو کس وجہ سے اللہ تعالیٰ اکٹھا کریگا۔ قیامت کے دن سب اگلوں اور پچھلوں کو ایک ہی میدان میں یہاں تک کہ پکارنے والے کی آواز ان کو سنائی دے گی۔" اور یہ بھی فرمایا
 حضور ﷺ نے کہ

② "انا سيد ولد آدم يوم القيمة ولا فخر و بيدى لواء الحمد ولا فخر وما من نبى يومئذ آدم فمن سواه الا تحت لوابي وانا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر" (رواۃ ترمذی بحوالہ مشکوۃ صفحہ ۵۱۲)

قیامت کے دن (بھی) تمام اولاد آدم کی سرداری مجھے حاصل ہوگی اور میں اس پر فخر نہیں کرتا اور حمد کا جھنڈا میرے ہی ہاتھ میں ہو گا مگر اس پر فخر نہیں کرتا اور تمام انبیاء میرے ہی جھنڈے تلنے جمع ہوں گے مگر میں اس پر غرور نہیں کرتا اور دربارِ الہی میں حاضری کے لئے سب سے پہلے میری ہی قبرشی کی جائے گی اور میں اس پر بھی فخر نہیں کرتا۔

③ قیامت کے روز شفاعت کے سلسلے میں حضور صادق المصدوق ﷺ کی حدیث مبارکہ مسلم شریف سے ہم اختصار کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ فرمایا حضور صادق المصدوق ﷺ نے۔ اللہ قیامت کے روز سب اگلے پچھلوں کو جمع کریگا، ایک ہی میدان میں پکارنے والے کی آواز سنائی دے گی اور دیکھنے والے کی نگاہ ان پر پہنچے گی۔ آفتاب نزدیک ہو جائے گا اور لوگوں پر وہ مصیبت اور سختی ہو گی کہ سہہ نہ سکیں گے۔ چنانچہ سب لوگ حضرت آدم ﷺ سے درخواست کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور اپنی روح آپ میں پھونگی، حتیٰ کہ فرشتے آپ کے لئے جھکے، آپ ہماری سفارش اللہ تعالیٰ سے فرمائیے مگر آپ اللہ تعالیٰ کے جلال کو دیکھتے ہوئے لوگوں سے معذرت فرمائیں گے۔ پھر وہ حضرت نوح،

فہرست قلیل

92

حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس باری باری جائیں گے مگر سب حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح معدورت فرمائیں گے۔ حتیٰ کہ لوگ حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کلمۃ اللہ ہیں جو اللہ نے القاء کیا مریم صدیقہ کی طرف، آپ ہماری سفارش فرمائیے اپنے اللہ سے، دیکھئے ہم کس حال میں ہیں، آپ فرمائیں گے۔ میرا پروردگار آج اس قدر غصہ میں ہے کہ ایسا غصہ پہلے کبھی نہ ہوا تھا نہ آئندہ ہو گا، مجھے تو اپنی فکر ہے لہذا تم سب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ (آج کے دن وہی شافع محشر، وکیل اور مددگار تسلی بخشے والے اور نجات دلانے والے ہیں) پس لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے اور فرمائیں گے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ رسول اللہ اور خاتم النبین ہیں لہذا ہماری سفارش فرمائیے کیا آپ ہمارا حال نہیں دیکھتے تو فرمایا حضور صادق المصدق صلی اللہ علیہ وسلم نے ”فإذَا أَنْزَلْتَهُمْ

وَقَعْتَ ساجداً فِي دُعْيَى مَا شاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنَى فِي قَالٍ يَا مُحَمَّدُ ارْفُعْ رَأْسَكَ قُلْ تَسْمَعْ سَلْ تَعْطِهِ أَشْفَعْ تَشْفِعْ فَارْفُعْ رَأْسَيْ فَاحْمَدْ رَبِّيْ بِتَحْمِيدِ يَعْلَمْنِيْ ثُمَّ فِي حَدْلِيْ حَدَا فَانْخَرْ جَهَنَّمَ مِنَ النَّارِ وَادْخُلْهُمْ جَنَّةَ ثُمَّ اعُودْ فَاقْعُ ساجداً فِي دُعْيَى مَا شاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنَى ثُمَّ يَقَالُ لَيْ ارْفُعْ يَا مُحَمَّدُ قُلْ تَسْمَعْ سَلْ تَعْطِهِ أَشْفَعْ تَشْفِعْ فَارْفُعْ رَأْسَيْ فَاحْمَدْ رَبِّيْ بِتَحْمِيدِ يَعْلَمْنِيْ ثُمَّ اشْفَعْ فِي حَدْلِيْ حَدَا فَانْخَرْ جَهَنَّمَ مِنَ النَّارِ وَادْخُلْهُمْ جَنَّةَ“ (صحیح مسلم)

”جب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا مجھے سجدے میں پڑا رہنے دے گا اس کے بعد اللہ اپنی مرضی سے فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے سر کو سجدے سے اٹھاؤ اور جو کہنا ہے کہو، سنا جائے گا اور جو مانگنا ہے مانگو، دیا جائے گا۔ شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ پھر میں سجدے سے سراٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی ایسی تعریف کروں گا جو اس وقت اللہ مجھے سکھائے گا، پھر میں سفارش کروں گا تو میرے لئے جہنم سے نکالنے کی ایک حد

مقرر کر دی جائے گی تو میں سفارش کروں گا تو میرے لئے جہنم سے نکالنے کی ایک حد مقرر کر دی جائے گی تو میں اس کے موافق لوگوں کو جہنم سے بچا کر جنت میں لے جاؤں گا۔ پھر دوبارہ اللہ کے سامنے آ کر سجدے میں گر پڑوں گا جب تک اسے منظور ہو گا میں سجدے میں پڑا رہوں گا پھر مجھے حکم ہو گا اپنے سر کو سجدے سے اٹھایے، جو کہنا ہو، کہئے اور جو مانگنا ہو مانگئے، پھر سفارش کرو تو اس کے لئے ایک حد متعین کر دی جائے گی اس حد کے مطابق لوگوں کو جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کروں گا اور اسی طرح تین چار مرتبہ کروں گا۔ پھر میں عرض کروں گا کہ اللہ! اب تو دوزخ میں وہی لوگ رہ گئے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں۔” (یعنی مشرق و کافر لوگ) تقریباً یہی بات حضرت عیسیٰ ﷺ کی زبانی انجیل برنباس میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے باہل اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ہونا، مددگار ہونا، وکیل ہونا یہ سب صفات محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی صفت روح پر ہرگز صادق نہیں آتی۔ عیسائی عقیدہ کے مطابق تو باپ بیٹا روح القدس تینوں خدا ہیں اور تین خدا نہیں مگر ایک خدا ہے۔ اسی طرح روح کی حیثیت تو قادر مطلق کی ہوگی، نجح کی حیثیت ہوگی، وکیل مختار کل نہیں ہوتا لہذا یہ بات روح پر ہرگز صادق نہیں آتی۔

② دوسری نشانی:-

”مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے سمجھیج گا وہ تمہیں سب باقیں سکھائے گا جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔“ حضرت عیسیٰ ﷺ کے اس جملہ کو مد نظر رکھتے ہوئے فارقلیط کا ترجمہ انذار و تنبیہ کرنے والا بھی کیا گیا ہے۔ اور سکھائے گا کو مد نظر رکھتے ہوئے فارقلیط کا ترجمہ استاد بھی کیا گیا ہے۔ یہ تمام صفات روح پر ہرگز صادق نہیں آ سکتیں۔ اس کے برعکس محمد ﷺ داعی دعوت دینے والے بھی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”داعیاً الی اللہ باذنه“

(۳۳-۳۶)

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والے ہیں، کتاب و حکمت کی تعلیم دینے والے بھی یعنی معلم استاد بھی ہیں۔ ”وَيَعْلَمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ“ (۳۶-۱۲۶) اور انذار و تنبیہ کرنے والے نذیر بھی ہیں۔ ”وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَّا كَافَةَ الْأَنْوَاسِ بِشِيرَا وَنذِيرًا“ (۳۲-۳۸) یعنی دنیا جہان کے لوگوں کو جو اللہ پر ایمان لا سیں اور توحید پر پختہ ایمان رکھیں، انہیں جنت کی خوشخبری سنانے والے اور مشرکین و کفار کو جہنم کے عذاب سے انذار و تنبیہ کرنے والے ہیں۔

”جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا،“ (یوحنا ۱۳-۲۶):-

مطلوب یہ کہ جس کی میں پیشیں گوئی کر رہا ہوں، جو نام اس کا میں تمہیں بتا رہا ہوں، اللہ اس کو اس نام کے ساتھ بھیجے گا اور وہ نام ہے احمد ”من بعدی اسمہ احمد“ جو میرے بعد آتا ہے اس کا نام احمد ہو گا میرے نام سے بھیجے گا اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا نام بھی یسوع ہو گا، اگر یہ مراد ہے تو پھر عیسائی اس کی تاویل کرنے میں بے بس اور لا چار ہیں کیونکہ عیسیٰ ﷺ نے تو واضح طور پر آنے والے کا نام فارقلیط نام لیکر وضاحت کر دی ہے۔ پھر یہ بھی مطلب ہے کہ جس طرح میں اللہ کا فرستادہ ہوں اور وہ بھی اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا ہو گا اب پادری صاحب کی سنئے۔ لکھتے ہیں کہ جس طرح حضور مسیح خدا باپ کی طرف سے آئے تھے، اسی طرح مددگار (فارقلیط) آپ کے نام سے آئے گا مطلب یہ ہے کہ وہ فارقلیط حضور مسیح کا نمائندہ ہو گا اسے آپ کے کل اختیار حاصل ہونگے اور وہ آپ کے کام کو آگے بڑھائے گا یہ ایک ایسی پیشیں گوئی ہے جسے برداران اسلام نبی کریم ﷺ کے سلسلہ میں کبھی قبول نہیں کر سکتے۔ ”(فارقلیط از وکلف اے سنگھ)

پادری صاحب کی عبارت غور سے پڑھئے جس طرح حضور مسیح باپ کی طرف سے آئے تھے، اس کے آگے یقیناً یہ جملہ ہونا چاہئے اسی طرح وہ بھی باپ کی طرف

سے آئے گا مگر پادری صاحب نے جان بوجھ کر یہاں دوسرے جملے کو اس طرح لکھا کہ اسی طرح وہ میرے نام سے آئے گا پھر اس سے نتیجہ اخذ کیا کہ وہ حضور مسیح کا نمائندہ ہو گا پھر مطمئن ہو گئے۔ چلو چھٹی شداب حضرت مسیح کی سنئے۔ فرماتے ہیں ”اور جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا میں دیساہی کرتا ہوں۔“ یعنی یہ تمام باتیں جیسے اللہ نے مجھے بتائیں بعینہ میں تمہیں سنارہا ہوں اور یہی نشانی آپ نے فارقلیط کی بھی ذکر فرمائی۔ ”وہ روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا، اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔“ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جملہ سے بھی خوب وضاحت ہو گئی کہ اسے وہی بھیجے گا جس نے مجھے بھیجا ہے اور میرے نام سے آئے گا۔ مطلب ہو گا کہ جیسا میں تم سے کہتا ہوں دیساہی ہو گا کیونکہ میں خود سے نہیں (باتیں) کرتا بلکہ جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا میں دیساہی (بیان) کرتا ہوں۔“ پس پادری صاحب کا عذر انتہائی نامعقول ہے جبکہ اس کی دوسری تمام نشانیاں جو حضرت مسیح نے ذکر فرمائی ہیں ان سے بھی پادری صاحب کے اخذ کردہ متاج بالطل شہرتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام تو اسے مددگار کے خطاب سے نواز رہے ہیں اور ان کے ادھورے کام کی تکمیل کے لئے وہ مبouth ہو گا اور وہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح کمزور بھی نہ ہو گا کہ وہ اپنا کام مکمل نہ کر سکے بلکہ اس کے ہاتھ میں آتشیں شریعت ہو گی۔“ وہ لوہے کے عصا سے“ لوگوں کو سیدھا کریگا اس کی وضاحت باسل کے دیگر مقامات سے ہوتی ہے۔“ وہ سچائی کی راہ دکھائے گا وغیرہ پھر وہ مسیح کا نمائندہ کیسے ہوا بلکہ تمام انبیاء اللہ کے پیغمبر ہیں خود مسیح کو اپنے بارے میں بھی اقرار ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں اس طرح تمام انبیاء اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں ہاں انبیاء کی دعوت توحید ہوتی ہے اور سچائی کی راہ لوگوں کو دکھانا مقصود ہوتا ہے۔ اس طرح وہ ایک دوسرے کے مصدق بھی ہوتے ہیں اسی طرح وہ سب ایک ہی بات کی نمائندگی کرتے ہیں کہ ایک اللہ کے علاوہ کوئی اللہ نہیں وہ لاشریک ہے کوئی اس کا

فہرست

96

شریک نہیں۔ اللہ کو ایک مانوس کے اقنوں جز اور بیٹھے نہ بناؤ یہ باطل باتیں ہیں۔ بھلا پادری صاحب برادران اسلام کو یہ بات کیوں قبول نہیں جبکہ بائل میں موجود عقیدہ توحید آپ کے باطل عقائد کے رد میں ہے۔ ہاں البتہ اس صورت میں برادران اسلام کو قبول نہ ہوتی اگر آنے والے کا نام احمد نہ ہوتا، وہ عہد کا رسول نہ ہوتا وہ خاتم النبین نہ ہوتا اس کا دین ابدی دین نہ ہوتا وہ سلامتی کا شہزادہ نہ ہوتا وہ لو ہے کا عصا والا نہ ہوتا وہ کوہ فاران سے دس ہزار قدیمیوں کے ساتھ جلوہ افروز نہ ہوتا وہ صادق اور امین نہ ہوتا۔ اس کی سواری سفید گھوڑا نہ ہوتی اس کے ہاتھ میں دو دھاری تکوار نہ ہوتی وہ ابراہیم ﷺ کی نسل سے نہ ہوتا۔ وہ بت پرستی تثییث شرک وغیرہ کی جڑ کو کاٹنے والا نہ ہوتا تو یقیناً برادران اسلام کو قبول نہ ہوتا۔ جبکہ وہ خاتم النبین ہیں عہد کے رسول ہیں، تمام انبیاء نے ان کی راہ تیار کی ہے ان کی پیشین گوئی فرمائی ہے وہ صادق اور امین ہیں۔ انہوں نے بتوں کو اوندھا کیا، بیت اللہ سے بتوں کو پاک کیا، شرک اور تثییث پرستی کی جڑ کاٹی۔ صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم دیا، جو پھر ان پر گرا وہ پاش پاش ہو گیا اور جس پر یہ خود گرے وہ بھی پس گیا۔ اور وہ سب خوبیاں بدرجہ اتم ان میں موجود ہیں جو ان کی آمد سے پہلے تمام انبیاء نے اللہ کی وجی کے ذریعہ سے بیان فرمائی ہیں۔ صرف متعصب لوگوں کو وہ قابل قبول نہیں جیسے یہودیوں نے عیسیٰ ﷺ سے تعصب کیا اور انہیں قبول نہ کیا، ایسے متعصب لوگوں نے محمد ﷺ کو قبول نہ کیا ورنہ وہ تو عیسیٰ ﷺ کے بتائے ہوئے نام اور نشانیوں کے ساتھ مبعوث ہوئے۔

ب: ”وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔“

عہد جدید کے کسی ایک بھی رسالہ سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی کہ حواری کسی بات کو بھول گئے تھے جو صحیح نے کہی تھیں، اور روح جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یوم الدار کو نازل ہوئی ان کو یاد دلائی ہو۔ اس روح نے کسی کو کچھ سکھایا اور نہ ہی کچھ

بھولا ہوا یاد کروایا۔ پادری صاحب اپنی ہی دوسری کتاب صداقت بابل میں لکھتے ہیں کہ ”پہلی صدی کے آخر تک مسح کی سب باتیں لوگوں کو یاد تھیں اور سینہ پر سینہ حفظ تھیں۔“ (صداقت بابل از وکلف اے سنگھ)

جب وہ کچھ بھولے ہی نہ تھے تو یاد کروانے سے مطلب؟

پس روح کا کچھ سکھانا یا یاد دلانا ہرگز ثابت نہیں۔ پادری صاحب نے اپنے رسالہ میں اس نشانی کا ذکر تو کیا ہے اور اس کا جواب بھی دیا مگر وہ جواب ماروں گھٹنا پھوٹنے آنکھ کے معترادف ہے۔ وہ اس لیے کہ پادری صاحب کو سخت مشکل پیش اور جب کسی بھی طرح یہ ثابت نہ کر سکے کہ روح نے حواریوں کو کیا سکھایا اور انہیں ایک لفظ بھی نہ مل سکا جس کی تعلیم روح نے حواریوں کو دی تو اس کا یہ حل نکلا۔

”حضور مسح کے سچے پیروکار کا یہ تجربہ ہے کہ روح حق حضور مسح کے الفاظ و تعلیمات کو سمجھنے میں اس کی مدد کرتا ہے.....تاہم یہاں حضور مسح کی چند ایک تعلیمات کو بیان کرنا مفید ہو گا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ آیا آپ کی تعلیمات کا اسلامی تعلیمات میں اعادہ کیا گیا ہے یا نہیں، یاد رہے کہ حضور مسح کی جملہ تعلیمات کا ذکر ہے ایک یا دو باتوں کا نہیں اب ہم حضور مسح کی جملہ تعلیمات سے بمصدق مشتبہ از شمونہ خردوارے چند باتیں بیان کرتے ہیں، حضور مسح نے اپنے مشہور پہاڑی وعظ میں فرمایا (فارقلیط از وکلف اے سنگھ، ص ۲۰)، پھر پادری صاحب پہاڑی وعظ کو نقل کرتے ہیں، قارئین محترم انصاف فرمائیے۔ سوال یہ ہے کہ روح القدس نے کیا سکھایا اور کیا تعلیمات دیں؟ جواب یہ ہے عسیٰ نے پہاڑی وعظ کی تعلیمات دیں۔

۔ دل صاحب اور اک سے انصاف طلب ہے۔

② اپنے رسالہ میں ایک موقع پر پادری صاحب لکھتے ہیں روح حق کا وعدہ حواریوں سے ہے، پانچ سو سال بعد کے فارقلیط سے اس کا کیا تعلق؟ مگر یہاں پادری صاحب فرماتے ہیں کہ ہر سچے مسیحی کو آج بھی روح القدس حضور مسح کے الفاظ

فہرست قلیل

98

اور تعلیمات کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے، یہ دو ہر امعیار کیوں؟

۱۲) اگر پادری صاحب کو یہ زعم ہے کہ روح القدس حضور مسیح کی تعلیمات سمجھنے میں مدد دیتا ہے تو پھر ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ پادری صاحب سے سوال کریں کہ روح القدس کی مدد کے باوجود دنیا بھر میں ایک مسیحی دکھائیں جو عقیدہ تسلیت یا عقیدہ کفارہ کو سمجھتا ہو؟ پہلے خود سمجھئے اور پھر ہمیں سمجھائیے، تسلیت اور کفارہ پر غور و فکر کریں اور جب اس کو سمجھ لیں پھر یہ دعویٰ کریں، سردست ایک چھوٹا سا سوال ہے، دنیائے عیسائیت کا ہر چاپ پر وکار روح القدس کی تائید سے اسے ضرور سمجھنے کی کوشش کرے اور وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی تعلیمات کے بارے میں فرمایا۔

”یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی تعلیمات کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں“ (متی ۵-۱۷)

”پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمانی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جوان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمانوں کی بادشاہت میں بڑا کہلائے گا۔ (متی ۱۹-۵)

دورِ عیسیٰ کی تعلیمات پہاڑی وعظ میں ہیں جن پر کبھی کسی مسیحی نے عمل نہیں کیا اور نہ کر سکتا ہے۔ عیسیٰ تو توریت نبیوں کی تعلیم یعنی شریعت کے ایک نقطہ یا شوشه کو بھی منسوخ نہیں کرتے اور ان پر عمل نہ کرنے والوں کو آسمانی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہتے ہیں۔ اب انجیل مقدس کا دوسرا مقام ملاحظہ فرمائیے ”مسیح جو ہمارے گناہوں کے لیے موآ (۱۵-۳-۱۵) کرنھیوں“ نیز ”مسیح جو ہمارے لیے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا (۱۳-۳-۱۳)۔ صرف پادری دکلف اے سنگھ صاحب ہی نہیں بلکہ تمام دنیائے عیسائیت ان دو باتوں پر غور و فکر کرے، روح القدس کی تائید سے سمجھے بانہ بنے تو ڈھول اور طبلے بجا ہمیں جب

فکر قلیظا

یسوع ان میں حاضر ہوں تو ان سے سمجھیں اور جب سمجھ آجائے تو پھر ہمیں بھی سمجھائیں کہ شریعت لعنت ہے اور اس سے چھٹکارا مل چکا ہے تو پھر مسح کے فرمودات کے کیا معنی ہوں گے اور پہاڑی وعظ کی تعلیمات کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔ چوری، زنا، شراب نوشی اور تمام برا ایساں جائز ہیں؟ اگر جائز نہیں تو پھر مسح نے مصلوب ہو کر ہمیں شریعت کی لعنت سے چھٹکارا دلا یا، اس کا کیا مطلب ہے؟ پہاڑی وعظ کی تعلیمات تو سب شریعت کی باتیں ہیں، ختنہ کروانا شریعت ہے، چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا، پڑوی کونہ ستانا وغیرہ یہ سب شریعت کی باتیں ہیں اور جب شریعت سرے سے لعنت ہے تو ان احکام پر عمل کرنے والا لعنتی ہو گا کیونکہ یہ احکام، شریعت بلکہ عین شریعت ہیں۔ اگر پولوس رسول کا قول صحیح ہے تو پھر عیسائیوں کو زنا، چوری وغیرہ پر عمل کرنا چاہیے اور ان افعال کو گناہ نہ سمجھیں حالانکہ عیسائی بھی ہماری طرح چوری، زنا اور دیگر شریعت کی باتوں پر عمل پیرا ہیں (اما وائے چند ایک کے) جب وہ ان چیزوں سے پرہیز کرتے ہیں تو گویا وہ شریعت پر عمل کرتے ہیں جو ایک لعنت ہے، نتیجہ یہ نکلا کہ چوری زنا وغیرہ سے احتراز کرنے والے عیسائی سب ملعون ہیں کیونکہ وہ شریعت پر عمل کرتے ہیں۔

”مدعی سست گواہ چست:-“

موصوف اس بات کے قائل ہیں کہ روح القدس کی تائید سے انا جیل لکھی گئیں لہذا یہی روح القدس کی تعلیمات اور سکھانا ہے مگر اس بات میں کتنی صداقت ہے اس کا جواب مقدس لوقا نے اپنی انجیل کے پہلے باب میں دیا ہے۔

چونکہ بہتوں نے اس پر کمر باندھی ہے کہ جو باتیں ہمارے درمیان واقع ہوئیں ان کو ترتیب وار بیان کریں جیسا کہ انہوں نے جو شروع سے خود دیکھنے والے اور کلام کلام کے خادم تھے۔ ان کو ہم تک پہنچایا اس لیے اے معزز تھیفلس میں نے بھی مناسب جانا کہ سب باتوں کا سلسلہ شروع سے ٹھیک ٹھیک دریافت کر کے ان کو

فہرست محتوا

100

تیرے لیے ترتیب سے لکھوں۔ (لوقا ۱۳)

اس بیان سے کئی باتیں معلوم ہوئیں اول یہ کہ اناجیل حواریوں کی تالیف نہیں بلکہ بعد میں لکھی گئیں، دوسرا یہ کہ سینہ بہ سینہ باتیں ترتیب دے کر لکھی گئیں۔ یہ ہے حقیقت مگر پادری صاحب کی سینے یہ دعویٰ تو خود انجل نگاروں نے نہیں کیا جو دعویٰ پادری صاحب کر رہے ہیں۔

اس کے برعکس محمد ﷺ نے حضرت عیسیٰ ﷺ کی تعلیمات توحید عیساویوں کو یاد کروائیں اور لوگوں کو توحید کی تعلیمات سکھائیں۔ دعوت الٰی اللہ کی طرف لوگوں کو بلایا اور اہل کتاب سے برطان فرمایا کہ آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اور لوگوں کو روز قیامت کے معاملے میں انذار و تنبیہ فرمائی۔ تفصیل کے لئے سورۃ آل عمران، سورۃ بنی اسرائیل، سورۃ مائدہ، سورۃ مریم کا مطالعہ فرمائیے اور اس بات کی بھی وضاحت فرمائیں کہ عیسیٰ مصلوب نہیں ہوئے بلکہ زندہ اٹھا لیئے گے اور انہیں شبہ میں ڈال دیا گیا۔

حضور ﷺ بحیثیت داعی، معلم اور مرزا کی:-

قرآن حکیم میں ارشادِ ربیٰ ہے۔ ”لَقَدْ مِنَ اللَّهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَذْبَعَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنفُسِهِمْ يَتَلَوَّ عَلَيْهِمْ أَيْتَهُ وَيُنَزِّكُهُمْ وَيَعْلَمُهُمْ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ لِفْيِ ضَلَالٍ مُبِينٍ“ (۱۶۲-۳)

”تحقیق اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے انہی میں ایک رسول مبعوث فرمایا جو ان کو اللہ تعالیٰ کی آیات سکھاتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ بے شک وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے، حضور صادق المصدوق ﷺ نے لوگوں کو توحید کی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ قبل اس کے لوگ مشرک تھے، بعض بت پرست، بعض عقیدہ سٹیٹ اور بعض آتش پرستی میں بنتا تھا۔ اگر اس لفظ کا ترجمہ معلم کیا جائے۔ انذار و تنبیہ کرنے والا کیا

فارق لیظا

جائے تو اس صورت میں بھی ہمارے موقف پر کوئی زندہ نہیں پڑتی اس کے برعکس روح کے متعلق یہ تمام باتیں ثابت نہیں کی جاسکتیں۔

(ج) آپ اچھی طرح جان چکے کہ عیسیٰ ﷺ کے حواری کسی بات کو بھولے ہی نہ تھے جنہیں کچھ یاد کروانے کی ضرورت پیش آتی۔ چنانچہ پادری صاحب امان کا بغیر کسی ثبوت کے یہ کہہ دینا کہ روح نے پہاڑی وعظ کو یاد کرواایا، محضر انکل پھو ہے۔ بھلا جو شاگرد بلکہ شاگردوں کے شاگرد ایک عرصہ بعد تقریباً نصف صدی بعض محضر اپنی یادداشت سے پوری انجیل لکھ سکتے تھے۔ وہ شاگرد ایک چھوٹا سا پہاڑی وعظ کیونکر بھول سکتے تھے، جو کہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں نے عیسیٰ ﷺ کی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا اور بالکل بت پرستوں کی نقل کرنے لگے۔ اور اللہ تعالیٰ کو جزو میں تقسیم کرنے لگے، حضور صادق المصدوق علیہ السلام نے انہیں یاد دلایا کہ آؤ اس بات کو قبول کرو جو ہمارے اور تمہارے درمیان کیساں ہے، باطل اور عقیدہ توحید ہم گذشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں وہ میری باتیں یاد دلائے گا، سے یہی مراد ہے کہ لوگو! سارے دل اور ساری جان سے اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو۔ ”خداوند ہمارا خدا ایک ہی ہے۔“ سب حکموں سے اول حکم یہ ہے کہ تو خداوند صرف ایک خدا کی عبادت کر۔“ یہود اپنے گھناؤ نے کاموں کے سبب ملعون ہو چکے ہیں وغیرہ، نبی اکرم علیہ السلام نے اسی بات کی یاد دہانی فرمائی اور شرک و بدعت، کفر و ضلالت اور شیش وغیرہ کی خوب خبری اور لوگوں کو صرف ایک اللہ کی بندگی کی دعوت دی اور لوگوں کو یاد کرواایا کہ تمام انبیاء تعلیمات توحید کو ہی پھیلانے اور عام کرنے کیلئے مبعوث ہوئے، سب کی یہی دعوت تھی لہذا اس بات کی طرف آؤ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”وَإِذَا خَلَقْنَا مِنَ النَّبِيِّنَ مِثْقَلَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحَ وَابْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ابْنَ مُرِيمٍ وَأَخْلَقْنَا مِنْهُمْ مِثْقَالًا غَلِظًا“

(اے نبی علیہ السلام) جب ہم نے تجھ سے اور دیگر انبیاء یعنی نوح، ابراہیم اور موسیٰ

فارقلبیط

102

اور عیسیٰ ﷺ سے پختہ اقرار لیا کہ اپنے مالک کے حکم کو لوگوں تک پہنچاؤ گے اور ایک دوسرے کی مدد اور ایک دوسرے کی تصدیق کرو گے تو تم نے ہم سے اس بات کا پختہ اقرار کر لیا تھا۔ ”تمام انبیاء کی ایک ہی دعوت اور ایک ہی دین تھا۔

”ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولًا ان اعبدوا اللہ واجتباوا الطاغوت“

(۳۶-۱۶) تمہاری طرف اور تم سے پہلے گزرے ہوئے تمام انبیاء کی طرف یہ وحی بھیجی جا چکی ہے کہ اگر تم نے بھی شرک کیا تو تمہارے اعمال بھی ضائع ہو جائیں گے اور تم خسارے میں رہو گے۔

”شرع لكم من الدين ما وصى به نوح والذين او حينا اليك وما وصينا به ابراهيم وموسى و عيسى ان اقيموا الدين ولا تفرقوا فيه كبر على المشركين ما تدعوههم اليه“ (۲۲-۱۲)

”ہم نے تمہارے لئے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم ہم نے نوح کو دیا تھا اور (اے محمد ﷺ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ﷺ کو دے چکے ہیں۔ اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ یہی بات ان مشرکین کو سخت ناگوار لگتی ہے۔“

لہذا تمام انبیاء کی دعوت اور دین ایک ہے اور تمام انبیاء ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ عیسیٰ ﷺ نے اسی لئے آپ کے لئے دوسرا مددگار کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اور یہی مطلب تھا جناب مسیح کا کہ وہ تمہیں سب یاد کروائے گا اور سکھائے گا۔

۳ تیسرا نشانی: ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔

حضرت عیسیٰ ﷺ نے اپنی اس پیشین گوئی میں یہ جملہ بھی استعمال فرمایا جو درحقیقت فارقلبیط کی صفت واحد ہے۔ ”ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔“ یہ اشارہ

فہرقلیط

ہے اس بات کی طرف کہ وہ نبی خاتم النبین ہو گا اور اس کا عطا کردہ دین ابدی ہو گا اور اس کی نبوت ابد الآباد ہو گی۔ یعنی اس کے بعد نبوت کے دروازے بند ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ خاتم النبین ہوں گے اور یہ بات ہر کوئی جانتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اللہ کی طرف سے کوئی نبی بھیجا گیا اور قرآن حکیم کے بعد نہ ہی کوئی کتاب نازل فرمائی۔ البتہ جھوٹے مفتری اور کذاب قسم کے لوگ پہلے بھی دعویٰ کرتے آئے اور آج بھی کوئی دعویٰ کرے تو یہ م Hispan جھوٹ اور کذب بیانی ہو گی اور جھوٹے مدعیان نبوت جیسے ہی مرے، ان کی دعوت اور پیغام بھی ان کے ساتھ ہی مٹ گیا اور اگر لوگوں نے کبھی گرد جھاڑ کر ان کے متعلق جانے کی کوشش کی تو م Hispan لئے کہ انہیں ملعون اور مطعون کیا جاسکے۔

”لَعْنَتُ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ“ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی شریعت اور نہ ہی کوئی امت۔ قرآن حکیم میں ارشاد رباني ہے کہ ”ولکن رسول اللہ و خاتم النبین“ (۳۳-۲۰)

وہ (محمد ﷺ) اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ”قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا“ (۱۵۷-۷)

”(اے محمد ﷺ) کہو کہ لوگوں میں تم سب لوگوں کیلئے اللہ کا رسول ہوں۔“ اور فرمایا حضور صادق المصدوق ؑ نے ”فَإِنَّا لِلنَّبِيِّنَ وَإِنَّا لِخَاتَمِ النَّبِيِّنَ“ (بخاری) کو نے کا سرے کا پتھر میں ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ”اَنَّهُ لَا نَبِيٌّ بَعْدِي“ (متفق علیہ) میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے متعدد موقعوں پر اس بات کی وضاحت فرمائی، چنانچہ فرمایا کہ ”كَانَ النَّبِيُّ يَبْعَثُ إِلَى قَوْمٍ خَاصَّةً وَيَبْعَثُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً“ (متفق علیہ)

”مجھ سے پہلے کا ہر نبی مخصوص طور پر اپنی ہی قوم کے پاس نبی بننا کر بھیجا جاتا تھا، لیکن میں تمام لوگوں کیلئے نبی بننا کر بھیجا گیا ہوں۔“

فارقلیط

104

تورات اور انجلیل سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ ﷺ صرف بنی اسرائیل کی طرف معموت فرمائے گئے۔ موسیٰ ﷺ کے بارے میں تورات میں ہے کہ ”پس اب تو جا میں تجھے فرعون کے پاس بھیجا ہوں، میرے لوگوں کو جو بنی اسرائیل ہیں، مصر سے نکال۔“ (خرونج ۱۰-۳)

پھر موسیٰ ﷺ کا عمل بھی اسی کا شاہد ہے کہ انہوں نے اپنی دعوت کا تعلق جیسا کہ تورات میں زندگی بھر صرف بنی اسرائیل سے رکھا، قبطیوں کو جو مصر کے اصلی اشندے تھے، کوئی خطاب نہیں کیا۔ جو بد دیانتی میں چھوٹ پاچکے تھے اور جن کے ظلم و اسے براد سے بنی اسرائیل چھڑا چکے تھے اور اسی طرح متی کی انجلیل میں حضرت عیسیٰ ﷺ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ ”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا نہ کسے پا رکھوں بھیجا گیا۔“ (متی ۱۵-۲۵)

اس فرمان بے ثابت ہے کہ عیسیٰ ﷺ کل بنی اسرائیل کی طرف بھی نہیں آئے بلکہ محض بنی اسرائیل کے ان لوگوں کی طرف آئے تھے جنہوں نے گمراہی کا راستہ اختیار کر لیا تھا، حتیٰ کہ عیسیٰ ﷺ نے جب اپنے شاگردوں کو تبلیغ پر روانہ کیا تو باقاعدہ حکم فرمایا کہ ”ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور ان سے حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔“ (متی ۱۰-۶، ۷)

اسی طرح متی کی انجلیل میں ہے کہ ایک یونانی عورت کی درخواست پر حضرت عیسیٰ ﷺ نے فرمایا کہ بچوں کی روٹی کے نکڑوں کو کتوں کے سامنے نہیں ڈالا جاسکتا مگر جب اس نے کہا کہ ”کتنے بھی میز کے تلے لڑکوں کی روٹی کے نکڑوں سے کھاتے ہیں۔“ تو پھر عیسیٰ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ (متی ۱۵-۲۱، ۲۸)

مگر فارقلیط (احمد بن حیلہ) کی نبوت مخصوص نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ ﷺ کی اس پیشین گوئی سے ثابت ہے کہ اس کی نبوت ساری بنی نوع انسانیت کے لئے ابد تک

فارقلیط

ہوگی الہذا محمد ﷺ خاتم النبین ہیں اور کسی قوم کی طرف نہیں بلکہ بنی نوع انسان کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”ختم النبیان و ختم بی الرسل“ میرے بعد نبوت و رسالت ختم ہو چکی۔

”آپ ﷺ ہی کون کے سرے کے پھر ہیں۔“

پادری صاحب کا اعتراض:-

پادری صاحب لکھتے ہیں یہاں الفاظ ابد تک بڑے اہم ہیں، کوئی خاکی انسان بھی خواہ وہ اعلیٰ ہے یا ادنیٰ مومن ہے یا کافر ہے، پیر ہے یا فقیر۔ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ وہ ابد تک رہے گا..... پس یہ دعویٰ ہرگز درست نہیں کہ فارقلیط جس کا وعدہ حضور مسیح نے اپنے حواریں سے فرمایا کہ کوئی بشر ہو سکتا ہے۔“ (فارقلیط از وکف اے سنگھ)

ہم کہتے ہیں کہ ”ابد تک رہے گا“ فارقلیط کی نبوت کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خاتم النبین ہو گا اور اس کی نبوت ابد تک ہو گی۔ کیونکہ وہ آخری نبی ہو گا اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ابد تک رسول ہو گا۔ جیسا کہ باطل میں انہیں کونے کا سرے کا پھر کہا گیا ہے۔

اگر جیسا پادری صاحب نے کہا ویسا ہو تو پھر حواریوں کو بھی ابد تک زندہ رہنا چاہئے تھا، کیونکہ یہ وعدہ حواریوں سے تھا کہ ”وہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔“ حواری تو مر گئے پھر وہ ابد تک کون کے ساتھ رہے گا؟ پس معلوم ہوا کہ وہ ابد تک رہے گا سے مراد فارقلیط کی ابدی نبوت ہے۔

رہا پادری صاحب کا یہ اعتراض کہ فارقلیط کا وعدہ حواریوں سے کیا گیا تھا، الہذا وہ یہ وعدہ بھی ان کی زندگی میں پورا ہونا چاہئے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتراض انتہائی لغو اور بے ہودہ ہے، اس جملہ کی طرف ہی غور فرمائیے کہ اگر فارقلیط سے مراد روح ہے جیسا کہ عیسائیوں کا دعویٰ ہے تو پھر روح کو بھی اور حواریوں کو بھی ابد الآباد موجود

فارقلیط

106

ہونا چاہئے؟ متی کی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”میں تم سے پچ کہتا ہوں کہ اس کے بعد ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور بادلوں پر آتے دیکھو گے۔“ (متی ۲۶-۳۶)

دیکھئے جن لوگوں کے سامنے جناب مسیح نے یہ پیشین گوئی فرمائی، انہیں مرے ہوئے زمانے گزر گئے مگر انہوں نے حضرت مسیح کو آسمان کے بادلوں پر آتا نہیں دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ تم کے مخاطب سننے والے نہیں بلکہ جو اس وقت دنیا میں موجود ہوں گے وہ لوگ ہیں۔ اور یہی بات ہم فارقلیط کی بشارت کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس کے مخاطب وہ لوگ نہیں جو حضرت مسیح کے زمانہ میں تھے، بلکہ وہ لوگ ہیں جو فارقلیط محمد ﷺ کے ظہور کے وقت موجود ہوں گے۔ مگر نہ ہی روح ابد الآباد ان کے ساتھ رہی اور نہ ہی حواری ابد الآباد رہنے والے تھے۔ لہذا یہ سب اعتراض مخفی حد اور تعصیب کی بناء پر ہیں۔ ایسی بات نہیں کہ پادری صاحب ان حقائق سے لا علم ہیں بلکہ پادری صاحب بخوبی جانتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو فرمان سنایا اس میں موجود یہ جملہ محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر اشارہ ہے۔ عیسایوں کا بلا وجہ اور بلا دلیل مسیح کو ابدیت کا باپ کہنا انتہائی لغو ہے۔ جیسا کہ عیسایوں کا دعویٰ ہے اب اس کے برعکس حضرت مسیح کی سننے آپ اپنے آخری وعظ میں فرماتے ہیں اور اسی پیشین گوئی کے الفاظ ہیں ”میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں دوسرا مددگار (فارقلیط) بخشے گا جو ابتدک تھا رے ساتھ رہے گا۔

عیسایوں کے اس دعویٰ کو حضرت مسیح نے بذات خود رد فرمادیا ہے اس کی تائید یہ عیاہ ۹-۱۲ سے بھی ہوتی ہے۔ ”اس نے خداوند اسرائیل کے سر اور دم اور خاص و عام کو ایک ہی دن میں کاث ڈالے گا۔“ یہ الفاظ بالکل اس پیشین گوئی سے ملے ہوئے ہیں جس میں ہدایت کی خبر دی گئی ہے جس میں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ابدیت کا باپ اسرائیل میں سے نہیں ہے۔ بے شک یہ صفت تو ہمارے آقا سیدنا محمد رسول

فہرستِ ملک

اللہ علیہ السلام کے لئے خاص ہے جو خاتم النبین ہیں۔ غور فرمائیے۔

① پہلے بنی اسرائیل میں ہزاروں نبی ہوئے اب محمد علیہ السلام کے بعد کیوں یہودیوں میں بھی کسی کی نبوت تسلیم نہیں کی گئی؟

② عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اور محمد علیہ السلام سے پہلے عیسایوں میں متعدد رسول مانے گئے لیکن محمد علیہ السلام کی نبوت کے آجائے سے کیوں عیسایوں کے اندر بھی کسی کو رسول نہیں مانا گیا؟

③ ہندوستان میں ۳۳ کروڑ دیوتا ہوئے ہیں، لیکن محمد علیہ السلام کے بعد یہاں بھی ہندوؤں میں کوئی اوتا نہیں اترा۔

④ وید کی ایک ایک شرتی کا درشن ایک ایک رشی نے پایا لیکن محمد علیہ السلام کے بعد کیوں کسی رشی کو کسی شرتی کے درشن نہیں ہوئے؟

⑤ ایران میں زرداشت جاماسب وغیرہ پر یزدانی سروش اترتتا تھا، اب پارسیوں کے پاس یزدانی احکام کیوں نہیں آتے؟ یہ سب قدرت کے روشن دلائل ہیں کہ ارادت الہیہ نے نبوت کے سلسلہ کو حضور صادق المصدق خاتم النبین محمد رسول اللہ علیہ السلام کی ذات اقدس و انور پر ختم فرمادیا ہے اور اس سلسلہ کی ختمیت کا یقین بنی نوع انسان کی طبائع میں مرکوز کر دیا ہے۔ بے شک محمد علیہ السلام کی ذات با برکات کو ہی ابد تک سلامتی کا شہزادہ ہونے کا شرف حاصل ہے وہ تمہارے ساتھ ابد تک رہے گا اور خاتم النبین دونوں متراوف اور ہم معنی ہیں اور نبی اکرم علیہ السلام پر ثبوت کا ختم ہونا مسلمہ حقیقت ہے۔

⑥ پانچویں نشانی: ”وہ میری گواہی دے گا۔“

اس روح نے کسی کے سامنے مسج کے حق میں کوئی گواہی نہیں دی اس لئے کہ جن شاگردوں پر وہ روح نازل ہوئی، انہیں کسی گواہی کی ضرورت ہی نہ تھی، کیونکہ شروع سے مسج کے ساتھ رہے اور کما حقہ مسج کو جانتے تھے، پھر ایسے لوگوں کے

فہرست قلیظا

108

سامنے شہادت فضول اور بیکار ہے۔ (ب) عہد نامہ جدید کے مطابق روح مسح کے بارہ حواریوں پر نازل ہوئی۔ اس کے برعکس مروجه چاروں انجیلوں سے ثابت ہے کہ اس واقعہ سے قبل بلکہ مسح کے مصلوب ہونے سے بھی قبل مسح کو پکڑوانے والے یہوداہ اختر یوپی کی موت واقع ہو چکی تھی۔ پھر اس موقع پر بارہواں شاگرد کہاں سے آگیا؟ اس وقت محض گیارہ شاگرد باقی تھے؟ لہذا ثابت ہوا کہ روح کے نزول کا قصہ ہی منگھڑت ہے۔ مسح کے حواریوں کو کسی گواہی کی ضرورت نہ تھی۔ رہے وہ منکرین جن کو واقعی گواہی کی ضرورت تھی، ان پر روح کا نزول ہی نہیں ہوا، محض پولس کے حوالے سے نزول روح کا ثبوت پیش کرنا صرف حماقت ہو گا جبکہ ثابت ہو چکا کہ اس وقت گیارہ شاگرد تھے، چنانچہ پولس کا یہ قول پیش کیا جاتا ہے۔

”ہر ایک کا ہن تو کھڑا ہو کر ہر روز عبادت کرتا ہے اور ایک ہی طرح کی قربانی بار بار گذارنا ہے جو ہرگز گناہوں کو دور نہیں کر سکتیں لیکن یہ شخص ہمیشہ کے لئے گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی گذارن کر خدا کی داہنی طرف جا بیٹھا اور اسی وقت سے منتظر ہے کہ اس کے دہن اس کے پاؤں تلے کی چوکی بنیں کیونکہ اس نے ایک ہی قربانی گذران کر ان کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیا ہے جو پاک کئے جاتے ہیں اور روح القدس بھی ہم کو یہی بتاتا ہے کیونکہ یہ کہنے کے بعد کہ خداوند فرماتا ہے جو عہد میں ان دنوں کے بعد ان سے باندھوں گا وہ یہ ہے کہ میں اپنے قانون ان کے دلوں پر لکھوں گا اور ان کے ذہن میں ڈالوں گا۔“ (عبرانیوں ۱۰-۱۱ تا ۱۶)

خط کشیدہ جملوں میں غور فرمائیے ”لیکن یہ شخص“ یہ الفاظ حضرت عیسیٰ ﷺ کی بشریت پر دال ہیں۔ ”خدا کی داہنی طرف جا بیٹھا“ سینٹ پال کا یہ جملہ بھی تسلیٹ کی لفی میں ہے کیونکہ اقوام کو دائیں جانب نہیں بلکہ اپنے جوہر سے جا کر ملنا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ دائیں جانب سے مراد نیک لوگ ہیں۔ قرآن حکیم میں بھی نیک لوگوں کو دائیں جانے والے بد لوگوں کو دائیں جانے والے کہا گیا ہے۔ اور پھر یہ

جملہ کہ اس وقت سے منتظر ہے کہ اس کے دشمن اس کے پاؤں تلے کی چوکی بنیں۔ اس جملہ سے مسح کی بشریت اور مجبوری کا اظہار ہوتا ہے جو بشریت پر دال ہے۔ اللہ مختار کل اور قادر مطلق ہے۔ خود انجیل لوقا میں لکھا ہے کہ ”کوئی بات خدا کے نزدیک ناممکن نہیں۔“ (لوقا ۱-۳۷)

یہ ساری عبارت اور یہ سارے جملے مردجہ عیسائیت اور ان کے عقائد باطلہ کے رد میں ہیں۔ مگر تم ظریفی دیکھئے کہ بعض پادری صاحبان بطور ثبوت پوس کے یہ الفاظ پیش کرتے ہیں کہ روح نے انہیں وہی یاد دلا�ا جو مسح نے کہا حالانکہ اس پوری عبارت سے کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ روح القدس نے یہی یاد دلا�ا کہ اب ایک نیا عہد باندھا جائے گا اور روح القدس نے بھی اس پیشین گوئی کو یاد کروایا لہذا ثابت ہوا کہ روح القدس کا اس پیشین گوئی سے کوئی واسطہ ہی نہیں بلکہ روح القدس نے بھی فارقلیط کی آمد کی خوشخبری کے الفاظ دہرائے اور ساتھ اس نشانی کا ذکر بھی کیا۔ ”روح القدس بھی ہم کو یہی بتاتا ہے، کیونکہ یہ کہنے کے بعد کہ خداوند نے فرمایا جو عہد میں ان دونوں کے بعد ان سے باندھوں گا وہ یہ ہے کہ میں اپنے قانون ان کے دلوں پر لکھوں گا اور ان کے ذہن میں ڈالوں گا۔“

دیکھئے روح القدس بھی نئے قانون کی خوشخبری سناتا ہے اور اس نئے قانون کی بتائی گئی ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں اور دماغوں میں محفوظ ہو گا۔ اس نئے قانون سے مراد قرآن کریم ہے جو ابدی انجیل ہے اور جسے یہ شرف حاصل ہے اور اس کے لاریب ہونے کی یہ نشانی ہے کہ ہر دور میں لاکھوں سینوں اور دماغوں میں محفوظ رہا اور یہ حفظ قرآن کا سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ اس کے برعکس باطل کا پوری دنیا میں کوئی ایک حافظ کسی دور میں بھی نہیں پایا گیا اور انشاء اللہ نہ آئندہ ہی ہو گا۔ لہذا پوس کے اس فرمان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ روح نے مسح کے متعلق یاد دہانی کروائی بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ روح

فارقلیط

110

القدس نے حضرت مسیح کی فارقلیط والی پشین گوئی کو دوبارہ یاد کروایا اور فارقلیط پر نازل ہونے والی کتاب قرآن حکیم جو نیا قانون ہوگی اس کی نشانی بیان کی کہ وہ لوگوں کے سینوں اور دماغوں میں محفوظ ہوگا۔ یہ نظارہ آپ ہر شہر کے ہر محلے میں دیکھ سکتے ہیں کہ دس سالہ بچہ بھی اس نئے قانون کو حرف "ا" سے لیکر والاس کی "س" تک اپنے سینے میں محفوظ کئے ہوئے ہے اور اس شرف کو حفظ قرآن کہتے ہیں۔

(ج) فارقلیط کی پشین گوئی صرف یوختا کی انجلیں میں ہے۔ باقی تینوں انجلیں اس پشین گوئی سے خالی ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ یوختا کی انجلی پہلی صدی عیسوی کے آخر میں یا دوسری صدی کے شروع میں لکھی گئی، بہر حال عیسائی علماء کی تحقیق کے مطابق ۹۸ء یا پھر دوسری صدی کے شروع میں یعنی اس انجلی کے معرض وجود میں آنے سے قبل روح وغیرہ ہیئتی کست کا واقع تو بہت پہلے گذر چکا تھا، بلکہ اس وقت تو مسیح کے کئی حواری بھی وفات پاچکے تھے۔ اگر اس پشین گوئی کا تعلق روح القدس سے ہوتا اور اس انجلی کے لکھنے سے قبل یہ واقعہ تو گذر چکا تھا۔ ایسی صورت میں تو انجلی نگار سے ایک حوا بنایتے اور پھر یوختا اس کی صراحة فرماتے۔ مگر ایسا کچھ نہیں، کیونکہ ایسا کچھ ہوا ہی نہیں بلکہ پوس کے الفاظ سے تو ثابت ہے کہ اس روح نے بھی نبی موعود کا تذکرہ کیا اور نئے قانون کی صفت لوگوں کو سنائی۔

(د) سینٹ پطرس نے واضح اعلان کر کے کہا کہ ”یہ وہ بات ہے جو یوئیں نبی کی معرفت کہی گئی۔“ (اعمال ۱۲، ۱۳-۲)

دیکھئے روح القدس، سینٹ پال اور سینٹ پطرس سب گواہی دے رہے ہیں کہ ہیئتی کست کے دن روح کے نزول کا تعلق مسیح کی پشین گوئی سے نہیں بلکہ یوئیں نبی کی پشین گوئی سے ہے۔

محمد ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق گواہی دی:-

نبی اکرم ﷺ اپنی مخالفت کے سخت ترین دنوں میں جب بت پرست، آتش

پرست اور یہود و نصاری سب آپ کی جان کے دشمن تھے، ان تنگی کے دنوں میں بھی آپ نے جہاں بت پرستوں کو ان کی بہت پرستی پر تنبیہ فرمائی اور انہیں صرف ایک اللہ کی عبادت کا حکم سنایا اور اسی طرح یہودیوں اور نصرانیوں دونوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت عیسیٰ ﷺ کے متعلق گواہی دی۔ یہودی جناب مسیح کو مطعون کرتے، طعنے کرتے اور نعوذ باللہ انہیں ولد الزنا ٹھہراتے اور انہیں اللہ کا پیغمبر ہی تسلیم نہ کرتے بلکہ انہیں نعوذ باللہ جھوٹا جانتے اور کہتے کہ ہم نے عیسیٰ ﷺ کو سولی چڑھا دیا ہے۔ دوسری طرف عیسائیوں نے عیسیٰ ﷺ کی محبت میں اس درجہ غلو سے کام لیا کہ انہیں الوہیت کے مقام پر جا پہنچایا اور بالکل مشرکانہ اور بت پرستانہ عقاہد بنالئے۔ چنانچہ حضور صادق المصدق علیہ السلام نے مریم ﷺ کے صدیقه اور طاہرہ ہونے، عیسیٰ ﷺ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر اور معصوم ہونے کا اعلان کیا۔ اور ان کی بغیر باپ پیدائش کو اللہ کی قدرت کا مظہر گرانا اور یہودی نظریات کی سختی سے تردید فرمائی اور عیسائیوں نے جو عقاہد عیسیٰ ﷺ کے متعلق از خود گھر رکھے تھے، ان کی بھی لفظی فرمائی اور مسیح کے دعویٰ الوہیت کے متعلق مسیح کی برأت کی شہادت دی جو کفر و گمراہی کی سب سے بڑی قسم ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ایک سورۃ کا نام ہی سورۃ مریم ﷺ ہے جس میں ان دونوں ماں بیٹوں کے حالات و واقعات کا تذکرہ ہے۔ علاوہ ازیں قرآن حکیم کے متعدد مقامات پر ماں بیٹے دونوں کی برأت، پاکدا منی مذکور ہے اور احادیث میں بھی بکثرت ملتی ہے اور گذشتہ صفحات میں آپ جان چکے کہ قیامت کے روز بھی آپ کی امت حضرت عیسیٰ ﷺ کی برأت کی شہادت دیں گے۔ لہذا عیسیٰ ﷺ کا یہ جملہ کہ وہ میری گواہی دے گا سے یہی مراد ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ دنیا بھر میں صرف اسلام واحد مذہب ہے جو عیسیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا سچا اور معصوم پیغمبر تسلیم کرتا ہے۔ گویا امت محمدیہ بھی ان کی معصومیت اور رسالت پر گواہ ہے۔

پادری وکلف اے سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ روح حق جس بات کی گواہی دے

فَارْقَلِيْطٌ

112

گا وہ یہ نہیں تھی کہ حضور مسیح اللہ تعالیٰ کے فرستادہ نبی ہیں یا بن پاب پیدا ہوئے۔
(فارقلیط از وکف اے سنگھ)

پادری صاحب بزم خود لکھتے ہیں کہ وہ گواہی تو مسیح کے مصلوب ہونے کی تھی، پھر عقیدہ کفارہ کو درمیان میں گھسیرہ لاتے ہیں۔ جبکہ خود بائبل کے متعدد مقام سے اس من گھڑت عقیدے کا رد ثابت ہے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے لہذا یہ عذر تو بالکل نامعقول ہے کیونکہ یہ عقیدہ تو بائبل سے بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ ایک من گھڑت عقیدہ ہے جسے سمجھا جا سکتا ہے نہ سمجھایا جا سکتا ہے۔ اس لئے پادری صاحب کی تاویل بالکل باطل ہے، کفارہ تو من گھڑت عقیدہ ہے۔

۶ چھٹی نشانی: اور تم بھی گواہ ہو کیونکہ تم شروع سے میرے ساتھ ہو:-

یہ قول واضح طور پر بتاتا ہے کہ حواریوں کی شہادت فارقلیط کی شہادت کے علاوہ دوسری شہادت ہے لیکن اگر اس سے مراد وہ روح لی جائے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ہبنتی کست کے دن نازل ہوئی تو دونوں شہادتیں حواریوں نے دی تھیں، کوئی مستقل شہادت نہیں تھی۔ اس لئے کہ یہ روح معبد اور معبد کے ساتھ تھی اور نزول، حلول، استقرار اور شکل و صورت جیسے جسمانی عوارض سے پاک تھی۔ اس لئے بائبل کی تصریح کے مطابق یہ ایک تیز آندھی کی طرح آتشیں زبانوں کی صورت میں خودار ہوئی تھی۔ پھر کتاب اعمال کی تصریح کے مطابق تمام لوگوں پر مستقر ہو گئی، لہذا جن لوگوں پر یہ روح نازل ہوئی تھی، ان کی کیفیت یعنہ اس شخص کی مانند تھی، جن پر جن مسلط ہو گیا ہو، جس طرح ایسی حالت میں جن کا کلام یعنہ حواریوں کی شہادت بن گئی تھی۔ لہذا دونوں شہادتوں کو الگ الگ شہادتیں نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے برعکس نبی موعود محمد ﷺ کے متعلق دو مختلف شہادتیں مانی جائیں گی۔ حواریوں کی الگ اور فارقلیط کی الگ نمبر پارچے میں روح کی شہادت کا تفصیلًا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس طرح یہ کسی صورت بھی زمانہ حال سے متعلق نہیں رہتی۔ لہذا پادری صاحب کا یہ کہنا کہ

فِي

”اس جملہ کا تعلق زمانہ حال سے تھا، چھ سو سال بعد کے فارقلیط سے اس کا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔“ یہ بالکل غلط ہے۔ رہی یہ بات کہ تم اسے جانتے ہو تو حواریوں کا نبی موعود کو جاننا کچھ مشکل نہ تھا، کیونکہ عہد کے رسول خاتم النبین محمد ﷺ کے متعلق ہر آسمانی کتاب میں بشارتیں موجود تھیں۔ یہودی بھی ”وہ نبی ﷺ“ کی آمد کے منتظر تھے، عیسیٰ ﷺ نے بھی بار بار تلقین فرمائی تھی اور اپنے حواریوں کو یاد دہانی کروائی تھی کہ خاتم النبین کی آمد آمد ہے، لہذا ان پشین گوئیوں کے پیش نظر وہ اچھی طرح جانتے تھے، اس لئے یہ فرمایا کہ تم اسے جانتے ہو۔ پادری صاحب نے یہ جملہ نقل نہیں کیا اور نہ اس پر کوئی کلام کیا۔

۷ ساتویں نشانی ”تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہوگا۔“ :-

ہم کہتے ہیں کہ اس جملہ کے تحت پادری صاحب لکھتے ہیں کہ یہاں حضور مسیح اپنے حواریوں کو یاد دلاتے ہیں کہ جس فارقلیط کا میں نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے، تم اسے پہلے سے ہی جانتے ہو..... یہ زمانہ حال سے متعلق ہے اس کا چھ سو سال بعد کے فارقلیط سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ پھر یہی نہیں کہ وہ ان کے ساتھ ہے بلکہ وعدہ کیا جاتا ہے کہ وہ حضور مسیح کی عدم موجودگی میں جو کہ اس وقت تک ہنوز مستقبل تھی ان کے اندر سکونت کریگا۔” (فارقلیط از وکلف اے سنگھ)

پادری صاحب کا یہ اعتراض کئی وجوہات سے باطل ہے ”جانتے ہو“ سے مراد ہے کہ فارقلیط کی آمد تو موسیٰ ﷺ سے پہلے کے لوگ بھی جانتے تھے اور بنی اسرائیل شدت کے ساتھ ”وہ نبی“ کے منتظر تھے اس لئے آپ کی آمد مشہور و معروف تھی، لہذا آپ نے فرمایا تم اسے جانتے ہو۔ یہ مطلب نہیں کہ تمہارے ساتھ رہتا ہے بلکہ آپ نے تو اس کی آمد کو اپنے جانے پر مشروط فرمایا، اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آیا گا۔“ میں نے تم سے اس کے ہونے سے بیشتر کہہ دیا ہے تاکہ

فارقلیط

114

جب ہو جائے تو تم ایمان لاو۔“

⑦ اور تمہارے اندر ہو گا

مراد یہ ہے کہ وہ ابراہیم کی اولاد میں سے ہو گا اور ابراہیم کا ہی بیٹا ہو گا جو تمہارے بھائی ہیں یعنی تمہارے بھائیوں میں سے ہو گا۔ رہی بات کہ چھ سو سال بعد کے فارقلیط کا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اس جملے کو اہل کتاب نے محض الجھاؤ پیدا کرنے کیلئے اس میں تبدیلی کی۔ ممکن ہے آپ نے فرمایا ہو کہ ”تم اسے ایسے جانتے ہو جیسے تمہارے ساتھ رہتا ہو اور تمہارے اندر ہو۔“ ظاہر ہے کہ اس جملے میں تحریف کی گئی کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام اس پیشین گوئی کو اس طرح شروع فرماتے ہیں۔ ”لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا لیکن اگر جاؤں تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔“ دیکھئے جملہ تاکیدی ہے اور حضرت علیہ السلام فارقلیط کی آمد کو اپنے جانے پر متعلق کر رہے ہیں۔ دوسرا ”لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا۔“ نیز ”میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشنے گا۔“ لہذا یہ ضروری ہے ”تم اسے جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے اور تمہارے اندر ہو گا۔“ سے یہ مراد نہ لی جائے کہ وہ فی الحال تم میں مقیم ہے ورنہ یہ مسیح کے درج بالا اقوال کے معارض اور منافی ہو گا جو اقوال وضاحت کے ساتھ گواہی دے رہے ہیں کہ فارقلیط زمانہ آئندہ میں آنیوالا ہے۔ لہذا ان اقوال کے پیش نظر دو، ہی باتیں ہو سکتی ہیں کہ یہ جملہ تالیفی ہے جسے محض ابہام پیدا کرنے کیلئے بڑھا دیا گیا ہے یا پھر یہ تاویل کی جاسکتی ہے کہ اپنے بعد میں آنے والے قول کی طرح یہ بھی استقبال کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ ”وہ زمانہ مستقبل میں تمہارے پاس قیام کرے گا۔“ پھر اس کے محمد ﷺ پر

صادق آنے میں کوئی خدشہ نہیں رہتا۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بابل کے دونوں عہد ناموں میں زمانہ آئندہ کی باتوں کو حال بلکہ بعض اوقات ماضی کے صیخوں سے بکثرت تعبیر کیا گیا ہے۔ مثلاً کتاب حزقی ایل باب ۳۹ کی ابتداء میں حضرت حزقی ایل ﷺ نے یا جوج و ماجوج کے نکلنے اور اسرائیلی پہاڑوں پر پہنچ کر اس کے ہلاک ہونے کی خبر دی ہے اور اس کے بعد آیت ۸ میں فرمایا ہے۔ ”دیکھو وہ پہنچا اور وقوع میں آیا، خداوند فرماتا ہے یہ وہی دن ہے جس کی بابت میں نے فرمایا تھا“ دیکھئے اس جملہ میں کس طرح ایک آئندہ ہونے والے واقعہ کو صیغہ ماضی کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے اس لئے اس کا ہونا یقینی اور شک و شبہ سے بالاتر تھا۔ حالانکہ آج تک یہ واقعہ ظاہر نہیں ہوا اور اب تک کسی کو معلوم بھی نہیں کہ یہ واقعہ کب واقع ہوگا؟ (ب) دنیا میں ایک بھی سچا مسیحی نہیں:-

ہمیں یہ بات لکھنے کی چند اضطررت پیش نہ آتی، اگر بزعم خود پادری و کلف اے سُنگھ ایسا دعویٰ نہ کرتے، چنانچہ پادری صاحب لکھتے ہیں کہ ”یہ وعدہ نہ صرف حواریں کے سلسلے میں پورا ہوا، بلکہ متتابعین کے آغاز مسیحیت سے ہر سچا ایماندار مسیحی اس کی گواہی دیتا آیا ہے اور آج بھی بے شمار لوگ اس کے زندہ ثبوت ہیں۔“ (فارقلیط از پادری و کلف اے سُنگھ)

دوسرے مقام پر پادری صاحب لکھتے ہیں:-

حضور مسیح کے ہر ایک سچے پیروکار کا یہ تجربہ ہے کہ روح حق حضور مسیح کے الفاظ و تعلیمات کو سمجھنے میں اس کی مدد کرتا ہے (فارقلیط، ص ۲۰)۔

ہم کہتے ہیں پادری صاحب! یہ دعویٰ کرنا آسان مگر اس دعویٰ کو عملًا ثبوت کرنا اتنا ہی مشکل ہے۔ شاید آپ نے بابل میں سچے مسیحی کی نشانیوں کو نہیں پڑھا۔ آئیے ہم آپ کو آئینہ دکھاتے ہیں، مگر اس سے پہلے اس حقیقت پر ایک نظر ڈالئے۔ ہر کوئی بخوبی جانتا ہے کہ حضرت عینی علیہ السلام کے رفع آسمانی کے بعد عیسائیت کا وجود ختم ہو گیا اور

فلم قلبي

116

پولسیت نے رواج پایا، اسی طرح عیسائیت پولسیت میں بدل گئی اور آخر کار بالکل مشرکانہ اور بت پرستانہ شکل اختیار کر لی۔ ابdi عہد ختنے کے منکر ہو گئے اور وعدہ کوتوز دیا۔ عقیدہ تسلیث اور عقیدہ کفارہ جیسے کفریہ عقائد گھڑ لئے یہ صرف ہم نہیں کہتے بلکہ آپ کے معروف مسیحی فاضل لیکی نے اس حقیقت کو خوش دلی سے قبول کیا اور لکھا ہے۔

(Christianity) assumed a form that was quite as Polytheistic and quite as Idolatrous as the ancient paganism. (W.E.H Lecky History of European Moral Vol 2 Page 97)

”عیسائیت نے ایسی شکل اختیار کر لی جو قدیم مذاہب کی طرح بالکل مشرکانہ و بت پرستانہ تھی۔“

یقیناً آپ اور دیگر عیسائی یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، اس لئے ہم باabel عہد نامہ جدید سے حضرت مسیح کی زبانی سچ مسیحی کی نشانیاں بیان کرتے ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ دنیا بھر میں ایک بھی مسیحی اس معیار پر پورا نہیں اترتا۔ اگر کوئی مسیحی ہمارا چنانچہ قبول کرنا چاہے تو ہم باbel سے معیار کی وہ کسوٹی نکال کر دیتے ہیں اور درخواست کریں گے کہ سب سے پہلے وکلف اے سنگھ صاحب اس معیار پر پورا اتر کو دکھائیں۔ پھر انہیں اختیار ہے کہ دنیا بھر سے صرف ایک مسیحی ڈھونڈ لائیں جو اس معیار پر پورا اتر سکے، ہم تسلیم کرنے کو تیار ہیں، فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے۔

① ”میں تم سے سچ کہتا ہوں جو کوئی (سچا مسیحی) اس پہاڑے سے کہے اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ اور اپنے دل میں شک نہ کرے، بلکہ یقین کرے کہ جو کہتا ہے وہ ہو جائیگا تو اس کے لئے وہی ہو گا اس لئے میں تم سے سچ کہتا ہوں جو کچھ تم دعا میں مانگتے ہو، یقین کرو کہ تم کو مل گیا اور وہ تم کو مل جائیگا۔ (مرقس ۱۱: ۲۳-۲۵)

فلمقلہ

براہو، مصلحین بائبل کا جو اس معیار پر پورا نہیں اتر سکتے تھے تو انہوں نے اس میں تحریف کر ڈالی، حالانکہ اصل عبارت کچھ اس طرح تھی، ہم اصل عبارت بھی آپ کو یاد کروائے دیتے ہیں۔ ”وے جو ایمان لائیں گے ان کے ساتھ یہ علامتیں ہوں گی کہ وے میرے نام سے دیوؤں کو نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے، سانپوں کو اٹھا لیں گے اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پیس گے انہیں کچھ نقصان نہ ہو گا، وے بیماریوں پر ہاتھ رکھیں گے تو چنگے ہو جائیں گے۔“

② آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب شاگرد آسیب زدہ مصروع کو آسیب سے نجات نہ دلا سکے تو بقول مقدس لوقا فرمایا حضرت عیسیٰ ﷺ نے ”اے بے اعتقاد و اور گمراہ پشت میں کب تک تمہارے ساتھ رہوں گا اور تمہاری برداشت کروں گا۔“ (لوقا-۲۹، ۹)

”اور مسیح نے خود اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ جس شہر میں جاؤ، وہاں کے بیکاروں کو شفادو۔“ (لوقا-۱۰-۱۰)

③ ”و یکھو میں نے تمہیں سانپوں اور بچھوؤں کے رومند نے اور دشمن کی ساری قوت پر اختیار دیا ہے اور تم کو کسی چیز سے ضرر نہ ہو گا۔“ (لوقا-۱۱-۲۰)

④ خداوند نے کہا کہ ”اگر تم رائی کے دانے برابر بھی ایمان رکھتے اور تم اس شہتوت سے کہتے کہ جڑ سے اکھڑ جا اور سمندر میں جا لگ تو تمہاری مانتا۔“ (لوقا-۱۲-۶)

⑤ ”میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے وہ بھی یہ کام کریگا جو میں کرتا ہوں بلکہ اس سے بھی بڑے کام کریجاتا۔“ (یوحنا-۱۳-۱۳)

جی ہاں پادری صاحب! اگر آپ یا پھر دنیا بھر میں کسی بھی عیسائی کا ایمان اس کسوٹی پر پورا اترتا ہے اور آپ میں یا کسی بھی عیسائی میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے تو یہ بڑی مفید چیز ہے۔ آپ ہر وہ کام کیجئے جو مسیح کیا کرتے تھے بلکہ اس

فارقلیط

118

سے بھی بڑے بڑے کام۔ آپ خطرناک بیماریوں میں بہتلا مرضیوں کو محض چھونے سے اچھا کریں۔ نئی نئی زبانیں بولیں، خطرناک کوبرا قسم کے سانپوں سے امکنیاں کریں۔ ہلاک کرنے والے زہر پیس اور لوگوں کو یہ منظر دکھائیں۔ روٹیوں میں برکت ڈالیں، پانی کے مشکلے سے ثراہ بنائیں۔ ایک صلیب بنائیں اور اس کے اوپر چڑھیں اور پھر مرنے کے بعد زندہ ہو جائیں۔ دیکھئے کتنا فائدہ ہوتا ہے۔ ہسپتال بند ہو جائیں گے، بیماریوں کا وجود مت جائے گا۔ بت پرست اور دیگر ادیان و مذاہب کے لوگ یہ کمالات اور عجائبات دیکھ کر میسیحیت میں داخل ہو جائیں گے۔ اگر اس کے برعکس آپ میں درج بالا کوئی بھی صفت موجود نہیں ہے تو پھر آپ کے یہ دعوے عبث ہیں اور حضرت عیسیٰ ﷺ پھر اور حق بجانب ہیں کہ ان لوگوں میں رائی کے برابر ایمان نہیں۔ لہذا ایسا دعویٰ کرنے سے پہلے آپ کو سوچنا چاہئے تھا۔ حضرت عیسیٰ ﷺ سے بڑے بڑے کام نہ سہی، عیسیٰ ﷺ جیسے کام ہی کر دکھائیے، اگر نہیں کر سکتے اور ہرگز نہیں کر سکتے، تو پھر اپنے پھر پھیجی ہونے کا ڈھنڈو را پیشنا چھوڑ دیجئے اور تسلیم کر لیجئے کہ آپ پھر پوسی ہیں۔ پھر پھر میسیحیوں نے روح القدس کی تائید سے کیا سیکھا؟ تسلیث یا کفارہ؟ اگر تسلیث تو پادری فنڈر صاحب لکھتے ہیں ”عقل انسانی یہ نوع مسیح کی الوہیت کا مرتبہ دریافت کرنے اور پہچاننے میں عاجز اور قاصر ہے“ (میزان الحق، ص ۱۲۷)۔ اسی طرح کفارہ کا حال ہے نہ کوئی سمجھ سکتا ہے اور نہ سمجھا سکتا ہے۔ تسلیث اور کفارہ کے علاوہ جو کچھ ہے اس کو لعنت کا نام دیا گیا ہے اور ان دونوں کو کوئی سمجھ نہیں سکتا۔

⑦ ساتویں نشانی: ”اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا“:-

”اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (فارقلیط) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں تو اسے بھیج دوں گا۔“ حضرت عیسیٰ ﷺ کے اس فرمان سے بخوبی ثابت ہوتا

فارقلیط

ہے کہ عیسیٰ ﷺ کی آمد کو اپنے جانے پر معلق کر رہے ہیں حالانکہ وہ روح حواریوں پر عیسیٰ ﷺ کی موجودگی میں نازل ہو چکی تھی جبکہ آپ نے ان کو اسرائیل شہروں کی جانب روانہ کیا تھا۔ اس وقت روح کا نزول عیسیٰ ﷺ کی روانگی پر متوقف نہیں کیا گیا۔ لہذا نتیجہ صاف ہے کہ مددگار (فارقلیط) سے مراد روح ہرگز نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا حقیقی مصدق یقیناً وہی شخص ہو سکتا ہے جس سے حواریوں نے عیسیٰ ﷺ کے آسمان پر جانے سے قبل کسی قسم کا فیض حاصل نہیں کیا۔ اور اس کی آمد مسیح کی روانگی پر متوقف ہوا اور یہ ظاہر ہے کہ یہ پوری بات حضور صادق المصدوق (علیہ السلام) پر صادق آتی ہے، کیونکہ آپ کی تشریف آوری عیسیٰ ﷺ کے چلے جانے کے بعد ہوئی اور آپ کی آمد عیسیٰ ﷺ کی روانگی پر موقف بھی تھی، وہ اس لئے کہ دو مستقل شریعتوں والے پیغمبروں کا وجود ایک زمانہ میں ممکن نہیں اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبین کی حیثیت سے آنے والے تھے۔

پادری صاحب کی علمی خیانت:-

پادری صاحب نے یہ جملہ اور نشانی نقل نہیں کی کیونکہ اگر وہ ایسا کرتے تو ان کے رسائل میں بہت ساری باتوں کی نفی صرف اس ایک جملہ سے ہو جاتی۔ لہذا موصوف نے عافیت اسی میں سمجھی کہ اسے نقل ہی نہ کیا جائے:-

⑧ آٹھویں نشانی:- ”وہ دنیا کو قصور وار ٹھہرائے گا“:-

کیتھولک بابل کے مطابق ”دنیا کو گناہ صداقت اور عدالت کے بارے میں تقصیر وار ٹھہرائے گا۔“ یہ قول حضور صادق المصدوق ﷺ کے لئے نص جلی کے درجہ میں ہے۔ یعنی جب وہ آئے گا تو دنیا کو گناہ پر ملامت کریگا۔ گناہ صداقت اور عدالت کے بارے میں قصور وار ٹھہرائے گا۔ محمد ﷺ ہی ایسے شخص ہیں جنہوں نے سارے جہان کو للاکارا اور ملامت کی بالخصوص یہودیوں کو عیسیٰ ﷺ پر ایمان نہ لانے اور بن باب پیدائش کے طعنے کرنے اور نعوذ باللہ مریم کو بد چلن اور عیسیٰ ﷺ کو ولد الزنا

فارقلیط

120

کہنے پر اور ان کے اس قول پر کہ ہم نے عیسیٰ ﷺ کو مصلوب کر دیا ہے، حالانکہ وہ مصلوب نہ کر سکے، بلکہ اللہ نے ان کے پاؤں کو ٹھوکر بھی نہ لگنے دی اور انہیں زندہ اٹھا لیا۔ ان جیسی باتوں کے متعلق ایسی ملامت فرمائی جس میں شاید کوئی کڑ معاف و اور متعصب دشمن ہی اختلاف کر سکتا ہے۔ لہذا فارقلیط ﷺ جو کہ گناہ، راستبازی اور عدالت کے قصور وار ٹھہرانے والے ہیں۔ یہودیوں کو گناہ اور غلط عدالت کا مرتكب ٹھہرایا اور ان کی تقصیر کی اور عیسایوں کو ابن اللہ، کفارہ شریعت سے آزادی وغیرہ جیسے عقاوائد گھڑ لینے کے سبب انہیں ملامت فرمائی اور ان باتوں سے مسح کو بری اور ان کے پیروؤں کو اس کا قصور وار ٹھہرایا۔ مریم صدیقہ کو پاک دامن اور معصوم مسح کو راستباز اور اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ٹھہرانے کا کام تاریخی عالم میں محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا اور آپ ہی کے خلف الرشید امام مہدی، کانے دجال اور اس کے مانے والوں کو قتل کرنے میں عیسیٰ ﷺ کے رفیق اور معاون ہونگے۔ بخلاف نازل ہونے والی روح کے کہ اس کا ملامت کرنا، قصور وار ٹھہرنا، کسی اصول کے ماتحت درست نہیں ہوتا۔ اور اس کے نزول کے بعد بھی حواریوں کا منصب ملامت کرنے کا نہ تھا۔ اس لئے کہ وہ لوگ قوم کو ترغیب اور وعظ کے ذریعہ دعوت دیتے تھے۔ ملامت کرنا تو درکنار یعنی پال تو صرف دعوت کی خاطر شریعت کو لعنت کہنے سے بھی نہ شرما تا حتیٰ کہ وہ سب کے لئے سب کچھ بنا ہوا تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ پادری وکلف اے سنگھ بھی اپنے مقدس پولوس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پیترے بد لئے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ چنانچہ پادری صاحب اپنے رسالہ فارقلیط کے صفحہ ۳۶ سے صفحہ نمبر ۵۵ تک اسی جملہ کی تفسیر میں مختلف تاویلیں کرتے ہیں۔ بڑے گھوڑے دوڑانے کے بعد جب یہ ثابت نہ کر سکے کہ روح نے کس کو قصور وار ٹھہرایا، جب کچھ نہ بن سکا تو پادری صاحب نے سیدھی چھلانگ لگائی اور عقیدہ کفارہ پر جا کر دم لیا اور درمیان میں خواہ مخواہ کفارہ کو گھسیڑ لائے۔ واہا کیا خوب، ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔ چاہئے تو یہ تھا کہ پادری صاحب

دلائل سے ثابت کرتے کہ روح نے دنیا کو ملامت کیا اور قصور وار ٹھہرایا مگر پادری صاحب نے پیشتر ابدلہ اور عقیدہ کفارہ پر جادم لیا اور پھر مطمئن ہو گئے۔

ـ دل کے خوش کرنے کا غالب یہ خیال اچھا ہے

اگر پادری صاحب اپنے بنیادی پھر عقیدہ کفارہ کو درمیان میں گھسیرد ہی لائے ہیں تو اگرچہ ہمیں اختصار مطلوب ہے، پھر بھی ہم انشاء اللہ اس عقیدہ کی حقیقت قارئین پر اچھی طرح واضح کریں گے۔ عیسایوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جو گناہ حضرت آدم ﷺ سے سرزد ہوا، اس گناہ کی سزا ہزاروں سال بعد اللہ نے اپنے بیٹے یوسع ﷺ سے سرزد ہوا، اس گناہ کی سزا ہزاروں سال بعد اللہ نے اپنے بیٹے یوسع ﷺ کو دی۔ چنانچہ وہ گناہ جو انسانیت میں سراست کر گیا اور انسانیت کی جلت بن گیا۔ اس گناہ کا کفارہ جناب مسیح نے مصلوب ہو کر ادا کیا۔ لہذا اب مسیح کے ماننے والوں کی طرف سے تمام گناہوں کا کفارہ ہو گیا۔ عقیدہ کفارہ کی حقیقت اور اصلیت پر علمائے اسلام نے خوب بحث کی ہے اور اپنے مخالفین کو ناکوں پھنسے چبوائے ہیں۔ ہم اختصار کے پیش نظر تفصیل میں جانے سے معدورت خواہ ہیں، مگر ہم انشاء اللہ پائیج عنوان قائم کریں گے جس سے عقیدہ کفارہ کا باطل ہونا بخوبی ثابت ہو گا۔

① بابل عقیدہ کفارہ کے رد میں ہے:-

① ”جو جان گناہ کرتی ہے وہ مرے گی، بیٹا باپ کے گناہ کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کے گناہ کا بوجھ، صادق کی صداقت اسی کے لئے ہو گی اور شریکی شرارت شریک کے لئے۔ (حزقی ایل ۱۸-۲۰ تا ۲۰)

پہلی بات تو یہ ہے کہ عقیدہ کفارہ کی نفی خود بابل سے اچھی طرح واضح اور ثابت ہے۔ اگر شریک اپنے گناہوں سے جو اس نے کئے ہیں، باز آئے اور میرے سب آئین پر چل کر جو جائز اور روایہ کرے تو وہ یقیناً زندہ رہے گا اور وہ نہ مرے گا وہ سب گناہ جو اس نے کئے ہیں، اس کے خلاف محسوب نہ ہوں گے، وہ اپنی راستبازی میں جو اس نے کی، زندہ رہے گا۔

فُلْقِلِیٰ

122

② ”راست بازوں کی بابت کہو کہ بھلا ہو گا کیونکہ وہ اپنے کاموں کا پھل کھائیں گے شریوں پر داویلا ہے کہ ان کو بدی پیش آئے گی کیونکہ اپنے ہاتھ کا کیا پائیں گے۔“ (یسیاہ ۳۰-۱۰)

③ ”ہر ایک اپنی ہی بدکرداری کے سبب سے مرے گا ہر ایک جو کچے انگور کھاتا ہے، اسی کے دانت کھٹے ہونگے۔“ (یرمیاہ ۳۱-۳۰)

④ ”بیٹوں کے بد لے باپ نہ مارے جائیں نہ باپ کے بد لے بیٹے مارے جائیں، ہر ایک اپنے ہی گناہ کے بد لے مارا جائے۔“ (استثناء ۲۳-۱۶)

⑤ ”پس ہم میں سے ہر ایک خدا کو اپنا حساب دیگا۔“ (ملکی ۳-۵)
”خدا ہر ایک فعل کو ہر ایک پوشیدہ چیز کے ساتھ خواہ بھلی ہو، خواہ بری عدالت کریگا۔“ (واعظ ۲۱، ۱۳، ۱۲)

⑥ ”شفقت اور سچائی سے بدی کا کفارہ ہوتا ہے اور لوگ خداوند کے خوف کے سبب بدی سے باز آئے ہیں۔“ (امثال ۱۶-۶)

⑦ ”تو اپنی خطاؤں کو صداقت سے اور اپنی بدکرداری کو مسکینوں پر رحم کرنے سے دور کر، ممکن ہے تیرا اطمینان زیادہ ہو۔“ (دانی ایل ۲-۲۷)

⑧ ”پانی بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور خیرات گناہوں کا کفارہ دیتی ہے۔“ (یشور ۲۳-۳، کیتھولک بائل)

⑨ ”جو اپنے باپ کی عزت کرتا ہے، وہ اپنے گناہ کا کفارہ دیتا ہے اور جوان سے باز رہتا ہے اور ہر روز اس کی دعا قبول کی جائے گی۔“

(یشور ۳-۲، کیتھولک بائل)

⑩ ”اگر تم آدمیوں کے قصور معاف کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کریگا اور اگر تم آدمیوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو تمہارا آسمانی باپ تمہارے قصور معارف نہیں کریگا۔“ (متی ۶-۱۵، ۱۵-۱۲)

یہ تمام اقوال عقیدہ کفارہ کی نفی میں ہیں۔

۱: نجات اعمال صالحہ پر ہے:-

عہد نامہ قدیم میں نجات کا دار و مدار شریعت کی پابندی اور اعمال صالحہ پر رکھا گیا ہے۔ اور عہد نامہ جدید میں حضرت عیسیٰ ﷺ کے متعدد اقوال سے ثابت ہے کہ نجات شریعت پر عمل پیرا ہونے کے سبب ہوگی۔ سب سے پہلے تو آپ نے اس بات کی وضاحت فرمائی۔

① ”یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔“ (متی ۲۷-۳)

② ”جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں وہی تم بھی ان کے ساتھ کرو، کیونکہ توریت اور نبیوں کی تعلیم یہی ہے۔“ (متی ۷-۱۲)

③ ”اگر تم مجھ سے پیار کرتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔“ (یوحنا ۱۵-۱۵)

④ ”پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمانی بادشاہت میں سب سے چھوٹا کھلائے گا لیکن جوان پر عمل کریگا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہت میں بڑا کھلائے گا۔“ (متی ۱۹-۵) چھوٹا وہ ہوتا ہے جس کی کوئی وقت نہ ہو ہر جگہ اس کو ذلت و خواری سے وابطہ پڑے۔

ان تمام اقوال سے عقیدہ کفارہ کا رد اور بطلان بدرجہ اتم ثابت ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی مسح کی مخالفت میں شریعت کو لعنت قرار دیکر شریعت سے آزادی کا اعلان کرے تو حضرت مسح کے فرمان کے مطابق وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کھلائے گا۔

فہرست مکالمات

124

۳: حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی طرف معموت فرمائے گئے:-

① ”اے بیت لحم یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز سب سے چھوٹا نہیں کیونکہ تجھے میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کریگا۔“ (متی ۶-۲)

② حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بذات خود ارشاد فرمایا ”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔“ (متی ۱۵-۲۵)

③ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو بذات خود حکم فرمایا۔ ”ان بارہ کو یسوع نے بھیجا اور ان کو حکم دے کر کہا کہ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔“ (متی ۱۰-۶، ۷)

④ مردجہ انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ غیر اسرائیلیوں کے لئے عیسیٰ علیہ السلام دعا کرنا بھی پسند نہ کرتے تھے بلکہ غیر اسرائیلیوں کو کتوں کی مانند سمجھتے تھے، جیسا کہ متی کی انجیل میں ہے کہ ایک یونانی عورت کی درخواست پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ بچوں کی روٹی کے ٹکڑوں کو کتوں کے سامنے نہیں ڈالا جا سکتا مگر جب اس نے یہ کہا کہ کتنے بھی میز تلے اپنے مالک کی روٹی کے ٹکڑوں سے کھاتے ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی۔“ (متی ۱۵-۲۱ تا ۲۲)

⑤ قیامت کے دن بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف بنی اسرائیل سے ہی واسطہ ہو گا چنانچہ آپ نے بذات خود وضاحت فرمادی۔

”میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچے ہوئے ہو، بارہ تھتوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے۔“ (متی ۱۹-۲۸)

معلوم ہوا کہ آخرت جیسے انتہائی اہم اور نازک دن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان

فہرست محتوا

کے حواری صرف اپنی ہی قوم بنی اسرائیل ہی کا انصاف فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ ﷺ نے بڑی وضاحت سے بار بار متعدد فرمودات سے ثابت کر دیا کہ میں صرف بنی اسرائیل کی طرف مبوعث فرمایا گیا ہوں۔ ان فرمودات کی روشنی میں ساری انسانیت کیلئے کفارہ کیا اصلیت و اہمیت باقی رہ جاتی ہے؟

②: کیا حضرت عیسیٰ ﷺ مصلوب کئے گئے؟

عقیدہ کفارہ کی اصل بنیاد مسیح کے دکھ اٹھا کر صلیب پر مرنے کا عقیدہ ہے۔ مرجوہ انجیل کی اس پوری داستان میں مسیح کے مصلوب ہونے کا کوئی عینی شاہد نہیں۔ مرجوہ انجیل پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے راتوں کو جاگ کر بڑے درد دل سے دعا فرمائی تھی، اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے مل جائے تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے، دیا ہی ہو۔” (متی ۲۶-۳۹)

اب یہ کیسے ممکن ہے کہ مسیح کی اتنے درد دل سے کی جانے والی دعا کو بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل نہ ہو۔ خود بابل سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ ”خداؤند شریوں سے دور ہے، پروہ صادقوں کی دعا سنتا ہے۔“ (امثال ۱۵-۱۹)

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بذات خود حضرت عیسیٰ ﷺ نے بطور پیشین گوئی اپنے دکھ اٹھانے پر زور دیا تھا، صلیب پانے کی پیشین گوئی نہیں کی تھی۔

(متی ۱۸-۱۲، لوقا ۲۲-۲۳، ۱۵-۱۵)

اب ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ کی دعا رد کیونکر ہو سکتی ہے جبکہ آپ صادق بھی ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ ﷺ کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے کو نازل فرمایا۔ تاکہ مسیح کے پاؤں کو ٹھوکر بھی نہ لگنے پائے گرفتار کرنے والے مسیح کو پہچانتے نہ تھے، اس لئے عیسیٰ ﷺ کے حواری یہودا کو تیس سکے، رشوت دی تاکہ مسیح کی نشاندہی کرے۔ (یوحنا ۱۸-۵، ۹)

رات کا اندر چیرا تھا، ادھر مسیح کی صورت بھی تبدیل ہو چکی تھی جو یقیناً اس دعا کا

فہرست محتوا

126

نتیجہ تھا۔ (متی ۱۷:۲، مرقس ۹:۲، لوقا ۹:۲۹)

اور آسمان سے فرشتہ بھی مسیح کی مدد کے لئے نازل ہو چکا تھا۔ ”آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا وہ اسے تقویت دیتا ہے۔“ (لوقا ۲۲:۳۳)

مزید یہ پیشین گوئی پہلے سے ہی موجود تھی کہ ”وہ تیری بابت فرشتوں کو حکم دے گا اور وہ تجھے ہاتھوں پہ اٹھا لیں گے، ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے بٹھیں گے۔“ (متی ۵:۲۵ و لوقا ۱۳:۱۱)

سب شاگرد مسیح کو چھوڑ کر بھاگ چکے تھے، موقع پر گرفتار کرنے والوں اور یہوداہ جو مخبر تھا، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی نہ تھا، رات کا اندر ہرا تھا، مسیح کی صورت کا تبدیل ہونا، فرشتے کا تقویت کے لئے نازل ہونا یہ خود اناجیل سے ثابت ہے اور پھر مردہ اناجیل سے اللہ تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا بھی ثابت ہے۔ چنانچہ لوقا کی انجیل میں لکھا ہے کہ ”کوئی بات خدا کے نزدیک ناممکن نہیں۔“ (لوقا ۱:۳۷)

اب نتیجہ صاف ہے کہ راشی اور غدار یہوداہ کی شکل مسیح کی شکل میں تبدیل ہو گئی اور گرفتار کرنے والے شبہ میں بتلا ہو گئے۔ ظاہر ہے یہوداہ اس اچانک تبدیلی اور گرفتاری پر خاموش کیونکرہ سکتا تھا، وہ چیختا چلاتا ہو گا، میں مسیح نہیں ہوں، میں تمہارا ہی ساتھی ہوں وغیرہ۔ بھاگنے والے حواریوں کو اس عجیب معاملہ پر تعجب ہوا ہو گا۔ لہذا ایک نوجوان حقیقت حال کی خبر لینے اپنے نگے بدن پر مہین چادر اوڑھے ہوئے ان کے پیچھے ہولیا تاکہ صحیح صورتحال معلوم کرے، مگر جب انہوں نے اسے پکڑنا چاہا تو چادر چھوڑ کر نگاہی بھاگ گیا۔“ (مرقس ۱۵:۱۲-۱۵)

اسی طرح پطرس نے بھی کوشش کی کہ صورتحال کا جائزہ لے اور فاصلہ رکھ کر ان کے پیچھے پیچھے چلا مگر جب بعض نے پطرس کو پہچان لیا تو اس نے تین دفعہ انکار کیا میں اسے نہیں پہچانتا مگر جب وہ نہ مانے تو پطرس اس شخص پر لعنت کرنے لگا۔

(لوقا ۲۲:۲۶-۲۲، مرقس ۱۳:۲۶-۲۶)

ظاہر ہے کہ پطرس جیسا جلیل القدر حواری جس نے مسیح کے محبوبات کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کیا اور دن رات مسیح کے ساتھ گذارے، مسیح کو پانی پر چلتے دیکھا، مردوں کو زندہ کرتے دیکھا اور پھر پطرس کو یہ بھی معلوم تھا کہ ٹھوکر کھانے سے بہتر ہے کہ چکلی کا پاٹ اس کے لگلے میں ہو اور ٹھوکر کھانے والے کو سمندر میں پھینک دیا جائے کیونکہ یہ زندگی چار روزہ ہے۔ ابدی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے۔ ایسا حواری اپنی جان قربان کر دیتا مگر مسیح پر لعنت نہ کرتا۔ اگر حضرت پطرس نے گرفتار ہونے والے پر لعنت فرمائی تو ظاہر ہے وہ یہوداہ ہی تھا اور یقیناً اپنے برے فعل کے سبب وہ لعنت ہی کا مستحق تھا۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا کہ تمام ان جیل حواریوں کی وفات کے بعد کی تالیف ہیں جن میں حواریوں کے کردار کو خوب اچھا لایا ہے۔ بہر حال پھر وہ پطرس بھی وہاں سے اپنی جان بچا کر نکل جاتے ہیں۔ اسی طرح مبینہ طور پر صلیب دیئے جانے کا حواریوں میں سے ایک بھی یعنی شاہد نہیں صرف یہ کہہ دینا کہ بہت سی عورتیں جو گلیل سے یہوع کی خدمت کرتی پیچھے پیچھے آئی تھیں، دور سے دیکھ رہی تھیں۔ (متی ۲۷-۵۵، مرقس ۱۵-۳۰)

لوقا نے دور سے کھڑے ہو کر دیکھنے والی ان عورتوں کے ساتھ جان پہچان والوں کو بھی شامل کیا ہے۔ (لوقا ۳۳-۳۹) مگر یوحنانے محض تحریف اور سینہ زور سے کام لے کر تین عورتوں اور ایک محبوب شاگرد کو صلیب کے پاس کھڑا کر دیا۔ (یوحننا ۱۹-۲۶، ۲۵) حالانکہ اس کی کذب بیانی کے لئے باقی تینوں انجیلیں اس کی مخالفہ ہیں۔ پھر وہ تو گلیل کی زبان بولنے والوں کو بھی پکڑ لیتے کہ تو اس کا ساتھی ہے۔ اس صورت میں کوئی شاگرد کیسے وہاں جا سکتا تھا؟

مصلوب ہونے کے واقعات میں اختلاف:-

جو شخص مروجہ چاروں انجیلوں کے آخری ابواب جن میں گرفتاری اور قصہ مصلوب کا ذکر ہے، تقابل کریگا وہ متعدد مقامات پر چاروں انجیلوں کا بیان مختلف اور

فکر قلیق

بہت سے اختلاف پائیگا جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مسیح کے متعلق مصلوب ہونے کا قصہ نہ صرف من گھڑت بلکہ مغض نظر و شک اور سنی سنائیں توہات ہیں اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یہوداہ حواری کی موت کیسے واقع ہوئی اس میں بھی اختلاف ہے۔ لہذا یہ سب شواہد ہیں حضرت مسیح کے زندہ آسمانوں پر اٹھائے جانے اور یہوداہ کے مصلوب ہونے کے، چنانچہ ہم ایسے ہی چند ایک اختلافات کا بطور نمونہ تذکرہ کریں گے مگر اس سے یہ مراد نہ لی جائے کہ بس یہی اختلاف ہیں بلکہ مرجع انجیل کے تضادات کی فہرست کافی لمبی چوڑی ہے، ہم اختصار کے پیش نظر چند ایک اختلافات کا ذکر کرتے ہیں۔ بائل کے اختلافات کے سلسلے میں شیخ احمد دیدات رضا اللہ کی تالیف (Five Thousand Errors in the Bible) اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی رضا اللہ کی اعجاز عیسوی کا مطالعہ مفید رہے گا۔

۱ مسیح کی صلیب کس نے اٹھائی؟:-

متی، مرقس، لوقا کے مطابق شمعون نامی کریم شخص سے یہ کام لیا گیا مگر ان تینوں کے برعکس یوحنا کا بیان ہے کہ مسیح نے خود اپنی صلیب اٹھائی اور گلکتہ نامی جگہ لیکر خود پہنچا۔ (متی ۲۷-۳۲، مرقس ۱۵-۲۱، لوقا ۲۶، ۳۲ اور یوحنا ۱۹-۱۸)

۲ صلیب پر لکھے ہوئے اعلان میں اختلاف:-

وہ اعلان جو پیلاطس نے لکھ کر صلیب کے اوپر رکھا تھا، اس اعلان میں چاروں انجیلوں کا بیان مختلف ہے۔ ”یہ یہودیوں کا بادشاہ یسوع ہے“ (متی ۲۷-۳۷) ”یہودیوں کا بادشاہ“ (مرقس ۱۵-۲۶) ”یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے“ (لوقا ۳۸-۳۳) یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ“ (یوحنا ۱۹-۱۹)

۳ طعنہ زنی کرنے والے ڈاکو:-

بقول مرجعہ انجیل جو دو ڈاکو مسیح کے ساتھ صلیب پر لٹکائے گئے ان میں سے مسیح پر طعن و تشنیع کے متعلق متی و مرقس کا بیان ہے کہ دونوں مسیح کو لعن طعن کرتے

رہے۔ (متی ۲۷-۳۲، مرقس ۱۵-۳۲)

یوحنہ صرف اتنا ہی لکھتے ہیں کہ ایک کو مسح کے دائیں اور ایک کو مسح کے باہمیں طرف لٹکایا گیا اور طعن و تشنیع کا کوئی ذکر یوحنہ نہیں کیا۔ لوقا ان تینوں سے اختلاف کرتے ہیں اور نئی خبر دیتے ہیں کہ ”پھر جو بدکار صلیب پر لٹکائے گئے تھے، ان میں سے ایک اسے یوں طعنہ دینے لگا کہ کیا تو مسح نہیں، تو اپنے آپ کو اور ہم کو بچا مگر دوسرے نے اسے جھڑک کر جواب دیا کہ کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا، حالانکہ اسی سزا میں گرفتار ہے؟ اور ہماری سزا تو واجبی ہے کیونکہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں، لیکن اس نے کوئی برا کام نہیں کیا، پھر اس نے کہا کہ اے یسوع جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا، اس نے اس سے کہا کہ میں تجھ سے بچ کھتا ہوں، کہ آج تو میرے ساتھ فردوس میں ہو گا۔“ (لوقا ۳۹-۳۲ تا ۴۰-۳۲)

سرکہ یا شراب....؟:-

”متی کے بیان کے مطابق ”پت ملی میں اسے پینے کو دی مگر اس نے چکھ کر پینا نہ چاہا۔“ (متی ۲۸-۳۲) ”مر ملی میں اسے دینے لگے مگر اس نے نہ لی۔“ (مرقس ۱۵-۲۲) یوحنہ نے ایسے کسی واقعہ کا ذکر نہیں کیا اور لوقا کا بیان ہے کہ ”پاہیوں نے بھی پاس کر آ کر سرکہ پیش کر کے اس پر ٹھٹھا مارا۔“ (لوقا ۲۳-۳۲ تا ۲۶-۳۲)

مسح کے آخری الفاظ....؟:-

متی اور مرقس کے مطابق یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا کہ ”ایسی ایسی لماشیقتی“ یعنی اے میرے خدا، اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اور پھر بڑی آواز سے چلا کر دم دے دیا۔ (متی ۲۷-۳۲ تا ۵۰، مرقس ۱۵-۳۲ تا ۲۷)

یوحنہ نے اس معاملہ میں چپ سادھ رکھنے میں عافیت کھجھی اور لوقا سب سے مختلف خبر دیتے ہیں کہ ”پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہہ کر دم دے دیا۔“ (لوقا ۲۳-۳۶ تا ۲۶)

واقعہ مصلوب کے بعد کے واقعات میں بھی سخت اختلاف پائے جاتے ہیں۔

مقدس کا پردہ اور چٹانیں:-

”اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دنگڑے ہو گیا اور زمین لرزی، چٹانیں نڑک گئیں اور قبریں کھل گئیں اور بہت سے جسم ان مقدسوں کے جو سو گئے تھے، جی اٹھے اور اس کے جی اٹھنے کے بعد قبروں سے نکل کر مقدس شہر میں پھیل گئے اور بہتوں کو ذکھائی دیتے۔ پس صوبہ دار اور جو اس کے ساتھ یسوع کی نگہبانی کرتے تھے، بھونچاں اور تمام ماجرا دیکھ کر بہت ہی ڈر کر کہنے لگے کہ بے شک یہ خدا کا بیٹا تھا اور وہاں بہت سی عورتیں جو گلیل سے یسوع کی خدمت کرتی ہوئی اس کے پیچھے آئی تھیں، دور سے دیکھ رہی تھیں۔“ (متی ۲۸-۵۶)

متی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدس کا پردہ پھٹنا، زلزلہ آنا، مردوں کا قبروں سے زندہ ہو کر شہر میں گھومنا وغیرہ یہ سب واقعات مسیح کی جانکنی کے بعد رونما ہوئے جبکہ اس کے برعکس لوقا کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعات اس کے جان دینے سے پہلے واقع ہوئے۔ چنانچہ لوقا کا بیان حسب ذیل ہے۔

”پھر دوپھر کے قریب سے تیرے پھر تک تمام ملک میں اندر ہمرا چھایا رہا اور سورج کی روشنی جاتی رہی اور مقدس کا پردہ نیچے سے پھٹ گیا اور پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا کہ اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں اور یہ کہہ کر دم دے دیا اور یہ ماجرا دیکھ کر صوبے دار نے خدا کی تمجید کی اور کہا کہ بے شک یہ آدمی بہت راست باز تھا اور جتنے لوگ اس نظارہ کو آئے تھے، یہ ماجرا دیکھ کر چھاتی پیٹتے ہوئے لوٹ گئے اور سب کے سب جان پہچان اور وہ عورتیں جو گلیل سے اس کے ساتھ آئیں تھیں، دور کھڑی یہ باتیں دیکھ رہی تھیں۔“ (لوقا ۲۳-۲۹)

مرقس کا بیان بھی ان سے مختلف ہے۔ ”پھر یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر دم

فالقليل

توڑ دیا اور مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے تک پھٹ کر دمکڑے ہو گئے اور جو صوبہ دار اس کے سامنے کھڑا تھا، اس نے اسے یوں دم دیتے ہوئے دیکھ کر کہا کہ بے شک یہ آدمی خدا کا بیٹا تھا اور کئی عورتیں اسے دور سے دیکھ رہی تھیں ان میں مریم مدد لینی اور چھوٹے یعقوب اور یوسف کی ماں اور سلوی تھی۔“ (مرقس ۱۵: ۲۳ تا ۲۰)

یوحنانے ایسے کسی واقعہ کا ذکر رہی نہیں کیا۔ لوقا کہتے ہیں کہ صوبہ دار نے کہا کہ یہ آدمی راست باز تھا مگر باقی دونوں انجلیل نگاروں نے لکھا کہ صوبہ دار نے کہا کہ یہ آدمی خدا کا بیٹا تھا۔ مردجہ چاروں انجلیلوں کے مقابل سے ایسے بے شمار اختلافات کا ذکر ملتا ہے۔ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب واقعات مخفی من گھڑت اور نے سنائے ہیں۔ جیسا کسی سے سنادیا ہی نقل کر دیا یا جیسے کسی کو اچھا لگا دیا گھڑ لیا۔ زیادہ تر واقعات بعل دیوتا کی من گھڑت صلیب کے قصے سے ماخوذ ہیں۔

یہ بات بھی انتہائی قابل غور ہے کہ اتنے زیادہ اور ایسے واضح نشانات مردے تک قبروں سے زندہ ہو کر شہر میں گھومتے رہے، مقدس کا پردہ پھٹ گیا، زلزلہ آیا، اتنا شدید کہ چٹانیں تڑک گئیں اور پھر تیرے پھر تک اندر ہمرا چھایا رہا مگر اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی مصلوب اور مردہ مسح کی پسلی بھالے نے چھیدی گئی جس سے خون پانی وغیرہ نکلا۔ اور یہ خبر بھی انجلیل کی بڑے پتے کی ہے کہ مردوں کے جسموں سے بھی خون بہتا ہے۔ پھر اسی پر بس نہیں بلکہ مردہ کی ٹانگیں تک توڑی گئیں اس کے کپڑے پانٹ لئے گئے اور اس کی لاش سے بھی مذاق اور ٹھنڈے کے گئے اور پھر اس کی قبر پر بھی پھر بٹھا دیا گیا اور یہ بھی تعجب کی بات ہے کہ قبر پر مٹی نہیں ڈالی گئی بلکہ مخفی ایک پتھر سے قبر کو ڈھک دیا۔ بھلا مردوں کی قبریں پتھروں سے ڈھکی جاتی ہیں؟ اور جبکہ مصلوب کرنے والوں نے یہ دعویٰ بھی سن رکھا تھا کہ مرنے کے تین دن رات بعد وہ جی اٹھے گا، حالانکہ یہ بھی غلط، کیونکہ انجلیلوں سے دو راتوں بعد ہی جی اٹھنا ثابت ہے لہذا اس صورت میں تو انہیں قبر کو مٹی سے بھر کر خوب تسلی کر کے

فہرست محتوا

132

دفنانا چاہئے تھا بلکہ قبر بھی جل میں بناتے، مگر انہوں نے دفنانے کی بجائے ایک سرپوش قبر پر رکھ دیا۔ کیوں؟ درحقیقت یہ سب افسانوی داستانیں ہیں جو بت پرستوں میں بعل دیوتا کے متعلق پہلے سے ہی مشہور تھیں۔ ان توہمات بھری افسانوی داستانوں کو مسح کی شخصیت سے منسوب کر دیا گیا۔ مزید تفصیل کیلئے باہل اور محمد علی خیل صفحہ ۵۳ کا مطالعہ فرمائیے۔

حضرت علیؑ کو کس جرم میں مصلوب کیا گیا؟:-

یہ ایک عام فہمی بات ہے کہ کسی شخص کو اتنی بڑی سزا دینا اور سزا بھی ایسے آدمی کو دی جائے جو نیک، برگزیدہ، پارسا، صادق، راست باز، ہی نہیں بلکہ مردجہ اناجیل کے مطابق بے شمار اندھے، گونگے، ٹنڈے، لگنے، مصروع، آسیب زده، کوڑھی اور دیگر مہلک امراض میں بنتا محس اس کے چھونے سے ٹھیک ہو جائیں۔ جسے لوگ پانی پر چلتا اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور وہ پانی کے مٹکے کو چھوئے تو وہ مئے بن جائے حتیٰ کہ بے شمار مردہ لوگوں کو زندہ کرے، ایسے واقعات کو دیکھ کر تو ان سب کو مسح کا غلام بن جانا چاہئے تھا۔ چلنے حکام کی چھوڑیے، باقی اکثریت مسح کی حمایت میں ہوئی چاہئے تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آج اس ترقی یافتہ دور میں بہت سے ایسے عامل دیکھے جاسکتے ہیں جو معمولی شعبدہ بازیوں کے سبب پارسہ مہان تسلیم کئے جاتے ہیں اور ان کے مریدوں کا حلقة بڑا وسیع ہوتا ہے، حالانکہ وہ جھوٹے اور شعبدہ باز ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس مسح نے جو کام کئے یا جو مجرزے اتنی کثرت سے ان کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں، اس دور میں جو جہالت اور بے علمی کا دور تھا، اس صورت میں تو کیا پادشاہ کیا گدا، سب کو مسح کا گردیدہ ہونا چاہئے تھا۔ مگر وہ چلنے والا مصلوب کرنے، چلیں مصلوب کرنے کے بعد اندر ہمرا چھا جانے، زلزلہ اور مردوں کے جی اٹھنے جیسے واقعات سے ہی متاثر ہو کر ایمان لے آتے۔ ایمان نہ لاتے خوفزدہ ہی ہو جاتے مگر اللہ کی پناہ انہوں نے تو مسح کی لاش کو بھی معاف نہ کیا، جس

سے صاف ظاہر ہوتا ہے یہ سب واقعات بعد کی اختراءات ہیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ مروجہ انجیل میں مسیح کو کس جرم کی پاداش میں یہ سزا ملی۔ لوقا کی انجیل سے معلوم ہوتا کہ ”وہ اپنی قوم کو بہکاتے اور قیصر کو خراج دینے سے منع کرتے اور اپنے آپ کو مسیح یہودیوں کا بادشاہ کہتے تھے۔“ (لوقا ۳۲-۲، مرقس ۱۵-۲)

مگر یوحنا کی انجیل میں حضرت مسیح کی زبان سے اس کی تردید ہمیں ان الفاظ میں ملتی ہے کہ ”میری بادشاہی اس دنیا کی نہیں۔“ (یوحنا ۱۸-۳۶)

انجیل یوحنا کے مطابق یہودیوں نے پیلاطس کو درخواست کی تھی کہ ”شریعت کے مطابق وہ قتل کے لاکن ہے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا۔“ (یوحنا ۱۹-۷، متی ۲۶-۲۶)

مگر یہ بھی غلط، کیونکہ عہد نامہ قدیم میں متعدد افراد کے متعلق یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ علاوہ ازیں پیلاطس نے صاف کہہ دیا تھا کہ ”میں اس کا کچھ جرم نہیں پاتا۔“ (یوحنا ۱۹-۲۷) اور جن باتوں کا الزام تم اس پر لگاتے ہو، ان کی نسبت نہ میں نے اس میں کچھ قصور پایا نہ ہیرو دیس نے اس سے کوئی فعل سرزنشیں ہوا، جس سے وہ قتل کے لاکن ٹھہرتا۔ (لوقا ۲۳-۱۵، ۱۲-۲۳)

اور پھر عیسیٰ ﷺ کی قیصر سے کوئی مخالفت نہ تھی بلکہ آپ تو واضح اعلان کر کے کہتے تھے کہ ”جو قیصر کا ہے، قیصر کو دو اور جو خدا کا ہے، خدا کو دو۔“ (متی ۲۱-۲۲)

البتہ یہ بات کہ توریت کے مطابق مذہبی اصول کا یہ تقاضا تھا جیسا کہ عہد نامہ قدیم سے ثابت ہوتا ہے۔ ”اور جو خداوند کے نام پر کفر کے ضرور جان سے مارا جائے، ساری جماعت اسے قطعی سنگار کرے۔“ (احرار ۲۳-۱۶)

مگر یہ بھی غلط کیونکہ مروجہ چاروں انجیلوں سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح نے کبھی اپنے آپ کو خدا کا حقیقی بیٹا یا پھر خود کو خدا کہا۔ آپ نے تو واضح حکم فرمایا کہ پہلا حکم ہی توحید کا ہے۔ گذشتہ صفحات سے آپ واقف ہو چکے ہیں۔

فکر قلیظا

134

دوسری بات یہ کہ عہد نامہ قدیم میں کئی مقامات پر انبیاء اور عام نیک لوگوں کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ لہذا یہودیوں کیلئے اس میں کوئی تعجب اور کفریہ بات نہ سمجھی جاتی تھی۔ مزید تفصیل باabel اور محمد ﷺ کے صفحہ نمبر ۳۲ پر ملاحظہ فرمائیے۔ لہذا یہ الزام بھی عائد نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ نے ہمیشہ توحید کی تعلیم کا پرچار کیا۔ مزید یہ کہ آپ نے اس اعتراض کا جواب دے کر انہیں لا جواب کر دیا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام نے عہد نامہ جدید میں دلیل پکڑی کہ اگر انسانوں کو جن کے پاس خدا کا کلام آیا، عہد نامہ قدیم میں مجازاً خدا کہا گیا ہے تو پھر مجھے بھی استعارتاً خدا کا بیٹا کہا جا سکتا ہے۔
(یوحنا ۱۰:۳۲-۳۶)

مختصر یہ کہ باabel نے متعدد مقامات پر انبیاء اور نیک لوگوں کو خدا کے بیٹے کہا گیا ہے مثلاً ”مبارک ہیں وہ جو صلح کرواتے ہیں، کیونکہ وہ خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔“ (متی ۹:۵) یہ سب مجازی باتیں ہیں اور محض استعارتاً خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی اس سلسلے میں الگ سے کوئی خصوصیت نہیں اور نہ ہی مردجہ اناجیل سے صحیح کوئی الگ اور خاص معنوں میں خدا کا بیٹا قرار دینے کی عیسائیوں کے پاس کوئی دلیل ہے۔ لہذا جب صحیح نے کوئی ایسا جرم ہی نہیں کیا جس سے حکومت وقت کے مجرم ٹھہر تے، خود پیلاطس اور ہیرودیس نے گواہی دی کہ اس سے کوئی فعل سرزد ہی نہیں ہوا جس سے وہ قتل کے لاکن ٹھہرے، جب صحیح کا ایسا کوئی جرم فعل سرزد ہی نہیں ہوا جس سے وہ قتل کے لاکن ٹھہرے، جب صحیح کا ایسا کوئی جرم ہی ثابت نہیں کہ وہ رومی یا یہودی قانون انہیں صلیب پر لٹکا سکتا تھا تو وہ بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے۔ جس پر صلیب کی کہانی گھڑی گئی۔ مزید یہ کہ دوڑا کو جو صحیح کے ساتھ مصلوب ہوئے، ان کا کیا تصور تھا کہ انہیں باقاعدہ مصلوب کیا گیا۔ لوقا انہیں ڈاکونہیں بلکہ بدکار کہتے ہیں۔ یہ کس شریعت اور ملک کا دستور تھا کہ چوروں یا بدکاروں کو مصلوب کیا جائے جبکہ باabel میں چور، ڈکیت، سیندھ لگانے والے کے متعلق باقاعدہ حکم موجود ہے وہ

فارقلیط

مال کا دو گنا بھر دے، اگر سیندھ مارتے پکڑا جائے اور اس پر ایسی مار پڑے کہ وہ مر جائے تو اس اس کے خون کا کوئی جرم نہیں۔ اگر پورا سورج نکل چکے تو اس کا خون جرم ہو گا بلکہ اسے نقصان بھرنا پڑیگا۔ خروج ۲۲-۱ تا ۲)

یہود مسح کو کیوں مصلوب کرنا چاہتے تھے؟:-

آپ نے دیکھا کہ عیسیٰ ﷺ کا کوئی ایسا جرم نہیں جس کے سبب انہیں مصلوب کیا جاتا، انبیاء اور نیک لوگوں کا ہنوں وغیرہ کو خدا کا بیٹا کہنے کا بنی اسرائیل میں عام رواج تھا، پھر عیسیٰ ﷺ کو اس جرم کی یہ سزا کیوں؟ درحقیقت یہودی حضرت عیسیٰ ﷺ کی پیدائش بغیر باپ کے تسلیم نہیں کرتے اور نعوذ باللہ ان کے نزدیک نقل کفر، کفر نباشد۔ عیسیٰ ﷺ حرامزادے ہیں جو نعوذ باللہ مریم کی بدکاری کے نتیجہ میں پیدا ہوئے اور بابل میں لکھا ہے کہ کوئی حرامزادہ بلکہ اس کی دس پشتون تک خدا کی جماعت میں شامل نہیں ہو سکتا انہیں تو کسی حرامزادے کی دسویں پشت کو بھی خدا کی جماعت میں شامل کرنا گوارا نہ تھا چہ جائیکہ خود عیسیٰ ﷺ خدا کی جماعت میں نہیں بلکہ نبوت کا دعویٰ کریں یہ وجہ تھی جس نے یہود کو عیسیٰ ﷺ کا دشمن بنادیا۔ مگر اس جرم کی بناء پر انہیں مصلوب نہیں کیا جا سکتا تھا۔

② دوسری بڑی وجہ عیسیٰ ﷺ کی یہ بشارت تھی کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے، اسے دے دی جائے گی یعنی فارقلیط احمد جسے تم شیلوہ خاتم النبین کہتے ہو، داؤد ﷺ کی نسل سے نہیں اسماعیل ﷺ کی نسل سے آئے گا۔ پس یہ جرم سب سے بڑا کہلا یا اور کہنے لگے کہ یہ کفر بکتا ہے۔
یہوداہ اختر یوٹی کی موت میں اختلاف:-

متی اور لوقا دونوں یہوداہ کی موت کس طرح واقعہ ہوئی، کے متعلق بھی متفق نہیں۔ چنانچہ متی کا بیان ہے کہ ”جب اس کے پکڑوانے والے یہوداہ نے دیکھا کہ وہ مجرم ٹھہرایا گیا تو پچھتا یا اور وہ تھیں روپے کا ہنوں اور بزرگوں کے پاس واپس لا کر

فلم قلیل

136

کہا میں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کیلئے پکڑ دایا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں کیا؟ تو جان اور وہ روپیوں کو مقدس میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی۔ سردار کا، ان نے روپے لے کر کہا کہ ان کو ہیکل کے خزانہ میں ڈالنا روا نہیں، کیونکہ یہ خون کی قیمت ہے۔ پس انہوں نے مشورہ کر کے ان روپوں سے کمہار کا کھیت، پرنسپلیوں کے دفن کیلئے خریدا، اس سبب سے وہ کھیت آج تک خون کا کھیت کہلاتا ہے۔ (متی ۹۶-۲۶)

اب اس کے برعکس لوقا کا بیان پڑھئے۔ ”اس نے بدکاری کی کمائی سے ایک کھیت حاصل کیا اور سر کے بل گرا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا۔ اس کی سب انتزیاں نکل پڑیں اور یہ یروشلم کے سب رہنے والوں کو معلوم ہوا یہاں تک کہ اس کھیت کا نام ان کی زبان میں ہیکل درما پڑ گیا، یعنی خون کا کھیت۔“ (اعمال ۱۶-۲۰)

متی کے مطابق وہ پیسے سردار کا ہنوں کے سامنے پھنک کر چلا گیا اور جا کر خود کشی کر لی اور اس کی موت پھانسی کے سبب ہوئی۔ جبکہ دوسری کہانی بیان کرتی ہے اس نے خود ان روپوں سے ایک کھیت خریدا اور اس کی موت سر کے بل گرنے، پیٹ پھٹ جانے اور انتزیاں باہر نکل جانے کے سبب ہوئی۔ دیکھئے قصہ مصلوب مسح اور یہوداہ کی موت۔ دونوں کہانیوں میں سخت اختلافات اور اشتباہ موجود ہے۔ اور ایسی خلاف عقل باتیں جو اس حقیقت کی خبر دیتی ہیں کہ دونوں داستانیں مس گھڑت ہیں۔ بات صرف اس قدر تھی کہ کہ جناب مسح نے اعلاءے کلمۃ اللہ کی خاطر چہاد کیا۔ اور اس جرم کی پاداش میں یہودی آپ کے دشمن ہو گئے۔ یہ تقریباً سبھی انبیاء کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ لہذا یہودی مسح کی جان کے درپے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مسح کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا اور یہ اللہ تعالیٰ کی ایک تدبیر تھی۔ یہودیوں کی تدبیر کے مقابلہ میں اور انہوں نے یہوداہ کو مسح سمجھ کر مصلوب کر دیا اور یہودیوں نے ایک کہانی گھڑتی جو لوگوں میں مشہور ہو گئی، کیونکہ وہ تو ایسا ہی سمجھتے تھے۔ انجلیل نگاروں کا حال یہ ہے

فِي رَقْبَتِهِ

کہ وہ اپنی پہلی بات بھول جاتے ہیں اور تھوڑا ہی آگے جا کر پہلی بات کے مخالف ایک نئی خبر ملتی ہے۔ مذکورہ واقعہ سے یہوداہ کی موت اسی دن ثابت ہوتی ہے جس دن مسیح کو بے قصور مجرم ٹھہرایا گیا۔ لہذا باقی بچے گیارہ شاگرد، مگر روح القدس کے نزول کے واقعہ کے وقت انجلیل نگاروں کو اتنا بھی خیال نہ رہا کہ ایک شاگرد تو خود کشی کر چکا ہے لہذا اس کی موت کو بالکل بھول کر یہ لکھا کہ روح بارہ حواریوں پر نازل ہوئی۔

عقیدہ کفارہ کیوں گھڑا گیا؟:-

آپ جان چکے کہ مردجہ انجلیل سے حضرت مسیح کے فرمودات کی روشنی میں یہ اچھی طرح ثابت ہے کہ نجات اعمال پر ہے۔ چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بھی چھوڑنے کی ذرہ بھر گنجائش نہیں۔ حضرت مسیح کے رفع آسمانی کے بعد یہودیوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ہم نے مسیح کو مصلوب کر دیا اور بابل کے مطابق پھانسی کی موت مرنے والا لعنتی سمجھا جاتا تھا۔ (استثناء ۱۲-۲۳، گلتوں ۳-۱۳)

لہذا اس مشکل سے بچنے کیلئے پوس نے یہ رستہ نکالا اور کہنے لگا کہ ”مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا، اس نے ہمیں مول کر شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا۔“ (گلتوں ۳-۱۳) اس طرح یہ عقیدہ کفارہ گھڑا گیا ایسی تو ہم پرستی کی باتیں بعل دیوتا کے متعلق پہلے سے ہی لوگوں میں مشہور تھیں، اس لئے با آسمانی یہ داستان مشہور ہو گئی۔ دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ جو کمزور مکلف شریعت پر عمل پیرا ہونا ایک بار عظیم سمجھتے تھے، انہوں نے اس عقیدہ کو خوشنده سے قبول کیا اور پولسیت کو خوب عروج ملا۔ حواریوں نے خصوصاً برنباس نے ایسے ہی عقائد وضع کرنے کی بناء پر پوس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ برنباس کی انجلیل میں ایسے تمام عقائد کی خوب خبر لگئی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”وَقُولُهُمْ أَنَا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَىٰ بْنَ امْرِيمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قُتْلُوهُ صَلْبُوهُ وَلَكِنْ شَبَهَ لَهُمْ“ (۵۷-۵۸)

فہرست قلیل

138

اور ان کے اس قول کے سبب بھی کہ انہوں نے کہا کہ بے شک ہم نے عین بن مریم رسول اللہ ﷺ کو قتل کر ڈالا ہے اور حالانکہ انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ صلیب دیا گیا، بلکہ وہ شبے میں ڈالے گئے۔

⑤ معبود کو موت نہیں آ سکتی:-

بابل سے ہی ثابت ہے کہ معبود، عاجز، مجبور اور یہوت نہیں ہو سکتا مثلاً

① میں ہی اول، میں ہی آخر ہوں، میرے سوا کوئی خدا نہیں۔

(یسعیاہ ۲۳-۲)

② کیا تو نہیں جانتا کیا تو نے نہیں سنا کہ خداوند خدا ابدی و تمام زمین کا خالق تھا کہ نہیں اور ماندہ نہیں ہوتا؟ اس کی حکمت اور اک سے باہر ہے۔“

(یسعیاہ ۳۰-۲۸)

③ لیکن خداوند سچا خدا ہے وہ زندہ اور ابدی بادشاہ ہے، اس کے قہر سے زمین تھر تھراتی ہے، اور قوموں میں اس کے قہر کے تاب نہیں۔” (یرمیاہ ۱۰-۱۰)

④ کیا تو اپنے قاتل کے سامنے یوں کہے گا کہ میں اللہ ہوں؟ حالانکہ تو اپنے قاتل کے ہاتھ میں اللہ نہیں بلکہ انسان ہے۔ (حزقی ایل ۹-۲۸)

⑤ رب ازلی بادشاہ غیر فانی نادیدہ واحد خدا کی تمجید ابد الآباد ہوتی رہے۔ (ایمیس ۱-۱۷)

کیا تو قدیم سے خداوند میرا خدا قدوس نہیں جو مرنہیں سکتا۔

(حقوق ۱۲-۱۲ کی تھوڑک بابل)

پروٹسٹنٹ بابل میں یہاں لفظی تحریف کی گئی ہے۔ چنانچہ پروٹسٹنٹ بابل کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں۔ ”اے خداوند میرے خدا، میرے قدوس کیا تو ازل سے نہیں ہے، ہم نہیں مرسیں گے۔“ (ایضا پروٹسٹنٹ بابل)

ان تمام اقوال کی روشنی میں حضرات نصاری اگر عقیدہ کفادہ کو پسند فرمائیں تو

عقیدہ تسلیت کا بطلان واضح ہے۔ اگر عقیدہ تسلیت کو اپنانا چاہیں تو کفارہ کا باطل ہونا ثابت ہوتا ہے۔

۶ عقیدہ کفارہ کے متعلق چند سوال:-

حضرت آدم سے جو گناہ سرزد ہوا، بائبل کے مطابق یہ گناہ صرف آدم نے نہیں، بلکہ آدم، عورت (حوا) اور سانپ تینوں نے مل کر یہ گناہ کیا۔ اور بائبل ہی کے مطابق اس گناہ کی فوراً ان تینوں کو سزا مل گئی۔ بائبل کے الفاظ میں ”آدم نے کہا کہ جس عورت کو تو نے میرے ساتھ کیا ہے، اس نے مجھے اس درخت کا پھل دیا اور میں نے کھایا۔“ تب خداوند نے عورت سے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا؟ عورت نے کہا کہ سانپ نے مجھے بہکایا اور خداوند خدا نے سانپ سے کہا کہ اس لئے کہ تو نے یہ کیا تو سب چوپا یوں اور دشی چانوروں میں ملعون ٹھہرا تو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور اپنی عمر بھر خاک چاٹے اور میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کھلے گا، اور تو اس کی ایڑی پر کاٹے گا۔ پھر اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے درد حمل کو بہت بڑھاؤں گا تو درد کے ساتھ بچے جنے گی اور تیری رغبت اپنے شوہر کی طرف ہو گی اور وہ تجھ پر حکومت کریگا۔ اور آدم سے اس نے کہا کہ چونکہ تو نے اپنی بیوی کی بات مانی اور اس درخت کا پھل کھایا جس کی بابت میں نے تمہیں حکم دیا تھا کہ اسے نہ کھانا اس لئے زمین تیرے سب سے لعنتی ہوئی۔ مشقت کے ساتھ اپنی عمر بھر اس کی پیداوار کھائے گا اور وہ تیرے لئے کاٹئے اور اونٹ کثارے اگائے گی اور تو کھیت کی سبزی کھائے گا۔ (پیدائش ۱۳-۱۹۵۳)

بائبل کے مطابق ان سب کے اس گناہ کی فوراً سزادے دی گئی۔

① عورت کو سزا ملی کہ وہ درد کے ساتھ بچے جنے گی، اس کی رغبت اپنے شوہر کی طرف ہو گی اور اپنے شوہر کی محکوم رہے گی اور اس کی اولاد کا سانپ

فلم قلیظا

140

دشمن ہو گا اور وہ ان کی ایڑی پر ڈسے گا۔

② سانپ کو یہ سزا ملی کہ وہ تمام دشتی جانوروں میں ملعون ٹھہرا۔ پیٹ کے بل چلنا، اپنی خاک چاٹنا، سانپ اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ہو گی۔ اولاد آدم اس کے سر کو کچلیں گے اور ان کی ایڑی پر ڈسے گا۔

③ اور آدم کو یہ سزا ملی کہ وہ گاڑھے خون پینے کی کمائی کھائے گا، اور مشقت کے ساتھ عمر بھر زمین کی پیداوار کھائے گا۔

④ اور زمین بھی ان کے سبب ملعون ٹھہری، لہذا زمین اونٹ کثارے اگائے گی۔ سوال یہ ہے کہ سب کو اپنے اپنے گناہ کی سزا فوراً مل گئی، انسان نے گاڑھے خون پینے اور مشقت کے ساتھ عمر بھر زمین کی پیداوار کھائی، عورت کی رغبت شوہر کی طرف ہے اور عورت نے درد کے ساتھ بچے جنے اور اس کی نسل نے سانپوں کے سر کچلے، سانپوں نے عورت کی نسل کو ڈسا اور سانپ پیٹ کے بل رینگنے لگا۔ زمین نے اونٹ کثارے اگائے، کیا اس سے خدائے منصف کا بدلہ پورا نہ ہوا؟ اور ہزاروں سال بعد اللہ نے عیسیٰ ﷺ کو مصلوب کر کے پھر اس گناہ کا بدلہ دوبارہ کیوں لیا؟ اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ مسیح اسی جرم کے سبب مصلوب ہوئے تو پھر انصاف کا یہ تقاضا ہے کہ مسیح کے مصلوب ہونے کے بعد اب یہ تمام سزا میں ختم ہو جانی چاہئیں۔ عورت درد حمل سے بچہ نہ جنے، اور اپنے شوہر کی محاکومہ نہ رہے۔ زمین اونٹ کثارے اگانا چھوڑ دے، انسان خون پینے کی کمائی اور کھیت کی سبزی نہ کھائے۔ اور سانپ پیٹ کے بل نہ رینگے اور اولاد آدم اس کا سر نہ کچلے اور نہ یہ انہیں ڈسے۔ کیا خدائے منصف کا یہی انصاف ہے کہ دوہرا بدلہ لینے کے بعد بھی سزا کو بحال رکھے؟ باقیوں کو چھوڑ دیئے، کم از کم جو مسیح پر ایمان لائے اور پتھر سے پایا، انہیں تو یہ سزا انہیں ملنی چاہئے یہ سب کیوں اسی سزا میں گرفتار ہیں؟

⑤ اگر مسیحیوں کی طرف سے تمام گناہوں کا کفارہ ادا ہو چکا ہے اور

بقول ان کے مسح نے بذات خود مصلوب ہو کر اپنے ماننے والوں کو شریعت کی لعنت سے چھکارا دلا دیا ہے تو پھر مسح کے اس فرمان کے کیا معنی ہونگے۔ ”جس کس نے بڑی خواہش سے کسی عورت کی طرف نگاہ کی، وہ دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا، پس اگر تیری داہنی آنکھ ٹھوکر کھائے تو اسے نکال کر اپنے پاس پھینک دے کیونکہ تیرے لئے یہی بہتر کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا ہے اور تیرا سارا جسم جہنم میں ڈالا جائے۔“ (متی ۵-۲۷، ۲۹)

مزید (مرقس ۳-۲۹ تا ۱۲، لوقا ۶-۲۸ تا ۲۷) اور مقدس پوس کے بقول ”پس شریعت مسح تک پہنچانے کو ہمارا استاد بنی تاکہ ہم ایمان کے سبب سے راست باز ٹھہریں۔“ (گلنتیوں ۳-۲۲) ان تمام اقوال کو مد نظر رکھئے، خصوصاً ۵-۲۷ اور فرمائیے کہ سزا کا یہ حکم رائخ الاعتقاد مسیحیوں کیلئے بھی ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو یہ تمام احکام بیکار اور خدا کے کلام میں کسی کا اپنی طرف سے اضافہ ہیں اور اگر یہ احکام عامہ ہیں تو پھر کفارہ بیکار۔

اگر کہا جائے کہ جو کوئی مسح پر ایمان لایا، اسکے سابقہ گناہ بخشنے گئے، لہذا اس کا ازلی گناہ معاف ہوا اور آئندہ وہ گناہوں سے باز رہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس فرمان کے کیا معنی ہوں گے۔ ”مسح جو ہمارے لئے لعنتی بنا، اس نے ہمیں مولے کر شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا۔“ (گلنتیوں ۳-۱۳) اگر کفارہ کے بعد بھی صرف سابقہ گناہ ہی معاف ہوا تو یہ کوئی کمال نہیں، قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”قُلْ لِلّذِينَ كَفَرُوا أَن يَنْتَهُوا يَغْفِرُ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ“ کافروں سے کہہ دیجئے کہ اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حدیث رسول مقبول ہے کہ جو کوئی اسلام قبول کرتا ہے، اسلام اس کے سابقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

③ شفاعت کنندہ بے عیب، بے گناہ اور نیک ہونا چاہئے، مگر مرجحہ انا جیل کے مطابق نقل کفر کفر بنا شد یہ نوع تو کروڑوں انسانوں کے گناہوں کا مجموعہ

فہرست قلیل

142

تھا، جو نبی اس نے گناہوں کا گٹھرا اٹھایا، وہ قربانی کے لاکن بھی نہ رہا، کیونکہ باطل کے مطابق قربانی بے عیب نہیں ہوئی چاہئے۔ (احجارت ۱۰)

”پھر یسوع تو خود اقرار کر رہے ہیں کہ میں نیک نہیں تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے، کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔“ (مرقس ۱۰-۱۸، لوقا ۱۸-۱۸، متی ۱۹-۱۷)

مزید یہ کہ باطل سے ثابت ہے کہ وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیونکر پاک ہو سکتا ہے۔ (ایوب ۲۵-۳) اور یہ بات مسلسلہ ہے کہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریم سلام اللہ علیہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ حضرت مسیح نے بذات خود فرمایا کہ ”کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ جو لکھا ہے کہ وہ بدکاروں میں گناہ گیا، اس کا میرے حق میں پورا ہونا ضروری ہے، اس لئے کہ جو مجھ سے نسبت رکھتا ہے، وہ پورا ہونا ہے۔“ (لوقا ۲۲-۳۷) لہذا یہ مجمع الذنوب یسوع نہ شفاعت کے لاکن رہا اور نہ قربانی (کفارہ) کے؟

③ داقعہ صلیب سے پہلے نبیوں کی امتوں کی بخشش کے لئے کیا انتظام ہوا؟ اگر یہی طریق نجات خدا کے ہاں مقرر تھا تو شروع دنیا میں سب سے پہلے نبی پر اس کو ظاہر کیوں نہ کیا گیا، تاکہ رحم اور عدل برابر رہتا؟ اگر یہ کہا جائے کہ پہلی امتوں کے حق میں ان پر رحم ہوا تو یہ غلط ہے کیونکہ کفارہ مسیح سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ مگر ان لوگوں کو تو مسیح کی اور کفارہ کی خبر ہی نہ تھی۔ وہ آپ کے کفارے پر ایمان کیسے لاسکتے تھے۔ نیز یہ کیا انصاف ہوا کہ پچھلے لوگوں کو تو کفارہ سے فائدہ دیا جائے اور پہلے لوگوں کو اس نعمت غیر متوجہ سے بالکل محروم رکھا جائے؟

④ اگر مجرم بدکار وغیرہ محض کفارہ مسیح پر ایمان لَا کر چھوٹ جائیں تو خدا کا عدل کیسے قائم رہ سکتا ہے؟

⑤ اگر خدا کی محبت اتنی گہری اور عام تھی کہ اس کی بناء پر دی ہوئی مسیح

کی قربانی سب کیلئے ہے۔ (۱- تہجیس ۲-۲) تو پھر اس قربانی و کفارہ کی برکات سے فائدہ حاصل کرنے کیلئے اس پر ایمان لانے کی شرط کیوں رکھی گئی؟ سب کیلئے عام ہونے کا مطلب تو واقعی سب کیلئے ہونا چاہئے۔ ماننے یا نہ ماننے کی قید کیوں؟

④ کفارہ عدل خداوندی کے خلاف ہے، کیونکہ ایک بے گناہ شخص کو سزا دینا جو اس کے لئے راضی بھی نہ تھا، اور وہ روکر دعا میں بھی کرتا کہ یہ پیالہ بھے سے مل جائے مگر خدا نے اصل گناہ گاروں کو چھوڑ دیا اور جبراً ایک بے گناہ کو اس کی سزا دی یہ عدل و انصاف کے صریح خلاف نہیں؟

⑤ نیک و بد کی تخصیص کے بغیر انجیل مقدس میں لکھا ہے۔ ”کیونکہ ہر شخص آگ سے نمکین کیا جائے گا۔“ (مقدس ۵۰-۹) کفارہ مسیح کے بعد بھی سب کو آگ میں بھون کر نمکین کرنے کا کیا مطلب ہوا؟

⑥ تمام دنیا کے گناہ گاروں کا حساب کیجئے پھر ان کی عمروں کا اندازہ لگا کر گناہوں کا حساب کیجئے تو یہ گناہ عدد و شمار کی حد سے گزر جائیں گے۔ مگر ان سب گناہوں کے بد لے میں سزا صرف ایک شخص کو اتنی دی گئی جو چند منشوں میں ختم ہو گئی۔ خدا کا ایسا کرنا اپنے بیٹے کی رعایت، نا انصافی اور قانون شکنی نہیں تو اور کیا ہے؟

⑦ اگر مسیح کو مصلوب کرنے کا فیصلہ خدا کی طرف سے مقرر تھا اور وہ پورا ہونا ضروری تھا تو پھر گرفتار کرنے والے مسیح پر ٹھٹھہ کرنے والے اور مسیح پر تھوکنے والے، سر پر کنڈے مارنے، مسیح کو لعن طعن کرنے حتیٰ کہ مصلوب کر کے اس کی ناگلیں توڑنے والے حضرات کو ناراست اور جہنمی کہنا زیادتی ہو گی۔ جبکہ مسیح کے حواریوں کو ان کی تمام تربے و فائیوں، مرتد ہونے، تن تھا چھوڑ کر بھاگ جانے حتیٰ کہ پھر اس کا مسیح پر لعنت کرنا بھی معیوب نہیں گنا جاتا اور کہا جاتا ہے کہ یہ پیشین گولی تھی، جس کا پورا ہونا ضروری تھا، اسی طرح یہ اصول مصلوب کرنے والوں کے حق میں بھی ہونا چاہئے کیونکہ انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا، یہ تو مقدر تھا، جس کا پورا ہونا

فارقلیط

144

لازم تھا، لہذا جنہوں نے اس عظیم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، انہیں کفارہ کی نعمت کے فائدہ سے محروم کیوں رکھا جائے؟ معلوم ہوا کہ عقیدہ کفارہ من گھڑت عقیدہ ہے، عقیدہ شیعیت کی طرح اس کو سمجھنا اور سمجھانا بھی کسی مسیحی کے بس کاروگ نہیں تو پھر پادری صاحب کا استدلال بھی بے معنی ہے۔

۹ نویں نشانی ”گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے“

حضرت عیسیٰ ﷺ کی اس پیشین گوئی میں اس جملہ کا حال بھی ملامت کرنے، قصور دار ظہرانے سے متعلق ہے، اس کا جواب نمبر آٹھ میں گزر چکا۔ یہ فرمان بھی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ فارقلیط منکرین عیسیٰ ﷺ پر ظاہر ہو کر ان کو صحیح پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ملامت کریں گے اور ان کے اس قول پر کہ ہم نے اسے مصلوب کر دیا، پر ملامت کریں گے۔ یہ بات نازل ہونے والی روح پر ہرگز صادق نہیں آتی۔ کیونکہ وہ لوگوں کو ملامت کرنے کے لئے نازل نہ ہوئی تھی۔

۱۰ دسویں نشانی ”مجھے تم سے اور بہت سی باتیں کہنا ہیں۔“

”مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو سچائی کی روح دکھائے گا۔“ روح نے عیسیٰ ﷺ کے احکام میں کسی قسم کا اضافہ نہیں کیا، عیسائی عقیدہ کے مطابق اس نے حواریوں کو شیعیت کے عقیدے اور سارے عالم کو دعوت دینے کا حکم دیا تھا۔ ایسی شکل میں اس نے عیسیٰ ﷺ کے ان اقوال میں جو آپ نے عروج آسمانی تک ارشاد فرمائے تھے، کون سی زائد بات کا اضافہ کیا؟ بلکہ اس روح کے نزول کے بعد ان لوگوں نے سوائے بعض احکام عشرہ کے جو سفر خرون ج کے ب ۲۰ میں مذکور ہیں، جملہ احکام توراة کو ختم کر ڈالا اور اعمال ۱۵-۲۹ کے مطابق تمام محرامات کو حلال کر ڈالا۔ ایسی صورت میں ان کے بارے میں یہ کہنا کیسے درست ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اس کی برداشت کی استطاعت نہیں رکھتے۔ کیونکہ ان لوگوں کو تعظیم سبت جیسے عظیم

الشان حکم کو ختم کرنے کی بھی استطاعت حاصل ہوئی جو توراۃ کا بڑا حکم تھا، اور یہودی محس اس وجہ سے عیسیٰ ﷺ کو صحیح موعود تسلیم نہیں کرتے تھے کہ انہوں نے اس حکم کی کوئی رعایت نہیں کی تھی لہذا ان لوگوں کا تمام احکام کو ختم کر دینے کا قبول کر لینا آسان تھا، البته ایمان کی کمزوری اور ضعف قوت کی وجہ سے جو عیسیٰ ﷺ کو عروج تک رہی، احکام کی زیادتی کو قبول کرنا یقیناً اس کی استطاعت سے خارج تھا، چنانچہ اس کا اعتراف خود علماء پروٹشنٹ کو بھی ہے۔ اس عام گفتگو سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ فارقلیط ایک ایسا نبی ہو سکتا ہے جس کی شریعت میں عیسوی شریعت کی نسبت کچھ احکام زائد ہونگے، اور ان کا اٹھانا کمزور مکلفین کے لئے گراں ہوگا، بلاشبہ ایسے نبی صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔

⑪ گیارہویں نشانی: ”وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔“

”وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو سنے گا وہی کہے گا۔“ اس جملہ میں فارقلیط کی سچائی کا حال بیان کیا گیا ہے۔ لہذا یہ جملہ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ فارقلیط ایسا شخص ہوگا جس کی نبی اسرائیل مکذب کریں گے اس لئے عیسیٰ ﷺ نے ضروری سمجھا کہ اس کی سچائی کا حال بیان کریں۔ اسی بیان پر خصوصیت کے ساتھ یہ بات ارشاد فرمائی، اس کے برعکس نازل ہونے والی روح کے حق میں جھٹائے جانے کا احتمال ہی نہ تھا۔ مزید براں یہ کہ جب روح القدس تیرا اقnom ہے اور عین معبد تو پھر اسے کچھ کہنے کے لئے کسی سے کچھ سننے کی ضرورت ہی کیا تھی؟

حالانکہ اس جملہ سے تو واضح ہے کہ ”لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔“ اس سے صاف ظاہر ہے کہ فارقلیط وہی کچھ کہے گا جو کچھ اس پر وہی کیا جائے گا۔ لہذا اس کا مصدقہ بلاشبہ محمد ﷺ ہی ہیں۔ کیونکہ آپ کے حق میں جھٹائے جانے کا قوی احتمال تھا کیونکہ آپ واحد رسول ہیں جو بنی اسرائیل سے مبouth فرمائے گئے اور آپ محس خاتم النبین اور اللہ کے بندے ہیں، کوئی اقnom یا معبد نہیں۔ اور آپ اللہ کا

فُلْقِلِیْلَه

146

پیغام بُنی نوع انسان تک پہنچانے کے لئے وحی کے محتاج تھے۔ لہذا آپ ہی ایسے شخص ہیں کہ جو کچھ سنتے یعنی وحی کی جاتی، آپ کی طرف، آپ وہی ارشاد فرماتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”وَمَا يَنْطَقُ عَنِ الْهُوَى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى“ (۵۲-۲۳) اور یہ (محمد ﷺ) اپنی خواہش سے نہیں بولتے وہ تو صرف وحی ہے جو ان کی طرف نازل کی جاتی ہے۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”إِنْ أَتَيْتُكُمْ مِّنْ حِلٍّ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيْكُمْ“ بے شک تو صرف اس کی پیروی کرتا ہے جس کی وحی تیری طرف کی جاتی ہے۔

حتیٰ کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”وَلَوْ تَقُولُ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَا نَخْذُنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقْطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ وَإِنَّهُ لِتَذَكُّرَةٍ لِلْمُتَقِينَ“ (الحاقة ۲۲-۲۸)

اور اگر یہ پیغمبر (محمد ﷺ) بعض باتوں کو اپنی طرف سے گھڑ کر ہماری جانب منسوب کر دیتا تو بلاشبہ ہم اس کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے، پھر اس کی رُگ گردن کاٹ دیتے اور تم میں سے کوئی بھی اس کو ہماری گرفت سے روکنے والا نہ ہوتا۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ دینی معاملات میں آپ ﷺ اپنی طرف سے کبھی کلام نہ فرماتے بلکہ جو وحی ہوتی صرف اتنا، دنیاوی معاملات اس سے خارج ہیں۔ قرآن حکیم کی طرح حدیث بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہے۔ اس میں فرق یہ ہے کہ مفہوم اللہ کی طرف سے ہوتا اور حدیث کے الفاظ محمد رسول اللہ ﷺ کے، جیسا کہ فرمایا حضور صادق مصدق نے ”إِنَّمَا أَتَيْتُكُمُ الْكِتَابَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ“ (رواہ ابو داؤد) آگاہ رہو میں قرآن دیا گیا ہوں اور اس کے ساتھ اسی درجہ کی ایک چیز (یعنی حدیث) بھی دیا گیا ہوں۔ پس حضور صادق مصدق ﷺ کا ہر فرمان بھی اللہ کی طرف سے ہوتا تھا، دینی امور میں آپ اپنی جانب سے کلام بھی نہ فرماتے تھے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہی صفت آپ کی توارہ میں بھی مذکور ہے۔ مثلاً جو نبی گتائی

بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا اور معبدوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کی، اسے ہم کیونکر پہچانیں؟ تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے گا اور اس کے کہنے کے مطابق کچھ واقعہ یا پورانہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں بلکہ اس نے وہ بات گستاخ بن کر کہی ہے تو اس سے خوف نہ کرنا۔ (استثناء ۱۸-۲۲ تا ۲۲)

غور فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے نبی کی یہ علامت بیان فرمائی کہ اس کی سنائی ہوئی خبریں اور آنے والے واقعات کی پشین گوئیاں صحی نہیں ہو سکتیں۔ حالانکہ حضور ﷺ نے بہت سے مستقبل کے واقعات کی خبریں اور پشین گوئیاں بیان فرمائیں۔ ان خبروں میں آپ کا سچا ہونا ثابت ہو چکا ہے اس لئے قaudہ کے موجب آپ سچے نبی ہوئے نہ کہ جھوٹے۔ دوسری یہ بات بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے، بابل کے مذکورہ حوالے کے پیش نظر جھوٹا نبی ہلاک کیا جائیگا۔ اور قرآن کریم نے بھی اسی بات کی تصدیق فرمائی۔ ”ولو تقول علينا بعض الاقاویل لاخذتنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین“ اور محمد رسول اللہ ﷺ کو دشمنوں نے ہر ممکن ہلاک کرنے کی کوشش کی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت فرمائی بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ“ اور اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ غور فرمائے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایسی قوم کے سامنے جن کے پاس نہ کوئی کتاب تھی، نہ حکمت، یہ دعویٰ فرمایا کہ میں تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک روشن کتاب اور واضح حکمت دے کر بھیجا گیا ہوں تاکہ میں عالمیں کو ایمان اور عمل صالح کے ذریعہ منور کر دوں۔

سوچنے کی بات ہے کہ آپ باوجود اپنی کمزوری، غربت و افلات اور مددگاروں کی قلت کے روئے زمین کے تمام انسانوں کی مخالفت کے لئے کھڑے ہو جاتے

فکر قلیقہ

148

ہیں جن میں معمولی لوگ بھی ہیں، اوسط درجے کے انسان بھی اور دنیا کے جابر و قاہر سلاطین اور بادشاہ بھی ہیں، آپ ان سب کی رائے کو غلط اور سب کو یوقوف اور احمد گردانے ہیں اور آپ ﷺ ان سب کے مذاہب کو باطل گردانے ہیں، اور ان کی حکومتوں اور سلطنتوں کو مٹا دیتے ہیں۔ آپ کا دین تھوڑی سے قلیل مدت میں مشرق سے مغرب تک تمام مذاہب کو شکست دے کر ان پر غالب آ جاتا ہے۔ زمانوں اور قرنوں کے گزرنے کے باوجود اس میں ترقی اور اضافہ ہوتا ہے۔ ان کے دشمن باوجود اپنی کثرت تعداد اور بے شمار اسباب و سامان کے باوجود اپنی شوکت اور انہائی تعصّب و حمیت کے آپ ﷺ کے دین کی روشنی کو بچانے اور مذہب کے آثار مٹانے کی مساعی میں کبھی کامیاب نہ ہو سکے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی مدد اور آسمانی تائید کے بغیر ممکن نہیں ہے اور یہ کام آسمانی سے نہ ہوا بلکہ ۸۶ جنگیں لڑی گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کو قتل کرنے کی انہائی کوششیں کی گئیں، زہر دیا گیا، جنگیں مسلط کی گئیں، سر پر انعام رکھا گیا مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ“ اللہ لوگوں سے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ یہودیوں کے معلم گملی ایل نے حواریوں کے بارے میں کتنی اچھی بات کہہ دی ہے۔

”اے اسرائیلیو! ان آدمی کے ساتھ جو کچھ کیا چاہتے ہو، ہوشیاری سے کرنا کیونکہ ان دنوں سے پہلے تہیودوں نے اٹھ کر دعویٰ کیا تھا کہ میں کچھ ہوں اور تجھیں چار سو آدمی اس کے ساتھ ہو گئے تھے مگر وہ مارا گیا اور جتنے اس کے ماننے والے تھے، سب پر اگنده ہوئے اور مٹ گئے اور اس کے بعد یہوداہ گلیلی اسم نویسی کے دنوں میں اٹھا اور اس کے کچھ لوگ اپنی طرف کر لئے وہ بھی ہلاک ہوا اور جتنے اس کے ماننے والے تھے سب پر اگنده ہو گئے، پس اب میں تم سے کہتا ہوں کہ ان آدمیوں سے کنارہ کرو اور ان سے کچھ کام نہ رکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ خدا سے بھی ٹڑنے والے، مٹھرو کیونکہ یہ تدبیر کا کام ہے اگر آدمیوں کی طرف سے ہے تو آپ

برباد ہو جائے گا لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے تو ان کو مغلوب نہ کر سکو گے۔“ (کتاب اعمال ۵-۳۹ تا ۳۵) اور اسی طرح زبور میں لکھا ہے کہ ”تو ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں، ہلاک کر دے گا۔“ (زبور ۲۷-۲۸) ”شریروں کے بازو توڑے جائیں گے لیکن خداوند صادق کو سنبھالتا ہے لیکن شری ہلاک ہونگے۔ خداوند کے دشمن چراگا ہوں کی بیزی کے مانند ہونگے، وہ فنا ہو جائیں گے وہ دھوئیں کی طرح جاتے رہیں گے۔ (زبور ۲۷-۲۸ تا ۲۰) الہذا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ پچھے نہ تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے طریقے کو مٹا دیتا۔ ان کو ذلیل کرتا اور ان کے ذکر کو روئے زمین سے مٹا دیتا اور ان کے بازوؤں کو شکست کر کے دھوئیں کی طرف فنا کر دیتا۔ مگر اللہ نے ان باتوں میں سے کوئی ایک بات نہیں کی بلکہ اس کے برعکس محمد ﷺ ہمیشہ غالب رہے اور آپ کا دین چارواں گ عالم میں پھیلتا چلا گیا، جو اس پھر پر گرانکڑے ملکڑے ہو گیا اور جس پر یہ خود گرے وہ بھی پس گیا، نہ صرف آپ بلکہ آپ کے خلفاء بھی ہمیشہ غالب رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت نصف کرہ ارض پر پھیلی ہوئی تھی۔ اور بعد میں آنے والے بھی ہمیشہ غالب رہے اور آج اسلام مذہب عالم میں سب سے بڑا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذکر کو بلند فرمایا جیسا کہ زبور میں بھی آپ کے بارے میں پشین گوئی ہے کہ ”خدا نے تجھے ہمیشہ کے لئے مبارک کیا ہے۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرہ کو دنیا جہان کے لئے امن بنادیا۔ آج دنیا کی ہر عبادت گاہ سے بڑی عبادت گاہ اور سب سے زیادہ رونق مکہ مکرہ میں دکھائی دیتی ہے اور پھر اللہ نے آپ پر نازل کردہ کتاب قرآن حکیم کو عالیین کے لئے ذکر بنادیا۔ قرآن کریم دنیا کی واحد کتاب ہے جو لوگوں کے دل اور دماغ میں محفوظ ہے اور کے بے شمار حفاظ کرام ہیں اور دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن حکیم ہے۔

آج ہر کوئی دیکھ سکتا ہے کہ عیسائیت کا دائرہ آئے دن سکڑتا جا رہا ہے۔ اللہ کی

فارقلیط

150

قسم عیسائی مشریاں دین اسلام کی تکذیب کرنے میں اللہ سے جنگ کر رہی ہیں، مگر وقت بہت قریب آ رہا ہے کہ ان کو بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ ”وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنْقَلِبَ يَنْقَلِبُونَ“ اور یہ ظلم کرنے والے عنقریب جان لیں گے کہ انہیں کون سے انجام کی طرف لوٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف محمد ﷺ کی حفاظت فرمائی بلکہ دین اسلام کی حفاظت بھی اللہ کے ذمے ہے اور یہ دشمنان دین کبھی بھی نور اسلام کو بجھانے میں بمحض اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے کبھی کامیاب نہ ہوں گے۔ ”يَرِيدُونَ لِيُطْفُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مَتَّمَ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهُ الْكَافِرُونَ“ (الصف)

۱۲ بارہویں نشانی: ”مجھے ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دیں گا۔“

”مجھے ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا جو کچھ باپ کا ہے، وہ سب میرا ہے، اس لئے میں نے کہا کہ وہ مجھ سے حاصل کرتا ہے اور تمہیں خبریں دے گا۔“ یہ بات بھی روح پر ہرگز صادق نہیں آتی، کیونکہ عیسایوں کا عقیدہ ہے کہ روح قدیم، غیر مخلوق اور قادر مطلق ہے اور کوئی کمال ایسا نہیں جو روح کو بالفعل حاصل نہ ہو، اس لئے ضروری ہے کہ وہ کسی سے خبر حاصل کرنے کا محتاج نہ ہو۔ یہ بات تو صرف ایسی شخصیت پر صادق آتی ہے جسے کمالات بتدریج حاصل ہوتے ہوں۔ اس سے پہلے اسے کسی بات کا علم نہ ہو وہ اُنی (ان پڑھ) ہو بعد میں اسے کوئی علم و حکمت سکھائے اور یہ بات صرف محمد رسول اللہ ﷺ پر ہی صادق آتی ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ ﷺ نے یہ فرمانے کے ساتھ ہی اس شبہ کو بھی دور فرمادیا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ آنے والا عیسیٰ ﷺ کا موقع ہے۔ چنانچہ آپ نے وضاحت فرمادی کہ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ ”وہ مجھے ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔“ مطلب بالکل واضح ہو گیا کہ جو چیز بھی فارقلیط کو حاصل ہو گی یا وہی ہو گا وہ انہیں ذرائع سے ہو گی جن ذرائع سے مجھے یہ باتیں حاصل

فارقلیط

ہوئیں۔ یعنی جو کچھ اس پر اللہ تعالیٰ نازل فرمائے گا، یوں سمجھو کہ میری طرف سے بھی وہی ہے یعنی میرا بھی اسی پر ایمان ہو گا کیونکہ اللہ کی رضا میں میری رضا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ اس کی شریعت کوئی نئی اور انوکھی چیز نہ ہوگی بلکہ اس کی شریعت پہلی شریعتوں کے مطابق ہوگی اور اس میں کوئی شبہ کی بات نہیں۔ قرآن کریم میں تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں شرک اور گمراہی پھیلنے کے بعد رسول اللہ تین طرح پر بھیجے گئے ہیں۔ اول وہ رسول جو اصحاب شرائع ہیں اور وہ پانچ ہیں۔ ① نوح بنی اللہ ② ابراہیم خلیل اللہ ③ موسیٰ کلیم اللہ ④ عیسیٰ روح اللہ ⑤ محمد رسول اللہ ﷺ۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

”شرع لكم من الدين ما وصى به نوح والذى او حينا اليك وما

وصينا به ابراہیم وموسى و عیسیٰ“ (۲۲-۱۳)

”اللہ نے تمہارے لئے وہ دین مقرر کیا جس کی تاکید نوح کو کی تھی اور جو (اے محمد ﷺ) ہم نے تیری طرف وحی کیا اور جس کی تاکید ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ ﷺ کو کی تھی۔“ لہذا اسی لئے حضرت عیسیٰ ﷺ نے اس بات کی ان الفاظ میں وضاحت فرمادی۔ نبی کی اطاعت فرض ہوتی ہے کیونکہ نبی دینی امور میں اپنی طرف سے کلام نہیں فرماتے، لہذا نبی کی بات وہی ہوتی ہے، جس بات کا نبی کو حکم ہوتا ہے، اسی طرح اللہ کی اور نبی کی بات ایک ہوتی ہے۔ مگر اکثریت اس بات سے شبہ میں پڑ جاتی ہے اور دونوں کی بات کو ایک سمجھتے ہوئے، لوگ دونوں کی ذات بھی ایک سمجھنے لگتے ہیں اور اسی طرح شرک اور شیعیت وغیرہ سے بکھیزوں میں پڑ جاتے ہیں جو کفر کی سب سے بڑی اور بری قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ وحدۃ لا شریک جی لا یکوت ہے اور انہیاء انسانوں میں سے منتخب لوگ ہوتے ہیں۔

⑬ تیر ہویں نشانی: ”وَتَمْهِيْس آَسَنْدَه کی خبریں دیگا۔“

فارقلیط کی ایک نشانی حضرت عیسیٰ ﷺ نے یہ بیان فرمائی کہ وہ آسندہ پیش

فلم قلبي بخط

152

آنے والے واقعات کی قبل از وقت پشین گوئی فرمائیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہبنتی کست کے دن روح نے نہ کوئی پشین گوئی فرمائی اور نہ کوئی آئندہ کی خبروں کے متعلق لوگوں کو مطلع کیا۔ البتہ پوس نے روح کے حوالے سے آئندہ کی صرف ایک خبر کا ذکر کیا ہے وہ بھی قرآن حکیم اور محمد ﷺ کے متعلق پشین گوئی پر فتح آتی ہے۔ جس کا ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں، اس کے برعکس یہ صفت محمد ﷺ کی ذات با برکات کا خاص خاصہ ہے۔ آپ نے لوگوں کو بے شمار آئندہ کی خبریں سنائیں۔ باطل کے متعدد مقامات سے ثابت ہے کہ جھوٹے نبی کی بتائی ہوئی خبریں غلط ثابت ہوں گی۔ اس کی تفصیل ہم گیارہویں نشانی میں کر چکے ہیں۔ اب دیکھئے محمد رسول اللہ ﷺ نے بے شمار آئندہ کی پشین گوئیاں فرمائیں جو صحیح ثابت ہو چکیں اور آپ کی سنائی ہوئی ایک خبر بھی غلط ثابت نہ ہوئی، کیونکہ آپ اللہ کے سچے رسول تھے اور وہ خبریں وحی رباني پر مشتمل تھیں۔ ان پشین گوئیوں کی فہرست کافی لمبی ہے، ہم اختصار کے پیش نظر چند ایک پشین گوئیوں کا ذکر کرتے ہیں۔

① سراقة اور کسری کے کنگن:-

اجرت کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے سر اقدس پر بے تحاشہ انعام رکھا گیا کہ جو کوئی محمد ﷺ کو پکڑ کر لائے یا اس کا سر لائے، اسے انعام و اکرام اور عزت سے نوازا جائے گا چنانچہ سراقة آپ کا پیچھا کرتے ہوئے قریب پہنچ جاتا ہے وہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قتل کے درپے ہے، سراقة بمعہ گھوڑے کے زمین میں ڈھنس گیا۔ سراقة نے توبہ کی اور امان چاہی۔ رحمت عالم ﷺ نے تبسم فرمایا اور سراقة کو امان عطا کرنے کے بعد فرمایا کہ ”کیف بک اذا لبست سوادی کسری“ ”اے سراقة! تیرا کیا حال ہو گا جب تو کسری کے کنگن پہنئے گا تو سراقة جسم جیرانگی سے اور تعجب سے سوال کرتا ہے کہ ”اکسری فارس“ کیا ایران کا کسری تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”ہلک کسری بعدہ و قیصر

لیه لکن ثم لا يكون قيصر بعده" (صحاب) کسری ہلاک ہو گیا اس کے بعد کسری نہ ہو گا، پھر کچھ دن بعد قیصر بھی یقیناً ہلاک ہو گا پھر اس کے بعد قیصر نہ ہو گا۔ ہجرت کے موقع پر سنائی گئی اس پشین گولی کا وقت خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رض کے دورِ خلافت میں پورا ہوا اور اسی واقعہ کو مدینہ کی مسجد میں اس طرح دیکھا گیا کہ وہی تاج جو سونے کی زنجیروں میں بندھا ہوا کچھ کلاہ ایران کے سر پر رکھا ہوا ہے۔ جواہر نگار کمر بند اس کی کمر سے بندھی ہوئی ہے۔ زیور یعنی کلگن کلائیوں میں پہنے ہوئے ہیں اور اس وقت کی پر پا اور ایران کا بادشاہ کتنی پستی کے لحاظ میں کہہ رہا تھا کہ "سراقہ ہاتھ اٹھا اور بول اللہ اکبر، اسی کیلئے ساری ستائش ہے جس نے کسری سے چھینا اور مالک بدود کے بیٹے اس سراقہ کو پہنایا جو بنی مدح کے گنواروں کا گنوار ہے۔ سیدنا فاروق اعظم بھی ساتھ اللہ اکبر، اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے جاتے تھے۔

۲) جہاد اور فتح قسطنطینیہ کی پشین گولی:-

فرمایا حضور صادق المصدوق علیہ السلام نے "قال ناس من امتی عرضو علی غزاه فی سبیل الله كما قال فی الاول قالت فقلت يا رسول الله ادع الله ان يجعلنی من هم قال انت من الاولین فركبت البحر فی زمان معاویة بن ابی سفیان فصرعت عن دابتها حين خرجت من البحر فهلقت" فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ میری امت کے کچھ لوگ جو اللہ کی راہ میں جہاد کو جا رہے تھے، اسی طرح مجھے دکھائے گئے جیسے پہلے بیان ہوا۔ (یعنی بحری بیڑوں پر بحری فوج موجودہ زمانہ میں اسے "نیوی" کہتے ہیں۔) جیسے بادشاہ تختوں پر سوار، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ السلام، اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو ان میں شریک کرے، آپ نے فرمایا تو پہلے لوگوں میں شریک ہو چکی۔ حضرت معاویہ رض کی خلافت میں ایسا ہوا کہ ام حرام اپنے خاوند عبادہ رض کے ساتھ سمندر میں سوار ہوئیں۔ یہ پہلا

فتولیط

154

جہاد تھا، روم کے نصاریٰ پر اور جب وہ سمندر سے اتریں تو جانور سے گر کر وفات پائی۔ (بخاری کتاب الجہاد والسیر صفحہ ۶۷)

یاد رہے کہ یہ پہلی اسلامی فوج تھی جس کی پیشین گوئی محمد ﷺ نے فرمائی اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ”اول جیش من امتی یغزون البحر قد اوجبو“ یعنی میری امت کی پہلی فوج جو بحری جہاد کریگی، اس پر جنت واجب ہو گئی۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے فتح قسطنطینیہ کی پیشین گوئی ان الفاظ میں فرمائی۔ ”ففتحن قسطنطینیہ النعلم الامیرا مراها النعلم الجیش جیشها“

یعنی قسطنطینیہ فتح کرنے والے لشکر کا امیر کیا بہترین امیر اور اس کے لشکری کیسے بہترین لشکری ہیں، یہ دونوں پیشین گویاں تقریباً سبھی کتب احادیث میں موجود ہیں۔ دیکھئے۔ تیسرالباری شرح صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر صفحہ ۶۷، صحیح مسلم کتاب الامارات موطا امام مالک کتاب الجہاد، جامع ترمذی کتاب الجہاد، سنن ابن ماجہ، ابو داؤد وغیرہ۔ آپ ﷺ کی یہ پیشین گوئی حضرت عثمان بن عٹا کے دور خلافت میں پوری ہوئی۔ حضرت امیر معاویہ بن عٹا کے دور خلافت میں کئی حملے ہوئے، ایک لشکر میں حضرت ابو ایوب النصاری بن عٹا نے بڑھاپے میں محض اس وجہ سے شرکت فرمائی کہ نبی کریم ﷺ نے مجاہدین قسطنطینیہ کو دنیا میں جنت کی بشارت سنائی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ایوب النصاری بن عٹا نے ہیضہ کی مرض میں قسطنطینیہ پہنچ کر وفات پائی اور وفات سے پہلے امیر لشکر کو وصیت فرمائی کہ مجھے دشمن کی سرحد میں جتنا دور لے جاسکتے ہو، جا کر دفن کرنا تاکہ قیامت کے دن قسطنطینیہ سے اٹھایا جاؤ۔ چنانچہ آپ کا مزار آج بھی استنبول میں ہے اور سیاحوں کے لئے مرکز خاص ہے۔ آخر کار محمد بن عثمان فاتح کے ہاتھ پر قسطنطینیہ فتح ہوا۔ جس کی پیشین گوئی حضور صادق المصدوق علیہ السلام نے مدت مدید پہلے سنائی تھی۔

۲
فتح مکہ کی پیشین گوئی:-

اہل مکہ نبی ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے سخت دشمن تھے۔ انہوں نے اسلام کے ملیا میٹ کرنے میں ہر ممکن کوشش کی اور ان کی عداوت ایسی سخت اور مسلسل تھی کہ کوئی وجہ قیاس کرنے کی نہ پائی جاتی تھی کہ یہی لوگ ایک دن اسلام کے خادم اور مسلمانوں کے بھائی بندے بن جائیں گے اور یہی لوگ نبی محمد ﷺ کے فدائی ہونگے اور یہی بھر کمزور مسلمان جو ظلم و ستم سے تجھ آ کر دیار غیر میں ہجرت کر رہے ہیں، بہت ہی جلد فاتح مکہ کی حیثیت سے لوٹیں گے۔ مگر قرآن حکیم نے پہلے ہی پیشیں گوئی فرمادی تھی۔ ”ولتعلمن نباہ بعد حین“، یعنی وہ اسلام کی صداقت کو کچھ عرصہ بعد دیکھ لیں گے۔ چنانچہ یہ پیشیں گوئی بھی فرمادی ”لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله امنين مخلقين رؤسكم و مقصرين لا تخافون“

() ان شاء اللہ تم مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے اس طرح تم میں سے بعض نے اپنے سر منڈائے ہونگے بعض نے بال چھوٹے کردائے ہون گے اور تمہیں کوئی خوف نہ ہوگا۔ ”چنانچہ اس پیشیں گوئی کا ظہور آپ ﷺ کی مبارک زندگی میں ہی ہو گا اور سب اہل مکہ مسلمان ہوئے۔ چنانچہ آپ ﷺ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ ہجرت کے دسویں سال مکہ میں فاتحانہ حیثیت سے داخل ہوئے۔ ٹھیک اسی طرح جیسے قرآن نے پیشیں گوئی فرمائی تھی۔ اور اس کا ذکر باہل میں بھی ہے۔

۳۔ اہل روم کے غالب آنے کی پیشیں گوئی:-

”الْمَغْلَبُ الرُّومُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُوَ مِنْ بَعْدِ غَلْبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ فِي بَضْعِ سَنِينَ اللَّهُ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلٍ وَمِنْ بَعْدٍ وَيَوْمَئذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ، وَعَدَ اللَّهُ لَا يَخْلُفُ اللَّهُ وَعْدُهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَفَلُونَ“ (۳۰-۳۱ آیات)

”ال، لام، م۔ اہل روم قریب ترین زمین (یعنی ارض عرب) میں مغلوب ہو

فہرست قلیظا

156

گئے اور اس مغلوب ہونے کے بعد عنقریب (اہل فارس پر) غالب آ جائیں گے چند (یعنی تین سے نو) ہی سالوں میں اللہ کے ہاتھ میں ہیں کام پہلے اور پچھلے اور اس دن مسلمان اللہ کی مدد کی وجہ سے خوش ہونگے، اللہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ زبردست اور مہربان ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ ”دنیاوی زندگی کے ظاہر کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے غافل ہیں۔ چنانچہ اس پیشین گوئی کو پورا ہوتے چشم فلک نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رومی لوگ ٹکست کے صرف سات سال بعد ایرانیوں پر غالب آ گئے جس کی پیشین گوئی محمد رسول اللہ ﷺ نے قبل از وقت فرمائی تھی حالانکہ اس وقت یہ بات سب کی نظر میں ناقابلِ یقین تھی۔

مسجد نبوی کی توسعہ کے متعلق پیشین گوئی:-

حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا حضور صادق المصدق علیہ السلام نے ”ایک وقت آئے گا کہ مسجد نبوی کی حدود جنت البقع سے مل جائیں گی۔“ سنن دا لے حیران تھے کہ چند گز کی مسجد میلوں پر محیط کیونکر ہو سکتی ہے۔ مگر انہیں یقین تھا کہ فرمان رسول کبھی غلط نہیں ہو سکتا ایک دن ایسا آ کر ہی رہے گا کہ اس کی حدیں جنت البقع سے جا ملیں گی۔ مگر باوجود اس کے عبادت کرنے والوں کی کثرت کے سبب اتنی وسیع و عریض اور میلوں پر محیط مسجد بھی تنگی دامان کا ٹکوہ کریگی۔ آج دیکھنے والے یہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ آج مسجد نبوی کی حدود جنت البقع سے ملی ہوئی ہیں۔ علاوہ ازیں حدیث مبارکہ میں متعدد پیشین گویاں موجود ہیں جو صحیح ثابت ہو چکیں۔ مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی پیشین گوئی، شام جائے امن کی پیشین گوئی، فتنے عراق سے اٹھیں گے، مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے سبب صلح ہو گی۔ قرب قیامت کی پیشین گویاں جو بعضہ پوری ہو چکیں اور کچھ وقت کے ساتھ ساتھ پوری ہو گی۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیشین

گوئی، فتنہ دجال کی پشین گوئی، قوم یا جوں ماجون کی پشین گوئی وغیرہ۔ آخر میں قرآن حکیم میں موجود پشین گوئیوں کے چند حوالے دیتے جاتے ہیں۔

البقرة ۲۳، ۲۲، ۲۲، ۲۲، ۱۳۹، ۱۲، ۱۱، النساء ۸۳، المائدہ ۵۳، ۶۷،
الانفال ۳۷، ۳۷ تا ۳۰ تا ۵۹، ۳۰ تا ۶۲، التوبہ ۱۳، ۲۸، ۱۵، ۱۳، ۳۳، ۳۹، ۵۷، ۵۲، ۱۰۱،
الرعد ۴۳، الحجر ۹، النحل ۳۱، بنی اسرائیل ۸، النور ۵۵، الہمل ۹۳، القصص ۸۵، الروم ۱
تا ۲۱، السجدة ۵۳، ۲۱، الصفت ۱۷، ۱۷۵، محمد ۷ تا ۱۰، ۳۵، لفظ ۲۱، ۲۸، الطور
۲۸، القمر ۳۵، المجادلة ۲۰، ۲۱، القاف ۸، ۹، ۱۶، القلم ۱۶، العلق ۱۵، ۱۸۔

⑬ چودھویں نشانی: ”تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا“:-

فارقلیط کے متعلق یہ پشین گوئی اور نشانی بھی بیان فرمائی گئی ہے وہ یعنی فارقلیط تم کو سیدھی راہ دکھائے گا۔ یا سچائی کی حقیقی روح مطلب صراط مستقیم، الہذا یہ جملہ اور نشانی بھی روح کے متعلق ہرگز صادق نہیں آتی، کیونکہ اس روح نے کسی کو کوئی راہ نہ دکھائی۔ اس کے برعکس محمد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اللہ کا پسندیدہ دین عطا فرمایا اور صراط ابلیس سے بچا کر صراط مستقیم پر چلا�ا اور اب قیامت تک کے لئے ایک ہی شاہراہ جنت یعنی دین اسلام ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ ”والذی جاء بالصدق“ محمد ﷺ جو ساری سچائی لے کر آیا ہے۔

سچائی کی راہ یا صراط مستقیم: -

سچائی کی راہ یا صراط مستقیم حضرت نوح ﷺ کے زمانے سے لیکر ایک ہے۔ اسی بات کی دعوت ابراہیم ﷺ نے دی، اسی بات کی دعوت حضرت موسیٰ اور عیسیٰ ﷺ نے دی اور تمام انبیاء کی ایک ہی دعوت اور ایک ہی راہ ہے اور یقیناً تمام انبیاء نے جو راہ بتائی ہے وہ ہی حقیقی سچائی کی راہ اور راہ نجات ہے۔ مثلاً خداوند ہی خدا ہے اور اس کے سوا کوئی ہے ہی نہیں۔ (استثناء ۳۵-۳۵) ”میں ہی اول اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔“ (یسوعیاہ ۲۳-۲۷)

”میرے آگے تو اور معبودوں کو نہ ماننا تو اپنے لئے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے تو ان کے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ ان کی عبادت کرنا کیونکہ میں تیرا خداوند غیور ہوں..... ① اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا..... ② تو خون نہ کرنا ③ تازنا نہ کرنا ④ تو چوری نہ کرنا ⑤ تو اپنے پڑوی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا ⑥ تو اپنے پڑوی کی بیوی کا لائق نہ کرنا (استثناء ۵-۶ تا ۲۰) ⑦ نسل کشی خدا کو ناپسند ہے (یعنی اولاد کا قتل) (پیدائش ۳۸-۱۰) ⑧ تم خداوندوں کے ساتھ خون نہ کھانا (پیدائش ۹-۵) ⑨ اور تم اپنے بدن کی کھلوٹی کا ختنہ کیا کرنا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو، اسے اپنے لوگوں میں سے کاث ڈالا جائے کیونکہ اس نے میرا عہد توڑا۔“ (پیدائش ۱۱-۱۷ تا ۱۲) ⑩ تم کسی بیوہ یا بیتیم لڑکے کو دکھنے دینا (خروج ۲۲-۲۳) ⑪ درندوں کے پھاڑے ہوئے جانور کا گوشت جو میدان میں پڑا ہوا ملے، مت کھانا (خروج ۲۲-۲۱) یعنی مردار نہ کھانا ⑫ انصاف کا خون نہ کرنا (خروج ۲۳-۲۷) ⑬ رشوت نہ لینا (خروج ۹-۲۳) ⑭ اور سور کا گوشت نہ کھانا (احباد ۸-۱۱) ⑮ میں سے بصارت جاتی رہتی ہے (ہوسیع ۱۱-۲) یعنی شراب نہ پینا ⑯ سود کی ممانعت (احباد ۲۵-۲۵ تا ۳۵)

ان سب باتوں کی تصدیق حضرت عیسیٰ ﷺ نے بھی فرمائی، چنانچہ جب آپ سے سوال کیا گیا کہ سب حکموں سے اول حکم کون سا ہے تو آپ نے فرمایا کہ ”اول یہ ہے کہ اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے۔“ چنانچہ باقی سب باتوں کی تصدیق آپ نے اس طرح فرمائی کہ ”یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں جب تک آسمان اور زمین مل نہ جائیں ایک نقطہ یا شوشہ توریت سے ہرگز نہ ملے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے پس جو کوئی

ان چھوٹے سے چھوٹا حکموں میں سے کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جوان پر عمل کریگا اور ان کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔” (متی ۵-۱۹، ۲۰) مگر یہود و نصاریٰ نے سچائی کی اس راہ کو چھوڑ دیا اور سب سے اول حکم یعنی توحید کی بھی پر اہ نہ کی اور عیسایوں نے حدود اللہ کی پامالی میں کوئی کسر نہ چھوڑی، توحید کو بھی تسلیث میں بدل دیا اور صراط مستقیم یعنی سچائی کی راہ سے ہٹ کر صراط ابلیس یعنی شیطان کی راہ پر چل نکلے اور بالکل گمراہ ہو گئے۔ اسی لئے عیسیٰ علیہ السلام نے اس پیشین گوئی میں یہ نشانی بھی بیان فرمائی کہ وہ فارقلیط تم کو سچائی کی راہ دکھائے گا۔ چنانچہ محمد رسول اللہ ﷺ پوری سچائی لے کر آئے اور لوگوں کو سچائی کی راہ یعنی صراط مستقیم پر چلنے کی دعوت دی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

”قُلْ تَعَالَوَا إِلَوْ مَا حَرَمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمُ الْأَتْشِرُ كَوَا بِهِ شِينَا وَبِالوَالَّدِينِ
إِحْسَانًا وَلَا تَقْتِلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ أَمْلَاقِ نَحْنُ نُرْزِقُكُمْ وَإِيَاهُمْ وَلَا تَقْرِبُوا
الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتِلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ الَّذِي
وَصَكْمَ بِهِ لِعْلَكُمْ تَعْقِلُونَ وَلَا تَقْرِبُوا مَالَ الْيَتِيمِ الَّذِي
يُلْعَنُ أَشَدُهُ أَوْ فَوْا الْكِيلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نَكْلُفَ اللَّهَ نَفْسًا إِلَّا وَسَعَهَا وَإِذَا
قُلْتُمْ فَاعْدُلُو وَلَوْ كَانَ ذِي قُرْبَى وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْ فَوْا ذَالِكَمْ بِهِ لِعْلَكُمْ تَذَكَّرُونَ“
(الانعام-۱۵۱ تا ۱۵۳)

کہہ دیجئے (اے محمد ﷺ) آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں تمہارے رب نے تم پر کیا کچھ حرام کیا ہے (اور وہ باتیں یہ ہیں) ① اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ نہیں کرنا۔ ② اپنے والدین سے اچھا سلوک کرو۔ ③ اور مغلی کے ذر سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو (کیونکہ) ہم ہی تمہیں رزق دیتے ہیں تو ان کو بھی ضرور دیں گے۔ ④ اور بے حیائی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ یہ ظاہر ہوں یا چھپی۔ ⑤ اور جس جان

فَلَمْ يُكِنْهَا

160

کے قتل کو اللہ نے حرام کیا اسے قتل نہ کرو مگر یہ کہ حق کے ساتھ، ان باتوں کا اللہ نے تمہیں حکم دیا شاید کہ تم سمجھو۔ ⑥ اور یہ کہ ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا پورا دو، ہم کسی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ ⑦ اور جب گواہی دو تو انصاف سے دو، خواہ بات تمہارے کسی قریبی رشتہ دار کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ ⑧ اور یہ کہ اللہ کے عہد کو پورا کرو یہ باتیں ہیں جن کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے شاید کہ تم نصیحت قبول کرو۔ ⑨ وَ لَا تَقْرِبُوا الزَّنَاء اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ۔ ⑩

حُرُمَتٌ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخَنْزِيرِ وَمَا أَهْلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ
وَالْمُوْقُوذَةُ وَالْمُتَرْدِيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكْلَ السَّبْعُ إِلَّا مَا ذَكَرْتُمْ وَمَا ذَبَحْتُ عَلَى
النَّصْبِ (۳-۵) تم پر یہ چیزیں حرام کر دی گئی ہیں۔ ⑪ بہتا ہوا خون ⑫ سور کا
گوشت ⑬ غیر اللہ کی قربانی ⑭ نیزوہ جانور جو گلا گھٹ کر یا بلندی سے گر کر چوٹ
کھا کر سینگ کی ضرب سے مر گیا ہو اور جسے کسی درندے نے چھاڑا مگر یہ کہ تم اسے
(مرنے سے پہلے) ذبح کر لو نیز آستانے کا ذبیحہ وغیرہ ⑮ يَا إِيَّاهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا
الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ
لَعْلَكُمْ تَتَقَوَّنُ (المائدة ۹۰-۵) مسلمانو! شراب خوری ⑯ جوئے بازی ⑰ بت
پرستی ⑱ اور (تیروں سے) تقسیم پلیدی اور شیطانی کام ہیں لہذا تم ان سے بچتے رہو
تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ ⑲ وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطِعُوْا إِيْدِيهِمَا جَزْأَءٌ بِمَا
كَسَبُوكُمْ لَا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ (المائدة ۳۸-۵) چور مرد ہو یا عورت ان
کے دامنے ہاتھ ان کے اعمال کے بد لے میں کاٹ دیا کرو۔ یہ سزا اللہ کی طرف سے
مقرر ہے اور اللہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔ ⑲ يَا إِيَّاهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ
وَذُرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَوَا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا فَإِذْنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ وَإِنْ تَبْتَمِنْ فَلَكُمُ رُؤْسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تُظْلَمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ (آل عمران ۲۷۹-
۲۸۰) مسلمانوں تم اللہ سے ڈرتے رہو اور بقايا سود کا چھوڑ دو۔ اگر تم مومن ہو پھر

فہرست محتوا

اگر نہ چھوڑو سو دتو اللہ اور اس کے رسول کی لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر باز آؤ تو تمہارے اصل مال تم کو مل جائیں گے، نہ ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم ہو گا۔ ۲۱ ولا تأكلوا اموالکم بینکم بالباطل (۱۸۸-۲) اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے (رشوت وغیر) سے مت کھانا، ہر وہ شخص جس کی آنکھوں پر تعصّب کی عینک نہ ہو، صاف دیکھ سکتا ہے کہ حضرت نوح، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ ﷺ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے پیش کردہ بنیادی عقائد (بابل نگاروں کی نوازش سے غیر واضح اور مبہم انداز میں ہی سہی) حیرت انگیز مطابقت رکھتے ہیں۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دونوں ایک ہی ساز سے پھونٹنے والے دونوں ہوں اور ایک ہی مصور کے ہاتھ کی بنائی ہوئی دو تصویریں ہوں۔ قرآن حکیم نے کتنی سچی بات ارشاد فرمائی ہے کہ ”كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً“ (۲۱۳-۲) لوگ ایک ہی امت تھے۔ ”وَمَا اخْتَلَفُ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاتَهُمُ الْبَيِّنَاتُ بِغَيْرِ بَيِّنَهُمْ“ (۲۱۳-۲) اختلاف تو ان میں واضح احکام و دلائل کے باوجود باہمی ضد اور عداوت سے پیدا ہوئے۔ بہر حال مذکورہ تمام باتوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعے محمد ﷺ کی زبان سے یہ اعلان فرمایا کہ ”وَإِنْ هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَبْعُدُوا السَّبِيلَ فَتَفَرَّقُ بَعْضُكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَالِكُ وَصَمَمْ بِهِ لِعُكْمٍ تَتَقَوَّنُ“ (الانعام ۶-۱۵۲) اور یہ کہ یہی میری سیدھی راہ ہے لہذا اسی پر چلتے رہو اور دوسری راہوں کے پیچھے نہ جاؤ ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اللہ نے تمہیں انہیں باتوں کا حکم دیا ہے تاکہ تم فتح جاؤ اور جگہ جگہ تنبیہ فرمائی۔ ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ امْنَوْا ادْخُلُوا فِي الْسَّلَمِ كَافِةً وَلَا تَبْعُدُوا خُطُواتَ الشَّيْطَنِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌ مُّبِينٌ“ (۲۰۸-۲) اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کی ابتداع نہ کرو کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا کہ ”إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تَنْهَوْنَ عَنْهُ نَكْفُرُ عَنْكُمْ سِيَّاتُكُمْ وَنَدْخُلُكُمْ مَدْخَلًا“

فہرست محتوا

162

کریما،" (النساء-۳۱) جن کاموں سے تم کو منع کیا جاتا ہے ان میں اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے تو اللہ تمہارے چھوٹے چھوٹے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو عزت کے مقام میں داخل کریگا۔ قرآن حکیم نے یہ دعویٰ کہیں نہیں کیا کہ میں ایک نئی اور مختلف تعلیم لایا ہوں بلکہ قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر بڑی وضاحت سے فرمایا کہ تمام انبیاء کا مقصد لوگوں تک دعوت توحید ایک ہی دین یعنی سچائی کی راہ سیدھا مستقیم رستہ دکھانا تھا اور یہ رستہ روز اول سے ہی ایک ہے۔ لہذا قرآن کا آنا اصل دین الہی کے ظاہر کرنے اور کفر و شرک، تسلیم پرستی، کفارہ، بت پرستی، اور جو صراط مستقیم کے مخالف شیطانی رستے بن کر آئے، ان کی جزا کاٹ کر دینداری اور خالص توحید کی بنیاد لگانا ہے۔ یہی مقصد تھا، جناب مسیح کا کہ وہ تمہیں سچائی کی راہ دکھائے گا چنانچہ آپ ﷺ نے اہل کتاب کو سچائی کی راہ دکھائی اور انہیں دعوت دی جیسا کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا كَمْلَةً سُوَّا إِبْرَاهِيمَ بَنِ إِبْرَاهِيمَ وَبَنِ نُوحٍ وَلَا تَنْشُرُوا شَيْئًا وَلَا يَتَخَذُ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوْلُوا أَشْهَدُ وَبَانًا مُسْلِمُونَ" (۲۳-۳) آپ ان سے کہئے اے اہل کتاب! اس بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں تسلیم شدہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ کسی کو اس کا شریک بنائیں اور نہ ہی ہم میں سے کوئی اللہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو رب بنائے اگر وہ منہ موڑیں تو ان سے کہئے گواہ رہو کہ ہم اس کے فرمانبردار ہیں۔

سچائی کی راہ دکھائے گا، سے یہ مراد بھی ہے۔ یہود بخخت تھے کہ انہوں عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کر دیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میرے پاؤں کو بھی ٹھیس نہ پہنچیں گی اس اشتباہ کے پیش نظر سچائی رکھانا مقصد کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور یہود انہوں مصلوب نہ کر سکے اور انبیاء کی صحیح تعلیمات کو بھی واضح کرنا مقصد ہے۔

”قد جائیکم من اللہ نور و کتب مبین یہدی به اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلم و بخراجهم من الظلمت الی النور باذنه و یہدیہم الی صراط مستقیم“ (۱۶، ۱۵-۵) بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور واضح کتاب آچکی ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنی رضا پر چلنے والوں کو سلامتی کے راستے دکھاتا ہے اور انہیں اپنے حکم سے انہیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور ان کو سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

پندرہویں نشانی: ”وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔“ ⑯

وہ میرا جلال ظاہر کریگا اور کیتوںکا باسل کے مطابق وہ میری گواہی دے گا۔ چنانچہ یہودی آپ کو برا بھلا کہتے نہ تھکتے تھے اور نعوذ باللہ آپ کو ولد الزنا مُحْبَرَۃَ اور آپ کی تحیر کرتے اور انہیں اللہ تعالیٰ کا سچا پیغمبر نہ مانتے اور کہتے ہم نے اسے مصلوب کر دیا ہے اور عیسایوں نے بھی عیسیٰ ﷺ کی محبت اور یہود کی مخالفت میں عیسیٰ ﷺ کو درجہ الوہیت تک پہنچا دیا، ان کی عبادت کرتے اور انہیں اللہ کا بیٹا بنا لیا۔ عقیدہ کفارہ جیسے کفریہ عقائد گھر لئے اور عیسیٰ ﷺ کو مردود، حقیر رنج کا آشنا اور نعوذ باللہ العفتی تک بنا ڈالا۔ (یسوعیاہ ۳-۵۲، و گلتوں ۳-۱۳) اس کے برعکس حضور صادق المصدق علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ ﷺ کی ان تمام باتوں سے برأت کی شہادت دیکر ان کی عفت و عصمت اور ان کی بزرگی بیان فرمایا کہ وہ ہرگز ایسے نہ تھے جیسے یہود و نصاریٰ نے انہیں بنا دیا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے، بڑے ہی محترم اور نہایت بڑی برگزیدہ یہودی ان کی توہین ہرگز نہ کر سکے۔ اللہ نے مسیح کی شکل کو بدل دیا اور وہ یہوداہ کو مسیح سمجھ کر گرفتار کر کے لے گئے اور اسے مصلوب کر دیا۔ اللہ نے مسیح کی توہین ہرگز نہ ہونے دی اور نہ اللہ نے مسیح کو چھوڑا بلکہ اسے زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا اور پھر تبیٰ علیہ السلام کے جلال کو اس طرح بیان فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

لیس بینی و بینه نبی یعنی وانہ نازل فاذا رایتموہ فاعر فوار جل
مربوع الی الحمرا والبیاض بین ممصرتین کان راسہ یقطروان لم یصبه
بلل فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع
الجزیة و یهلك الله فی زمانہ المل کلها الا الاسلام و یهلك المسيح
الدجال فیمکث فی الارض أربعین سنة ثم یتوفی فیصلی علیه
المسلموں ” (رواہ ابو داؤد کتاب الفتن باب خروج دجال ۳۵-۳۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے اور
عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی عرصہ میں کوئی دوسرا نبی نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام (آسمان) سے نازل
ہونگے لہذا جب انہیں دیکھو تو (درج ذیل علامتوں سے) انہیں پہچانا، ان کا قد
متوسط ہو گا اور ان کا رنگ سرخی اور سفیدی کے درمیان ہو گا۔ وہ زرد رنگ کے
کپڑے پہنے ہونگے، ان کے سر کے بال ایسے ہونگے گویا ابھی ان سے پانی پکنے
والا ہے حالانکہ وہ ترنہ ہوں گے لوگوں سے جہاد کریں گے تاکہ لوگ اسلام قبول کر
لیں۔ صلیب کو توڑ دیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے۔ جزیہ موقوف کر دیں گے۔ اللہ
تعالیٰ ان کے عهد میں اسلام کے علاوہ باقی تمام مذاہب کو مٹا دے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کا نے دجال کو بھی ہلاک کر دیں گے آپ کی حکومت چالیس سال تک رہے گی۔ پھر
وہ وفات پائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ یہی مراد تھی حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی کہ فارقلیط میرا جلال ظاہر کریگا۔ جسے حضور صادق المصدق خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب ظاہر فرمایا کہ وہ چالیس سال تک حکومت کریں گے۔ دجال ملعون کا قتل
کریں گے۔ مشرکوں اور کافروں سے جنگ فرمائیں گے۔ صلیب توڑ دیں گے یعنی ایک
اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کا حکم دیں گے۔ خنزیر قتل کر دیں گے۔ یعنی عیسائیوں
نے جو سور کا گوشت حلال سمجھ رکھا ہے، اسے حرام قرار دیں گے اور چالیس سال تک
حکومت فرمائیں گے۔ اور ان کے دور حکومت میں تمام مذاہب باطلہ مٹ جائیں

گے اور دنیا بھر میں صرف ایک ہی مذہب اسلام ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے جلال سے یہی مراد ہے اور اسے دنیا پر قبل از وقت ظاہر فرمایا خاتم النبین محمد رسول اللہ علیہ السلام نے۔

پادری صاحب کا اعتراض:-

”وہ میرا جلال ظاہر کریگا“ اس جملے کے تحت پادری صاحب لکھتے ہیں کہ ”پس ہم کہہ سکتے ہیں کہ فارقلیط کا حضور مسیح کو جلال دینے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ آپ کی بے پدر پیدائش اور اولوالعزم نبی ہونے کی تصدیق کرے بلکہ یہ کہ وہ آپ کے نجات بخش کا یعنی نوع انسانی کے لئے آپ کی تصلیب موت اور قیامت کے اسرار و رمز حواریں پر کھولے گا اور یہی کچھ فارقلیط نے کیا۔“ پادری صاحب نے جلال کی من چاہی تفسیر کی ہے اور پھر اس تفسیر کا مصدقہ ”فارقلیط“ بزعم خود روح القدس کو قرار دیا مگر اس روح القدس نے حضرت مسیح کی تصلیب موت اور قیامت کی بابت جو اسرار و رمز حواریوں پر کھولے تھے، پادری صاحب ان کو نقل کرنے سے یا پھر ان کا حوالہ دینے سے بھی قاصر رہے۔ کیا ہی اچھا ہوتا موصوف انہیں نقل کر دیتے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا اور آپ ایسا کر بھی نہیں سکتے کیونکہ ”روح القدس“ میں نزول کے وقت اپنی زبان مبارک سے ایک لفظ بھی نہیں فرمایا اس لیے موصوف کے خیالی اسرار و رمز ہلا دلیل ہیں اور بلا دلیل بات کی صداقت تو کجا وہ تو قابل سماعت ہی نہیں ہوتی (۱۔ یہ مختصر ۱۹-۵)۔ پادری صاحب نے نے گناہ، راستبازی، عدالت، جلال ان چاروں الفاظ کی تفسیر کفارہ مسیح سے کی ہے۔ یعنی پادری صاحب پھر عقیدہ کفارہ کو گھسیر لائے۔ اس کی ہم وضاحت کر چکے۔ رہی بات روح القدس نے ایسی کوئی تصدیق کی یہ ایک من گھڑت مفروضہ ہے جیسے تسلیث اور کفارہ من گھڑت ہے۔ کیا پادری صاحب روح القدس نے تصلیب مسیح کی کہانی سنائی اور باطل میں روح القدس کی زبانی ایسی کوئی کہانی ہے.....؟

فارقلیط

166

”جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی نہ اسے دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے“

پادری صاحب نے اس جملہ میں کتر پونٹ کر کے یوں لکھا ہے۔

”دنیا اسے حاصل نہیں کر سکتی نہ دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے“ (فارقلیط، ص ۳۷)۔ اس کا سیدھا سادھا مطلب یہ ہے کہ اس وقت کی دنیا میں عیسیٰ کو نہ جانا اور نہ مانا بلکہ ان کی تحریر کی گئی اور حواری عیسیٰ پر ایمان لائے لہذا آپ نے یہ فرمایا ”دنیا اسے حاصل نہیں کر سکتی“، یعنی جو مجھ پر ایمان نہیں لاتے وہ احمد پر بھی ایمان نہیں لائیں گے کیونکہ نہ دیکھتے ہیں نہ جانتے ہیں پھر حواریوں کے بارے میں فرمایا ”تم سے جانتے ہو“، یعنی ایمان سے جانتے ہو اور اس پر ایمان بھی لاوے گے کیونکہ تم نے مجھے جانا اور مجھ پر ایمان لائے۔ ان الفاظ کے بعد آپ نے دیکھنے کا ذکر نہیں فرمایا۔ اس جملہ کے تحت پادری صاحب نے جو اعتراض کیے ہیں ان کا جواب تیری نشانی میں دیا گیا ہے۔

۱۶ سولہویں نشانی: ”دنیا کا سردار اور پائل یعنی سید العالمین ﷺ“:-

”اور اب میں تم سے اس کے ہونے سے بیشتر کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم یقین کرو اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔“ (یوحنا ۱۳:۲۹-۳۱)

فارقلیط کی ایک نشانی عیسیٰ ﷺ نے یہ بیان فرمائی کہ وہ دنیا کا سردار ہو گا۔ حضرت مسیح کے الفاظ یہ ہیں کہ ”دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں عیسائیت کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ خدا، پیٹا، روح القدس کا جلال، قدرت، فیومیت برابر کی ہے۔ اور اس پیشمن گوئی میں حضرت مسیح ﷺ اس بزرگوار کی آمد کی خبر دیتے ہیں جن کی صفات عالیہ میں سے مسیح کو کوئی خصوصیت حاصل نہیں اور اسی لئے وہ جہان کا سردار ہے۔ جہان کا سردار ترجمہ ہے، سردار عالم کا جو نبی کریم ﷺ کا علم ہے اور ترجمہ ہے۔ سید ولد آدم کا جو حضور صادق المصدوق ؑ کا الہامی خطاب ہے۔

شah اسماعیل شہید اللہ تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں کہ ”سید کے دو معنی ہیں۔
 ① مختار کل جو کسی کا ملکوم نہ ہو، آپ جو چاہئے کرے، یہ شان رب تعالیٰ کی ہے۔
 اس معنی کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی سید (سردار) نہیں۔ ② پہلے حاکموں کا
 حاکم اس کے پاس آئے اور پھر اس کی زبانی دوسروں تک پہنچے، جیسے چوبدری،
 زمیندار۔ اس معنی کے لحاظ سے ہر نبی اپنی امت کا سردار ہے۔ ہر امام اپنے ہم عصر
 لوگوں کا، ہر مجتہد اپنے ماننے والوں کا، ہر بزرگ اپنے عقیدت مندوں کا اور ہر عالم
 اپنے شاگردوں کا سردار ہے۔ یہ بڑے بڑے حضرات پہلے حکم پر خود عامل ہوتے
 ہیں پھر اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں، پڑھاتے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمارے محبوب نبی
 ﷺ تمام جہان کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ کا مرتبہ سب سے بڑا
 ہے۔ آپ سب سے زیادہ احکام شرعیہ کے پابند تھے اور اللہ تعالیٰ کا دین سیکھنے میں
 لوگ آپ ہی کے محتاج ہیں۔ اس معنی کے لحاظ سے آپ کو سارے جہان کا سردار کہا
 جاتا ہے۔“

چنانچہ دنیا میں بھی آپ کو سرداری کا مرتبہ حاصل ہوا کہ نبوت آپ ﷺ پر ختم
 ہو گئی اور آپ کی بعثت کے وقت سابقہ انبیاء بھی موجود ہوتے تو وہ بھی آپ کی
 اتباع اور تابعی کرتے۔ اور آخرت کی سرداری بھی محض آپ ﷺ کے لئے ہی
 مخصوص ہے۔ قیامت کے روز بھی سارے انبیاء آپ ہی کے جھنڈے تکے جمع
 ہونگے یعنی دنیا و آخرت کی سرداری آپ ﷺ کی ذات بابرکات کا ہی خاص خاصہ
 ہے۔ برا ہو مذہبی پیشوائیت اور چاہ و حشم کے مفادات کا جو دیدہ و دانستہ کہ تمان حق
 تحریف لفظی و معنوی کے علاوہ دور اذکار تاویلیں پیش کرتے اور حق کی قبولیت میں
 رکاوٹ ڈالنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”قل يَا أَهْل
 الْكِتَاب لَم تَكُفُّرُونَ بِأَيْمَانِ اللَّهِ وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَى مَا تَعْمَلُونَ، قَلْ يَا أَهْل
 الْكِتَاب لَم تَصْدُرُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مِنْ أَمْنٍ تَبْغُونَهَا عَوْجًا وَإِنْتُمْ شَهِيدُوْا عَوْجًا وَمَا

الله بعاقل عما تعلمون،" (٩٨-٩٩)

آپ ان اہل کتاب سے کہئے کہ تم اللہ کی آیات کا کیوں انکار کرتے ہو، حالانکہ جو کچھ تم کرتے ہو (یعنی تحریف لفظی و معنوی) سب کچھ اللہ دیکھ رہا ہے، کہئے اے اہل کتاب تم اسے اللہ کی راہ سے کیوں روکتے ہو؟ جو ایمان لاتا ہے اس کے لئے کبھی چاہتے ہو حالانکہ تم خود اس کی (راتی) پر گواہ ہو اور جو حرکتیں تم کر رہے ہو، اللہ ان سے بے خبر نہیں۔" پادری صاحبان کہتے ہیں دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ (یوحنا ۱۲-۱۳) اور یہ بالتفصیل شیطان کے لئے مستعمل ہے۔ یعنی پادری وکلف اے سُنْگَھِ بزعم خود لکھتے ہیں کہ "دنیا کا سردار" کی اصطلاح خالصتاً اور بالتفصیل ابلیس کے لئے مستعمل ہے۔ ملاحظہ فرمائیے "اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے، اب دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا۔" (یوحنا ۱۲-۱۳) میکھی اس اصطلاح کو کسی عام انسان کے لئے استعمال کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے چہ جائیکہ وہ کسی نبی کے لئے کریں۔
(فارقلیط از وکلف اے سُنْگَھِ صفحہ ۳۵)

پادری صاحب کے دلائل باطل ہیں:-

پادری صاحب نے جن آیات کا حوالہ دیا ہے ① "دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا" ② "اب دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا۔" یہ سب تحریف کا کرشمہ ہے۔ یک تھوڑک بائبل میں یہ آیت اس طرح ہے کہ "دنیا کے سردار پر فتویٰ لگا گیا ہے" یہاں بھی تحریف کی گئی ہے۔ اصل عبارت کیا ہے؟ البتہ ای ایس وی بائبل نے یہاں یہ الفاظ لقل کئے ہیں۔

"Concerning judgement because the ruler of this world is judged. (John 16-11, The Holy Bible English Standard Version)

عدالت کے بارے میں اسلئے کیوں کہ دنیا کا سردار منصف (قاضی، نج) ہے۔

② اور دوسری آیت ”اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے، اب دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا۔“ (یوحنا ۱۲-۱۳) یہاں بھی تحریف سے کام لیکر ابہام پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ دنیا کی عدالت دنیا کے سردار نے کرنی ہے تو پھر دنیا کا سردار آئیگا جسے نکال دیا جائے گا، بنا دیا گیا۔ اگر بالفرض شیطان مراد ہے تو کہاں سے نکال دیا جائیگا؟ باغِ عدن سے تو وہ پہلے ہی نکلا جا چکا ہے دنیا سے نکالا نہیں گیا یہ سب تحریف کا کرشمہ ہے، ہم کہتے ہیں پھر اگر یہاں مان بھی لیا جائے کہ دوسری آیت میں اب دنیا کا سردار نکال دیا جائیگا مثلاً یہاں مان لیا جائے کہ اس سے مراد شیطان ہے تو بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پہلے مقام پر دنیا کا سردار فارقلیط ہے جو عادل ہے جو عدالت کرے گا۔ ظاہر ہے شیطان تو عادل نہیں اور دوسرے مقام پر ”اب دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا۔“ یہاں سے شیطان مراد ہے نکال دیا جائے گا کا مطلب ”ما یوس ہو جائے گا۔“ الیوم ینس الدین من دینکم ”اب سوال ہے کہ ممکن ہے کہ فارقلیط کے لئے بھی دنیا کا سردار کا لفظ استعمال کیا جائے شیطان کو بھی دنیا کا سردار کہا جائے اس کی مثال ہمیں بابل میں اس طرح ملتی ہے کہ انبیاء کے فرشتوں کے لئے بابل میں خدا اور خداوند کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور شیطان کو بھی خدا کہا ہے۔ اس کی تفصیل آگے آرہی ہے موسیٰ کو بھی خدا کہا گیا ہے، شیطان کو بھی خدا کہا گیا ہے، لہذا ممکن ہے عیسیٰ علیہ السلام نے یہاں نیکی کا سردار، بھلائی کا سردار دنیا جہان کا سردار فارقلیط کے لئے استعمال کیا ہو، اور برائی کے سردار کے لئے بھی ان معنوں میں کہ وہ گناہگاروں کا سردار ہے۔ شیطان کو کہا ہو، دونوں مقام کے جملوں میں واضح فرق ہے شیطان کے لئے روح کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ (افسیوں ۲-۲)

لہذا روح القدس بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے موجود تھا، اس لئے اس کی پیشین گوئی کی ضرورت نہ تھی اور شیطان بھی عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے موجود تھا، باغ

فَارْقَلِيظَا

170

عدن سے بھی عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہی نکلا جا چکا تھا اس لئے اس کی بھی پیشین گوئی کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ روح حق کو عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے جانے پر معلق فرمایا تھا اور اس پر ایمان لانے کی بھی وصیت فرمائی تھی اور فارقلیظ روح حق یعنی صادق اور امین ہے۔ سچائی کا روح ہے، پھر غور فرمائیے اس سے پہلے اور بعد میں پورے باب میں نبی موعود کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اس لئے پادری صاحب کی یہ تاویل باطل ہے۔

پادری صاحب کی اس دروغ گوئی اور دیدہ و دانستہ کذب بیانی پر اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ

دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے
اللہ سنبھے کو ناخن نہ دے ورنہ وہ اپنی ہی عقل کے سنبھے ادھیرتا رہے گا۔
درحقیقت فارقلیظ کے متعلق یہ نشانی کہ وہ سردار ہو گا، اس قدر مشہور اور معروف ہے
کیونکہ یہ سید کا ترجمہ ہے اس معاملہ میں انکار کی صورت نہ تھی اور تو کچھ بن نہ سکا
کہ دلائل سے کچھ ثابت کرتے لہذا یہ نبی ہائی کہ سردار سے مراد ابلیس ہے۔ حالانکہ
یہی اصطلاح عیسیٰ علیہ السلام کیلئے بھی مستعمل ہے یہ الگ بات ہے کہ آپ صرف بنی
اسرائیل کی طرف مبuous فرمائے گئے۔ لہذا آپ صرف بنی اسرائیل کے سردار ہیں
اور خاتم النبیین ﷺ دنیا جہان کی طرف مبuous فرمائے گئے، لہذا آپ پوری دنیا کے
سردار کہلائے۔ بابل کے متعدد مقامات سے ثابت ہے کہ دنیا و آخرت کی سرداری
اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے مخصوص ہے، چنانچہ بابل سے ثابت ہے کہ
”تیرے بیٹھے تیرے باپ دادا کے جانشین ہو گے، جن کو تو تمام روئے زمین پر
سردار مقرر کریں گا۔“ (زبور ۶۵-۶۶-۷۷)

تمام انبیاء بنی اسرائیل سردار ہیں:-

بابل کی کتاب پیدائش میں خاتم النبیین کی ایک پیشین گوئی ہے جو ”شیلوہ“ کی
پیشین گوئی سے مشہور ہے۔ اس پیشین گوئی میں یعقوب کی نسل کے تمام انبیاء کو حاکم

سردار Ruler کہا گیا ہے

The Scepter shall not depart from Judah, nor the ruler's staff from between his feet until tribute comes to him and to him shall be the obdience of the peoples.

(GENESIS 49-10)

دیکھئے یہاں یہوداہ کی نسل سے سرداری ختم نہ ہو گی کہ شیلوہ آئے گا مگر یاد رہے کہ اس سے مراد دنیاوی حکومت نہیں بلکہ نبوت مراد جس طرح عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے بارے میں وضاحت فرمائی ہے کہ میری بادشاہی اس دنیا کی نہیں، اس طرح بنی اسرائیل کے تمام انبیاء سردار ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی لفظ سردار کی ہی اصطلاح مستعمل ہے۔ بابل میں عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایک پشین گوئی کچھ اس طرح ہے۔ ”اے بیت ہم! یہوداہ کے علاقے تو یہوداہ کے حاکموں میں ہرگز چھوٹا نہیں کیونکہ تجھ میں سے ایک سردار نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی نگہبانی کریگا۔ (متی ۶-۵)

اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام محس بی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف مبسوٹ فرمائے گئے تو پھر بنی اسرائیل کے سردار عیسیٰ علیہ السلام ہوئے اور اگر عیسائی عقیدہ کے مطابق سب کے لئے آئے تو پھر ایک لحاظ سے اپنے وقت میں دنیا کے سردار عیسیٰ علیہ السلام ٹھہرے، کیسی تعجب کی بات ہے کہ عیسائیوں کا خداوند محس بیت ہم یہوداہ کے علاقے کا سردار اور ان کے مقابلے میں ابلیس دنیا کا سردار اور یہ تو اس سے تعجب کی بات ہے کہ آپ کے خداوند شیطان سے بھی آزمائے گئے اور شیطان ان سے اپنے لئے سجدہ کروانے کی خاطر انہیں دنیاوی لائق بھی دیتا ہے۔ عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ (یوحنا ۱۶-۱۱)

اور تو اور بابل میں دنیا کا خدا شیطان کو بھی کہا گیا ہے یعنی خدا کا لفظ بھی

فتنہ قلیل

172

شیطان کے لئے مستعمل ہے اور موسیٰ کو بھی فرعون کا خدا بابل میں کہا گیا ہے اور یہ بھی موسیٰ کے بارے میں کہا گیا۔ ”خداوند سینا سے آیا“ اور پھر عہد نامہ قدیم تو اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ شیطان دنیا کا خدا ہے اس بات کی نہیں کہ شیطان دنیا کا سردار ہے لہذا ممکن ہے یہاں ”دنیا کا خدا نکال دیا جائے گا“ کے لفظ ہوں اور مصلحین بابل نے ابہام پیدا کرنے کے لئے یہاں بھی سردار ترجمہ کر دیا ہو۔ اب اصل انجیل تو کہیں موجود نہیں کہ تصدیق کی جاسکے بلکہ کسی حواری کی لکھی ہوئی انجیل بھی موجود نہیں ان کے ترجمے ہی باقی ہیں پھر باقی تمام نشانیاں بھی اس بات پر شاہد ہیں کہ اس سے مراد فارقلیط ہے۔ بعض ہمارے تبصرہ نگار بھی کہتے ہیں کہ اصل انجیل سے مراجعت کیوں نہیں کرتے اب انہیں کون بتائے کہ انجیل کا کوئی بھی مکمل نسخہ پانچویں صدی کا بھی موجود نہیں کسی کا ایک دو باب ہے تو اس چھوٹے ٹکڑے کو مکمل نسخہ ترار دیا گیا ہے۔ لہذا بابل کا کوئی بھی مکمل نسخہ عہد نامہ قدیم یا جدید کا پانچویں صدی سے پہلے کا نہیں۔ لہذا ان تراجم میں بھی مروجه بابل میں پیدائش سے لیکر مکاشفہ تک کوئی ایک ایسی آیت پیش کرنے سے دنیاۓ نصرانیت عاجز اور درماندہ ہے جس سے یہ ثابت ہو کہ شیطان کو دنیا کا سردار بنایا گیا ہے اور اس کے برعکس شیطان کا ملعون اور مردود ہونا بابل کے متعدد مقامات سے ثابت ہے۔

بات روز روشن سے بھی واضح ہے کہ دنیا اور آخرت کی سرداری اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے لئے مخصوص ہے۔ حضرت آدم ﷺ اپنے وقت کے سردار اور امام تھے۔ حضرت نوح ﷺ اپنے وقت میں، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت علیؓ اعلیٰ وہ اپنے اور دیگر انبیاء اپنے وقت میں امام اور سردار چونکہ تمام انبیاء کی نبوت مخصوص وقت اور محدود مدت اور خاص علاقے یا امت کے لئے مخصوص تھی، لہذا وہ اپنے علاقے اور اپنی امت کے سردار رہے، اور ان کے برعکس خاتم النبیین ﷺ عالمین کے لئے اور قیامت تک کے لئے رسول بنا کر مسیح فرمائے گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ

فَلَا قُلْ يَعْلَمُ

کافرمان ہے کہ ”قُلْ يَا ايَّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مَبِينٌ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ“ (۲۲-۵۰، ۳۹)

اے رسول ﷺ! پوری نوع انسانی سے کہہ دو کہ میں تو تمہارے لئے صاف ڈرانے والا ہوں، سو جو لوگ ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں ان کے لئے تو بخشش بھی ہے اور عزت کا رزق بھی۔

”يَا ايَّهَا الرَّسُولُ بَلَغْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ مِنْ رِبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعُلْ فَمَا بَلَغْتَ رسالتَهُ“ (۵-۶۷)

اے رسول ﷺ! اس ضابطہ حیات کو جو تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے، تمام انسانوں تک یکساں طور پر پہنچاتے رہو، اگر تم نے ایمانہ کیا تو یہ فریضہ رسالت کی عدم ادائیگی ہو گی۔ ”قُلْ يَا ايَّهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا“ (۱۵۸-۷) تمام نبی نوع انسان سے کہہ دو کہ میں اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ (قومی، وطنی اور مذہبی حدود سے بلند ہو کر) ساری انسانیت کی طرف ”وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيًّا إِلَّا أَذَا تَمَنَّى الْقَى الشَّيْطَنُ فِي أَمْنِيَتِهِ فَيَنْسِخَ اللَّهُ مَا يَلْقَى الشَّيْطَنُ ثُمَّ يَحْكُمُ اللَّهُ أَيْتَهُ وَاللَّهُ عَلَيْهِ حَكْمٌ حَكِيمٌ“ (۲۲-۵۲)

تم سے قبل ہمیشہ ایسا ہوتا رہا کہ ہمارے نبی رسول وحی لے کر آتے رہے۔ لیکن (ان کے دنیا سے جانے کے بعد) مفاد پرست شیطان، اس وحی میں آمیزش کر دیتے، لہذا اللہ شیطانوں کی آمیزش شدہ اس وحی کو منسوخ کر دیتا اور پھر ایک اور رسول کے ذریعہ سے اپنے قوانین کو محکم کر دیتا اس لئے کہ اللہ کو ہر ایک بات کا علم ہوتا ہے اور اس کے سبب کام مبنی بر حکمت ہوتے ہیں۔

”وَتَمَتَّتْ كَلْمَتَ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلٌ لِكَمْتَهُ“ (۶-۱۱۶) اور قرآن کے ساتھ تمہارے پروڈگار کی وحی کا سلسلہ صدق و عدل کے ساتھ مکمل ہو گیا ہے۔ اب ان قوانین میں کوئی تغیر و تبدل کرنے والا نہیں۔ کیونکہ ”أَنَا نَحْنُ نَزَّلْنَا

فَلَمْ يَرَهُوا

174

الذِّكْرُ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ” (١٥-٩)

قرآن کو ہم نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کے بھی ذمہ دار ہیں۔ یعنی قرآن حکیم کے ساتھ تحریف اور تبدیل کا معاملہ پیش آہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا انتظام اب اللہ کے ذمہ ہے۔ چنانچہ ”انَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّهُ لِكُتبٍ عَزِيزٍ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدِيهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ مَا يَقُولُ لَكُمْ إِلَّا مَا قَدْ قَيْلَ لِلرَّسُولِ مِنْ قَبْلِكُمْ إِنَّ رَبَّكُمْ لَذُو الْمَغْفِرَةِ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ“ (٣١-٣٣)

یہ وہ لوگ ہیں جب ان کے پاس قرآن آیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا حالانکہ یہ ایک زبردست کتاب ہے جس میں باطل نہ آگے سے راہ پاسکتا ہے اور نہ پیچھے سے یہ حکمت والے اور لائق ستائش اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ آپ سے بھی وہی کہا جا رہا ہے جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہا جا چکا۔ بلاشبہ آپ کا رب معاف کر دینے والا بھی ہے اور المناک عذاب دینے والا بھی۔“ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”قُلْ لَئِنْ اجْتَمَعَتِ الْأَنْسَ وَالْجَنُّ عَلَىٰ أَنْ يَاتُوا بِمُثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمُثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لَبَعْضٍ ظَهِيرًا“ (٨٨-١٧)

”آپ کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جن سب اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے اگر وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔“ اور پھر اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے چیلنج فرمایا۔

”وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَبِّ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدَنَا فَاتَّوْا بِسُورَةٍ مِّنْ مُثْلِهِ وَادْعُوا شَهِدَاءَ كَمْ مِنْ دُونَ اللَّهِ أَنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَإِنْ لَمْ تَفْعُلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ“

اگر تم اب بھی شک میں بیٹلا ہو ہماری اس وجی پر جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی تو لے آؤ ایک سورۃ بنا کر اس کی مثل اور اللہ کے سواتم اپنے مددگاروں کو

فَلَمْ يَقِنُوا

بھی بلا لاء، اگر تم پچھے ہو اور تم ایمانہ کر سکو گے اور ہمیں یقین ہے کہ تم ہرگز نہ کر سکو گے پس تم اس آگ سے ڈر جاؤ جس کا ایندھن انسان اور پھر ہیں۔ پھر قرآن حکیم کے بارے میں فرمایا کہ ”ان هو الا ذکر للعالمين“ (۱۰۲-۱۲)

قرآن تمام اہل عالم کے لئے نصیحت ہے اور کعبۃ اللہ کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ ”اول بیت وضع للناس للذی بیکہ مبارکا و هدی للمتقین“

(۹۶-۳) بلاشبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے تعمیر ہوا، وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے تمام جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اور خاتم النبیین ﷺ کے متعلق فرمایا کہ ”وما ارسلناك الا رحمة للعالمين“ (۱۰۷-۲۱) اور ہم نے تمہیں صرف اس لئے بھیجا ہے کہ ہمارا یہ نظام ہر دور کے لوگوں کے لئے رحمت بن جائے۔

الہذا دونوں جہانوں کی سرداری ان تمام خصوصیات کے پیش نظر محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ہی مخصوص ہے۔ فرمایا حضور صادق المصدوق علیہ السلام نے ”اَسَيْدَ وَلَدَ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرٌ وَبِيْدَى لَوَاءَ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرٌ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَ شَدَّ آدَمَ فَمِنْ سَوَاهِ الْأَرْضِ وَلَا فَخْرٌ وَمَا أَوْلَ مَنْ تَنْشَقَ عَنْهُ الْأَرْضُ وَلَا فَخْرٌ“ (رواهہ ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳)

قیامت کے دن (بھی) تمام اولاد آدم کی سرداری مجھے حاصل ہو گی اور میں اس پر غرور نہیں کرتا اور حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا اور مجھے اس پر بھی فخر نہیں اور دربار الہی میں حاضری کیلئے سب سے پہلے میری ہی قبرش ق کی جائے گی اور میں اس پر بھی فخر نہیں کرتا۔

ہم ادب سے گذارش کریں گے کہ مردود و ملعون ابلیس کو دنیا کا سردار کہنا انتہائی ظلم اور زیادتی ہے کیونکہ دنیا کی لعنت ذات و خواری ابلیس اور ابلیس کے حواریوں کے لئے مخصوص ہے اور دنیا و آخرت کی سرداری اللہ تعالیٰ کے نیک راست باز اور

فتنہ قلیط

176

پاکیزہ بندوں کے لئے مخصوص ہے۔ بابل میں اس کا ثبوت موجود ہے اور قرآن حکیم سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

ب) بابل میں سردار کا ترجمہ Ruler یعنی حاکم کیا گیا ہے۔

And now I have told you before it takes place, so, that when it does take place you may believe I will no longer talk much with you forthr RULER of this wolrd is coming. (John 14-29)

اور عربی ترجمہ شرق الاوسط میں رئیس ترجمہ کیا گیا ہے۔

”وقلت لكم الان قبل ان يكون حتى متى كان تو منون الا اتكلم ايضا معكم كثير الان رئيس هذا العالم ياتي وليس له شئي“ (یوحنا ۱۳-۲۹)
رئیس کا مطلب ہے قوم کا سردار۔ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ امت کے سردار یعنی سید العالمین ہیں۔ کیتوںک بابل میں یہ پیشیں گوئی اس طرح سے ہے۔ ”اوراب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پیشتر کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم ایمان لاو۔ اب سے میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور اس کا مجھ میں کچھ نہیں۔“ (کیتوںک بابل)

غور فرمائیے دنیا کے سردار کی خبر دینے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”اب میں تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہو جائے تو تم ایمان لاو۔“ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے شاگردوں کو حکم دیا کہ تم شیطان پر ایمان لے آنا؟ اگر دنیا کے سردار سے مراد ابلیس شیطان ہوتا تو عیسیٰ علیہ السلام کبھی اس پر ایمان لانے کا حکم نہ دیتے۔ دوسری خاص بات یہ ہے کہ مردجہ انجلی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فقیہوں، فریضیوں اور علماء کو بھی مخاطب فرمائیں تو انہیں افی کے پھو، حرامکارو، انہیاء کے قاتلوں کے فرزندو، ریا کارو، اے سانپو وغیرہ کے القاب سے انہیں مخاطب کرتے

فارقلیط

ہیں، کیا وجہ ہے کہ شیطان لعین کو وہ بڑی عزت سے دنیا کا سردار کہتے ہیں؟ پھر کیا شیطان عیسیٰ علیہ السلام کے وقت بلکہ ان سے پہلے موجود نہ تھا؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ شیطان تو جناب مسیح کو بلندی پر لے جا کر ان سے اپنے آپ کو سجدہ بھی کروانا چاہتا تھا وہ پہلے سے ہی موجود تھا اس کی آمد کی بشارت کیوں؟

افسوس پادری صاحب کی یہ تاویل کئی وجہ سے باطل ثابت ہو گئی کیونکہ شیطان تو پہلے سے ہی موجود تھا اور اتنا آزاد تھا کہ مسیح کو دنیا کی سرداری کا لائچ دے کر ان سے اپنے لئے سجدہ بھی کروانا چاہتا تھا۔ اور وہ تو یہوداہ میں بھی سما گیا پھر اس کی آمد کی بشارت کیوں؟ اس لئے شیطان لعین تو دنیا کا سردار ہونہیں سکتا۔ وہ برائی کا سردار ہے، گناہ کا سردار ہے، لعنیوں کا سردار ہے۔ پھر دنیا کا سردار کون ہے؟ وہی فارقلیط سید ولد آدم یعنی اولاد آدم کا سردار۔

الغرض یہ پشین گویاں صرف اور صرف تاکستان کے مالک (متی ۳۲-۱۲ تا ۲۲) محمد رسول اللہ علیہ السلام کے بارے میں ہیں۔

پادری فائزہ کا اعتراض:-

”دنیا کا سردار“ اس کے بارے میں پادری وکلف اے سنگھ صاحب نے جو لکھا اس کا جواب ہو چکا۔ پادری فائزہ صاحب اپنی کتاب میزان الحق میں اسی پشین گوئی کے تحت دنیا کے سردار کے متعلق لکھتے ہیں ”جب ہم کتب مقدسہ کے دیگر مقامات کو دیکھتے ہیں جہاں یہی لقب یا اور اس کے ہم معنی القاب شخص مذکورہ کو دیے گئے ہیں تو صاحب منکشف ہو جاتا ہے کہ وہ شیطان ہے، دیکھو لوقا ۱۰-۱۸، یوحنا ۱۲-۱۳، ۱۶-۱۷، ۲-کرنیوں ۲-۲، افسی ۱-۲، ۱۱-۱۲ (میزان الحق باب نمبر ۲ حصہ سوم)۔

پادری صاحب نے اپنے نظریہ کے ثبوت میں کل چھ مقام عہد نامہ جدید سے نقل کیے ہیں جن میں سے دو پادری وکلف اے سنگھ نے نقل کیے ان کا حال بیان ہو چکا۔ آئیے اب ان کو ترتیب وارد کیجئے ہیں۔

① ”اس نے ان سے کہا میں شیطان کو بھلی کی طرح آسمان سے گرا ہوا دیکھے

فکر قلیق

178

رہا تھا۔” (لوقا ۱۰-۱۸)

② ”اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے اب دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا۔“

(یوحنا ۳۱-۳۲)

③ ”عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرا یا گیا ہے۔“

(یوحنا ۱۶-۱۷)

④ ”یعنی ان بے ایمانوں کے واسطے جن کی عقولوں کو اس جہان کے باوشا نے اندھا کر دیا ہے تاکہ مسیح جو خدا کی صورت ہے اس کے جلال کی خوشخبری کی روشنی ان پر نہ پڑے۔“ (کرنٹھیوں ۲-۳)

⑤ اور اس نے تمہیں بھی زندہ کیا جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مردہ تھے جن میں تم پیشتر دنیا کی روشنی پر چلتے تھے اور ہوا کی عملداری کے حاکم یعنی اس روح کی پیروی کرتے تھے جواب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے۔ (افسیوں ۲، ۱-۲)

⑥ خدا کے سب ہتھیار باندھ لوتا کہ تم ابلیس کے منصوبوں کے مقابلہ میں قائم رہ سکو کیونکہ ہمیں خون اور گوشت سے کشتنی نہیں کرنا ہے بلکہ حکومت والوں اور اختیار والوں اور اس دنیا کی تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی ان روحانی فوجوں جو آسمانی مقاموں میں ہیں۔“ (افسیوں ۶-۱۱، ۱۲)

پادری فائدہ صاحب نے جو چھ مقام ابلیس کو دنیا کا سردار ثابت کرنے کے لیے بتائے وہ ہم نے بمعہ حوالہ نقل کر دیے ہیں مگر افسوس کہ ان میں سے ایک سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ ابلیس دنیا کا سردار ہے۔

دو کا حال ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، باقی چار سے جو ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے۔ نمبرا کے مطابق ”شیطان بھلی کی طرح آسمان سے گرا“ اور یہ جملہ شیطان کی ذلت و خواری کو ظاہر کرتا ہے اس کی سرداری کو نہیں۔

فارقلیط

نمبر ۳ کے مطابق شیطان کو دنیا کا بادشاہ کہا گیا ہے یہاں بادشاہ کا لفظ الحاقی ہے۔ E.S.V میں دنیا کا بادشاہ کی جگہ God of this world کے الفاظ ہیں۔ نمبر ۵ میں شیطان کو ہوا کی عمل داری کا حاکم اور نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرنے والی روح کہا گیا ہے۔

اور نمبر ۶ میں شیطان کو ”دنیا کی تاریکی کے حاکموں“ اور ”شرارت کی روحانی فوجوں“ کہا گیا ہے۔

نتیجہ معلوم شیطان کی صفات یہ ہیں۔

آسمان سے گرا ہوا، دنیا کا خدا، ہوا کی عملداری کا حاکم، نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرنے والا روح، دنیا کی تاریکی کا حاکم، شرارت کی روحانی فوج۔ دنیا کے سردار کی صفات:-

Ruler of this world is عادل حاکم، وہ دنیا کی عدالت کرے گا، judge عیسیٰ دنیا کے سردار پر ایمان لانے کا حکم دیتے ہیں، لہذا دونوں مقام پر فرق واضح ہے نیز دنیا کے سردار کی پیشین گوئی فرمائی جا رہی ہے اور عیسیٰ اسے اپنے جانے پر معلق فرماتے ہیں مگر شیطان تو پہلے سے ہی دنیا میں موجود تھا۔

ستہویں نشانی: روح القدس فارقلیط نہیں، حواریوں کی شہادت:-

روح القدس کا نزول اگرچہ ایک من گھڑت افسانہ (Pure legend) ہے جسے لوقا کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔ تاہم محض بحث کی خاطر اگر تسلیم کر لیا جائے کہ روح القدس کا نزول حواریوں پر ہوا تو اس صورت میں روح کا نزول ہمارے موقف کے خلاف ہرگز نہیں وہ اس طرح کہ اول تو روح القدس میں وہ نشانیاں موجود نہیں، اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ روح القدس کا نزول کب ہوا؟ پہنچتی کست کے ذن روح القدس کے نزول کا ذکر اعمال کے دوسرے باب میں ملتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یوحننا کی انجیل کب لکھی گئی۔ مسیحی مصادر کی روشنی میں ۹۰ تا

فارقلیط

180

۱۰۰ء کے درمیان۔ یعنی یوحنہ سے انجیل لکھنے جانے سے متوں پہلے یہ واقعہ گذر چکا تھا۔ اس صورت میں تو یوحنہ بڑے فخر سے دعویٰ کرتے کہ مسیح کی یہ پیشین گوئی روح القدس کے نزول سے پوری ہو گئی جیسا کہ بائبل کی دیگر کتب کے مصنفوں کی یہ عادت ہے۔ کیا اس موقعہ پر یوحنہ نے کوئی دعویٰ کیا؟ یوحنہ نے دعویٰ کیا اور ضرور کیا اور اپنے دعویٰ کو تقویت دینے کے لئے مقدس پطرس کے ریمارکس بھی قلمبند کئے اور پطرس جیسے معتبر حواری کی شہادت کو اس پیشین گوئی کے ساتھ جوڑا۔ پطرس کہتے ہیں کہ ”ہم نئے میں نہیں۔“ بلکہ یہ وہ بات ہے جو یویں نبی کی پیشین گوئی سے ہے اور حواریوں نے تصدیق کر دی۔ یوحنہ نے اسے اپنی انجیل میں جگہ دی۔ پھر یوحنہ پطرس کی اس گواہی کے بعد عہد نامہ قدیم سے یویں نبی کی وہ پیشین گوئی نقل کرتے ہیں جو روح القدس کے نزول سے پوری ہوئی۔ اس کے بعد یوحنہ اسرائیلیوں کو مخاطب کر کے یسوع ناصری کے ایک شخص ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ ان کے مجزات، عجائبات اور کرشموں کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اگر فارقلیط کا تعلق روح القدس سے تھا تو اس موقع پر یوحنہ یویں نبی کی بجائے مسیح کی اس پیشین گوئی کا ذکر کرتے بلکہ ڈئکا بجاتے۔ مگر انہوں نے واضح طور پر اسے یویں نبی کی پیشین گوئی قرار دیا اور پادری صاحب خواہ خواہ حواریوں کی مخالفت اپنی ”انجیل جلیل“ کی مخالفت پطرس اور یوحنہ کی مخالفت میں مدعا سُٹ اور گواہ چست کا مصدق بن رہے ہیں۔ یوحنہ نے اپنے مکافہ میں فارقلیط سے متعلق مزید نشانیوں کا تذکرہ کیا ہے۔ مقدس یوحنہ روح القدس کی تائید سے خاتم النبین کی نشانیاں اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

حضرت پوحنہ کے نزدیک فارقلیط کی نشانیاں:-

”پھر میں نے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بردیوں کے پہاڑ پر کھڑا ہے۔ اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیں ہزار شخص ہیں جن کے ماتھے پر اس کے باپ کا نام لکھا ہوا ہے۔ اور مجھے آسمان پر سے ایک ایسی آواز سنائی دی جو زور کے پانی اور

بڑی گرج کی سی آواز تھی اور جو آواز میں نے سنی وہ ایسی تھی جیسے بربط نواز بربط بجاتے ہوں وہ تخت کے سامنے اور چاروں جانبداروں اور بزرگوں کے آگے ایک نیا گیت گا رہے تھے اور ان ایک لاکھ چوالیس ہزار اشخاص کے سوا جو دنیا میں سے خرید لئے گئے تھے، کوئی اس گیت کو نہ دیکھ سکا۔ یہ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ آلوہ نہیں ہوئے بلکہ کنوارے ہیں۔ یہ وہ ہیں جو برد کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں جہاں کہیں وہ جاتا ہے، یہ اللہ اور برد کے لئے پہلے بھل ہونے کے واسطے آدمیوں سے خرید لئے گئے ہیں ان کے منہ سے کبھی جھوٹ نہ نکلا تھا، وہ بے عیب ہیں پھر میں نے ایک اور فرشتہ کو آسمان کے نیچے میں اڑتے دیکھا جس کے پاس زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم اور قبیلہ اور اہل زبان اور امت کے سنانے کے لئے ابدی خوشخبری تھی اور اس نے بڑی آواز سے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور اس کی تمجید کرو کیونکہ اس کی عدالت کا وقت آپنہ چاہا ہے اور اسی کی عبادت کرو جس نے آسمان اور زمین اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کئے۔“ (مکافہ باب ۱۲ آیت اتائے)

نبی اکرم ﷺ کے حق میں اور آپ کے صحابہ کی شان میں یہ ایسی واضح پیشیں گوئی ہے کہ اسے پڑھنے کے بعد کوئی شبہ باقی رہ نہیں جاتا۔ اس پیشیں گوئی سے انکار خواہ مخواہ کے مخالف اور متعصب کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اس پیشیں گوئی کے متعلق کسی قسم کی وضاحت کی ضرورت نہیں، پھر بھی قارئین کی آسانی کیلئے چند روز ذکر کئے جاتے ہیں۔

① ”پھر میں نے جو نگاہ کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ برد صیون کے پہاڑ پر کھڑا ہے۔ برد سے اصلاح مرکاشفابت میں وہ گراں مایہ وجود مراد ہے جو اللہ کے بعد سب سے بزرگ و برتر ہو، یہاں جناب محمد رسول اللہ ﷺ مراد ہیں۔ اس سے مرادہ کفارہ کامن گھڑت عقیدہ نہیں ہے اس کا بطلان تو واضح ہے۔ صیون سے مراد مقدس پہاڑ ہے اور وہ مقدس پہاڑی عرفات کی پہاڑی ہے۔ یہ ایک اشارہ ہے خطبہ حجۃ الوداع

کی طرف۔

اٹھارہویں شانی:- ۱۸

”اس کے ساتھ ایک لاکھ چوالیں ہزار شخص ہیں۔“ یہ تعداد صحابہ کرام کی ہے جو حج میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ احادیث میں مفصل مذکور ہے۔

۱۹

”جن کے ماتھے پر اس کا اور اس کے بیپ کا نام لکھا ہوا ہے۔“

یہ ترجمہ ہے۔ ”سِمَاهِمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ اثْرِ السُّجُودِ“ کا ان کی پیشانیوں پر سجدہ کے نشان ہونگے۔

۲۰

”مجھے آسمان پر سے ایک ایسی آواز سنائی دی جو زور کے پانی اور بڑی گرج کی آواز تھی اور جو آواز میں نے سنی وہ ایسی تھی جیسے بربط نواز بربط بجاتے ہوں اور چاروں جانبداروں بزرگوں کے آگے گویا ایک نیا گیت گارہے تھے۔“ اس میں عام آوازہ تسبیح و تحمید کا ذکر کیا گیا ہے کیونکہ بنی اسرائیل بربط اور باجا کے ساتھ ایسی دعائیں پڑھا کرتے تھے مگر تسبیح و تحمید میں ”لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له الملک وله الحمد و هو علیٰ کل شئیٰ قدیر لبیک اللہم لبیک لاخ“ نیا گیت نے سے یہی دعائیں مراد ہیں جو عربی زبان میں تھیں اور عربی اہل کتاب کے لئے نئی زبان تھی، لہذا اسے نیا گیت کہا گیا ہے۔

۲۱

”اور ان ایک لاکھ چوالیں ہزار شخصوں کے سوا جو دنیا میں سے خرید لئے گئے تھے، کوئی اس گیت کو نہ سیکھ سکا۔“ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اس خطبہ کے سننے کا شرف ایک لاکھ چوالیں ہزار صحابہ کو ہی ملا تھا اور خریدے جانے کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

بائیسوں نشانی:-

۲۲

”یہ اللہ اور برہ کے لئے پہلے پھل ہونے کے واسطے آدمیوں میں سے خریدے گئے ہیں۔“ اصحاب پیغمبر کی یہ صفت قرآن حکیم میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔ ”والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار“ نیز بالفاظ حدیث ”اختارهم اللہ لرسوله“ اور خریدے جانے کا ذکر قرآن حکیم میں اس طرح فرمایا گیا۔

”ان الله اشتري من المؤمنين انفسهم واموالهم بان لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون وعدا عليه حقا في التوره والانجيل والقرآن“ (توبہ ۹/۱۱۱)

”یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جان و مال کو جنت کے بدالے میں خرید لیا ہے اور وہ اللہ کے دین کی خاطر قتال کریں پھر ماریں اور مارے جائیں۔ یہ اللہ کا وعدہ جو تورات و انجیل اور قرآن پاک میں مذکور ہے۔“ یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے مومنوں کو ان کی جان و مال کے عوض جوانہوں نے اللہ کی راہ میں خرچ کئے، جنت عطا فرمادی حالانکہ یہ جان و مال بھی اس کی عطا کردہ ہیں۔ پھر قیمت اور معاوضہ بھی، یعنی جنت، وہ نہایت ہی بیش قیمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ سچا وعدہ پھیلی کتابوں یعنی توارہ و انجیل میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ صحابہ کرام ﷺ کا کردار پوری دنیا جانتی ہے کہ اصحاب پیغمبر نے اللہ کے دین کی خاطر مال خرچ کرنے سے دریغ کیا اور نہ ہی جان دینے سے بچکچائے۔ یہی صفت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اور یہی مطلب ہے دنیا بھر میں سے خرید لئے جانے کا۔

تاکیسوں نشانی:-

”یہ وہ ہیں ہیں جو عورتوں کے ساتھ آلوہ نہیں ہوئے بلکہ کنوارے ہیں۔“ صحابہ کرام ﷺ کی یہ صفت ہے ایمان لانے کے بعد آپ زنا تو کیا برائی کے راستوں کے قریب بھی نہیں پھٹکے۔ ”والذین هم لفرو جهم حافظون“ بلکہ

فکر قلیل بیظا

184

کنوارے ہیں،” سے مراد یہ ہے کہ زنا سے کنارہ کش رہے، یعنی زنا سے اس طرح ناواقف ہیں جیسے کوئی کنوارہ شادی سے پہلے عورت سے ناواقف۔

چھبیسویں نشانی:-

یہ وہ ہیں جو برد کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں جہاں کہیں وہ جاتا ہے صحابہ کی یہ صفت قرآن مجید میں بایں الفاظ موجود ہیں۔ ”والذین معه“ نیز بالفاظ ”یتبعون الرسول النبی الامی“
پچھیسویں نشانی:-

”اور ان کے منه سے کبھی جھوٹ نہ نکلا تھا، وہ بے عیب ہیں۔ یہ صفت قرآن مجید میں بدیں الفاظ بیان ہوئی ہے۔

”ان الذين يغضون أصواتهم عند رسول الله أولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقواى لهم مغفرة واجر عظيم“
چھبیسویں نشانی:-

”پھر میں نے ایک اور فرشتے کو آسمان کے بیچ میں اڑتے ہوئے دیکھا جس کے پاس زمین کے رہنے والوں کی ہر قوم، ہر قبیلے اور اہل زبان اور امت کے سنانے کیلئے ابدی خوشخبری تھی۔ اور اس نے بڑی آواز سے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور اس کی تمجید بیان کرو کیونکہ اس کی عدالت کا وقت آ چکا ہے اور اس کی عبادت کرو جس نے آسمان اور سمندر اور پانی کے چشمے پیدا کئے۔

ابدی خوشخبری سے مراد قرآن حکیم ہے جو تمام جہانوں کے لئے، ہر قوم، ہر قبیلے، ہر علاقے کے لئے ابدی انجیل یعنی ابدی خوشخبری ہے۔ اور آخری آسمانی کتاب ہے اور کے بعد آسمان سے کوئی کتاب نازل نہ ہوئی نہ قیامت تک ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”ان هوا لا ذکر لِلْعَالَمِينَ“ بے شک (قرآن) عالمین کے لئے

ذکر ہے۔ اور حضور صادق المصدوق علیہ السلام نے بڑی یعنی اوپنجی آواز سے کہا کہ اللہ سے ڈرو، اس کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کھہ رانا۔“ قیامت قریب ہے تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ ملے گا۔ اس لئے ”قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا“ یعنی کہہ دو کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اور اس کے علاوہ کوئی الله نہیں وہی وحدہ لا شریک ہے تو تم کامیاب ہو جاؤ گے۔

انجیل کی یہ پشین گوئی اتنی صاف اور واضح ہے کہ جس میں کوئی شک اور شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ انجیل کے اس مقام پر حضور صادق المصدوق علیہ السلام کے آخری خطبہ کا ذکر کیا گیا ہے آپ کے صحابہ کی شان بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے کہ ”ذلک مثلهم فی التواریخ ومثلهم فی الانجیل“ (فتح ۲۸/۲۹) خطبہ حجۃ الوداع کے وقت رسول اللہ علیہ السلام نے ابو بکر صدیق کو امیر حج بنایا اور تین سو صحابہ کرام علیہم السلام کو ان کے ساتھ روانہ کیا تاکہ سب کو حج کرائیں ان کے بعد علی المرتضی علیہ السلام کو بھی ان کے پیچھے روانہ کیا تاکہ وہ سورۃ برات کا اعلان کریں۔ ابو بکر صدیق علیہ السلام نے لوگوں کو حج کرایا اور حضرت علی علیہ السلام نے سورۃ براءۃ کی پہلی چالیس آیتوں کو مع ان احکام کے پڑھ کر سنایا۔ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کے اندر داخل نہ ہونے پائے گا جیسا کہ یسوعیہ باب ۳۵ آیت میں مذکور ہے کہ ”اور وہاں ایک شاہراہ اور گزرگاہ ہو گی جو مقدس راہ کھلائے گی جس سے کوئی ناپاک گزرنا کرے گا۔“ ناپاک سے مراد مشرک ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ ”انما المشرکون نجس“ اس لئے فرمایا کہ کوئی مشرک یعنی ناپاک وہاں داخل نہ ہونے پائے گا اور کوئی شخص برجمنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہ کر سکے گا۔ وادیہ میں حضور صادق المصدوق علیہ السلام نے احرام باندھا اور یہیں سے ”لیک اللہم لیک لا شریک لک لک لیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک“ کا ترانہ بلند کیا اور مکہ معظمہ کو روانہ ہو گئے۔ اس مقدس کاروان

فلمقلي

186

میں راستہ سے ہر ہر جگہ سے فوج در فوج لوگ شامل ہوتے جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کا راہ میں جب کسی ٹیلہ سے گذر ہوتا تھا تو تمیں تمین بار تکمیر پا آواز بلند فرماتے اور یہی نشانی کتاب مقدس میں بھی بیان کی گئی ہے کہ بیابان اور اس کی بستیاں، قیدار کے آباد دیپہات اپنی آوازیں بلند کریں گے سلح کے بننے والے ایک گیت گائیں گے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں سے لکاریں گے۔ پھر جب آپ ﷺ مکہ کے قریب پہنچے تو ذی طوی میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے اور پھر بالائے مکہ میں ان سب قوموں اور انبوہ کو لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور روز روشن میں کعبۃ اللہ کا طواف کر کے اللہ تعالیٰ کے جلال کو آشکارا کیا۔ اس موقع کے متعلق یعنیہ نبی کی کتاب آیات ۲،۵ میں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو مخاطب کر کے کہا کہ ”سمندر کی فراوانی تیری طرف پھرے گی اور قوموں کی دولت تیرے پاس فراہم ہو گی، اونٹوں کی قطاریں اور مدیان اور عیسیہ کی سانڈنیاں آ کر تیرے گرد بے شمار ہوں گی۔ وہ سب سبا سے آئیں گے اور سونا اور لوبان لا ائیں گے اور خدا کی حمد کا اعلان کریں گے۔“ حضور صادق المصدق زیارت کعبۃ اللہ سے فارغ ہو کر صفا اور مردہ کے پہاڑوں پر تشریف لے گئے، ان کی چوٹیوں پر چڑھ کر اور کعبۃ اللہ کی جانب رخ کر کے کلمات توحید و تکمیر پڑھے۔ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَحْمَدُ انجزهُ وَعْدَهُ وَنَصْرَهُ وَعْبَدَهُ وَحْزَمُ الْأَحْزَابُ وَجَدَهُ“

یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لا تک نہیں، وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے اور ستائش بھی اس کے لئے شایان ہے وہ سب چیزوں کی قدرت رکھتا ہے۔ اللہ جس کے سوا کوئی عبادت کے شایان نہیں ہے اسی نے اپنے وعدہ کو پورا کیا، اسی نے اپنے بھے کی مدد فرمائی، اسی نے خود تمام فوجوں کو شکست دی۔

کے تو انسے گائے۔ آٹھویں ذوالحجہ کو قیام گاہ مکہ سے روانہ ہو کر منی ٹھہرے،

فارقلیط

ظہر، عصر، مغرب، عشاء، صبح کی نمازیں منی میں ادا کیں۔ نویں ذوالحجہ کو حضور صادق المصدق طلوع آفتاب کے بعد وادی نمرہ میں آ کرتے۔ اس وادی کے ایک جانب عرفات، دوسری جانب مزدلفہ ہے۔ دن ڈھلنے کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر عرفات تشریف لائے، تمام میدان سر تا سر لوگوں سے بھرا ہوا تھا، اور ہر ایک شخص تمجید و تقدیس میں مصروف تھا، اسی وقت ایک لاکھ چوالیں ہزار کا مجمع احکام الہی کی تعمیل کیلئے ہمہ تن حاضر تھا، نبی ﷺ نے پہاڑی پر چڑھ کر اور تصویر پر سوار ہو کر خطبہ کا آغاز فرمایا۔

اس کی عدالت کا وقت آپنچا ہے:-

یہ جملہ انتہائی قابل غور ہے اس کے ساتھ اس بات کا اضافہ فرمائیجئے۔

Concerning judgment because the Ruler of this world is judged. (John 16-11)

عدالت کے بارے میں اسلئے کہ دنیا کا سردار منصف ہے۔ اب بات واضح ہو گئی ہے کہ اس کی عدالت کا وقت آپنچا ہے۔ اس لئے اللہ سے ڈرو اور اس کی تمجید کرو ایمان سے بتائیے اللہ کی عدالت میں وکیل ابلیس ہو گا یا ابلیس کی حیثیت قاضی یا حج کی ہوگی؟ یہ پشین گوئی پہلی پشین گوئی سے متصل ہے اور واضح ہو گیا کہ دنیا کا سردار سے مراد ”سید ولاد آدم“ یعنی حضرت محمد ﷺ مراد ہیں۔

یہی بات زبور ۹۶ اور ۹۷ میں ہے یعنی ”وہ راستی سے قوموں کی عدالت کریگا..... وہ زمین کی عدالت کرنے کو آرہا ہے اور وہ صداقت سے جہان کی اور سچائی سے قوموں کی عدالت کریگا۔

فارقلیط کا نام صادق الائیں ہے، وہ مجاهد اعظم اور اس کی سواری سفید گھوڑا ہوگی:-

”پھر میں نے آسمان کو کھلا دیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید گھوڑا ہے اور جو

فلم قلبي

188

اس پر سوار ہے وہ امین اور سچا کہلاتا ہے۔ اور وہ صداقت سے عدالت کرتا اور لڑتا ہے اور اس کی آنکھیں آگ کے شعلے کے مانند اور اس کے سر پر بہت سے ناج ہیں اور اس کا ایک نام لکھا ہوا ہے جسے اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور وہ خون کی چھڑکی ہوئی پوشک پہنے ہوئے ہے اور اس کا نام کلام خدا کہلاتا ہے اور آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اور سفید اور صاف ٹھیکانی کپڑے پہنے ہوئے اس کے پیچھے پیچھے ہیں۔ اور قوموں کے مارنے کیلئے اس کے منہ سے ایک تیز تکوار نکلتی ہے اور وہ لوہے کے عصاء سے ان پر حکومت کریگا اور قادر مطلق خدا کے سخت غضب کی میٹ کے حوض میں انگور روندے گا اور اس کی پوشک اور ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے۔
بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند۔” (مکافہ ۱۹-۱۱ تا ۱۲)

ہم اپنے قارئین کے لئے عربی بابل اور پھر انگریزی بابل سے یہ پیشیں گوئی نقل کرنا چاہیں گے۔

”ثُمَّ رَأَيْتُ السَّمَاوَاتِ مَفْتُوحَةً وَإِذَا فِرْسَ أَبِيضٌ وَالْجَالِسُ عَلَيْهِ يَدُعِي
أَمِينًا وَصَادِقًا وَبِالْعَدْلِ يَحْكُمُ وَيَحْارِبُ وَعِينَاهُ كَلْهِيبٌ نَارٌ وَعَلَى رَاسِهِ
تِيجَانٌ كَثِيرَةٌ وَلَمْ يَمْكُرْ بِلِمْسَامٍ لَيْسَ أَحَدٌ يَعْرَفُهُ إِلَّا هُوَ وَهُوَ مَتَسْرِبٌ بِثُوبٍ
مَهْمُوسٍ بِدَمٍ وَيَدْعُى أَسْمَهُ كَلْمَةُ اللَّهِ وَالْأَجْنَادُ الَّذِينَ فِي السَّمَاوَاتِ كَانُوا
يَتَبَغُونَهُ عَلَى خَيْلٍ بِيَضْ وَلَابِسِينَ بِذَلِكَ أَبِيضٌ وَنَقِيَا وَمِنْ فِيمَهُ يَخْرُجُ سَيفٌ
مَاضٌ لِكُسْنِي يَضْرِبُ بِهِ الْأَمْمَ وَهُوَ سَيْرُ عَاهِمٍ بِعَصَمٍ حَدِيدٍ وَهُوَ يَدُوسُ
مَعْصَرَةً خَمْرٍ سَخْطٍ وَغَضْبٍ اللَّهُ الْقَادِرُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَلَدَهُ عَلَىٰ ثُوَبَهُ وَعَلَىٰ
فِخْلَدَهُ اسْمٌ مَكْتُوبٌ مَلِكُ الْمُلُوكِ وَرَبُ الْأَرْبَابِ“
(رؤيا یوحنا الملاحتی ۱۹-۱۱ تا ۱۶)

Then I saw heaven opened and behold a white horse
the one sitting on it is called FAITHFUL and True, and in

righteousness he judges and makes war. His eyes are like a flame of fire and on his head are many diadems and he has a name written that no one knows but himself. He is clothed in a robe, dipped in blood, and the name by which he is called is the word of God, and the armies of heaven arrayed in fine linen, white and pure, were following him on white horses. From his mouth comes a sharp sword with which to strike down the nations, and he will RULE then with a rod of iron. He will tread the winepress of the fury of the wrath of God the Almighty on his robe and on his Thigh he has a name written king of kings and Lord of Lords.

(E.S.V. Revelation 19-11 to 16)

- مقدس یوحنانے روح القدس کی تائید سے ہمیں بتایا کہ اس آنے والے فارقلیط کی درج ذیل صفات ہوں گی۔
- ۱ اس کا نام صادق الائین ہوگا۔
 - ۲ سفید گھوڑے پر سوار لو ہے کے عصا یعنی تکوار سے لوگوں کو سیدھا کریگا۔
 - ۳ آنے والا مجاہد اعظم ہوگا اس کی سواری گھوڑا اور اس کا ہتھیار تکوار ہوگا۔
 - ۴ مشرکین کے لئے انتہائی سخت گویا اس کی آنکھیں آگ ہیں اور وہ لو ہے کے عصا سے ان پر حکومت کریگا۔
 - ۵ اس کا ایک نام ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
 - ۶ اس کا نام کلام خدا کہلاتا ہے۔
 - ۷ آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اس کے پیچھے پیچھے ہیں۔
 - ۸ اور اس کی ران پر یہ نام لکھا ہوا ہے کہ بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا

خداوند۔

تجزیہ:-

① ”اس کا نام صادق الامین ہوگا“:-

رسول اللہ ﷺ کی صفت صادق اور امین اس قدر مشہور اور معروف ہے کہ اس کا انکار تو سخت سے سخت مخالفین کو بھی نہیں ہو سکتا چنانچہ اعلان نبوت سے بھی پہلے لوگوں میں آپ صادق اور امین مشہور تھے۔ (اس کی مثالیں پیش کرنے کی ہم چند اس ضرورت محسوس نہیں کرتے۔)

② ”آنے والا مجاهد ہوگا اس کی سواری سفید گھوڑا اور اس کا ہتھیار تکواز“:-

رسول اللہ ﷺ کی ساری زندگی بت پرستوں، کفار، یہود و نصاریٰ سے لڑتے ہوئے گذری۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ”انا الرسول بالسيف“ مجھ کو اللہ نے لو ہے کا عصا دے کر بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زندگی مبارک میں ۸۶ جنگیں لڑیں۔ سفید گھوڑے پر سوار ہاتھ میں توار لئے ۲۷ جنگوں میں بخش نفس شریک ہوئے اور قبائل در قبائل اور امتیں ان کے سامنے زیر ہوتی رہیں۔ تفصیل کیلئے الریحیق المختوم کا مطالعہ فرمائیے۔

③ ”اس کا ایک نام ہے جسے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا“:-

تاریخ سے یہ بات ثابت ہے اور عرب کا پورا لڑپچر اس بات سے خالی ہے کہ حضور ﷺ سے پہلے کسی کا نام محمد ﷺ یا احمد ﷺ رکھا گیا ہو۔ باجل کا ایک ایک ورق کنگالئے، قوموں کے احوال پڑھئے، کسی کا نام آپ محمد یا احمد نہ پائیں گے، یہی مراد تھی کہ اس کے سوا اس کا نام کوئی نہیں جانتا۔ آپ کی پیدائش سے پہلے کسی کو اس نام کا علم نہ تھا، اور آپ کے بعد محمد یا احمد یا پھر غلام احمد نام کے اتنے لوگ گزرے اور موجود ہیں کہ شمار کرنا مشکل ہے۔

④ ”اس کا نام کلام خدا کہلاتا ہے“:-

یعنی اس کا نام اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ ”محمد رسول اللہ والذین معاہ اور مبشر برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد“

⑤ ”آسمان کی فوجیں سفید گھوڑوں پر سوار اس کے پیچھے پیچھے ہیں“:-

رسول اللہ ﷺ کی مدد کیلئے اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتوں کی فوج کا نزول فرماتے۔ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی تو وحی کا نزول ہوا۔ ”انی ممدد کم بالف من الملائکۃ مردفین“ (۹-۸) میں ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا جو آگے پیچھے آئیں گے۔

اسلامی جنگوں میں فرشتوں کا نزول تواتر سے ثابت ہے۔ ”وینصر ک اللہ نصرا عزیز“، اللہ نے آپ کی مدد فرمائی، غالب آنے والی۔

⑥ ”اس کی ران پر یہ نام لکھا ہوگا پادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند“:-

ران پر لکھا ہوا نام رسول اللہ ﷺ کی مہرت نبوت ہے۔ ”خداوندوں کا خداوند“ سے کیا مراد ہے؟ بابل کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کا اطلاق بابل میں بکثرت مخدوم اور معلم کے معنی میں کیا گیا ہے۔ خدا اللہ تعالیٰ کا نام نہیں۔ قارئین اس سے دھوکہ نہ کھائیں۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی میں ایک نام بھی خدا نہیں۔ قرآن کریم میں خدا کا لفظ ثابت نہیں۔ حدیث مبارکہ میں خدا کا لفظ نہیں اور خود بابل میں بھی اللہ تعالیٰ کا نام خدا نہیں۔ محض ترجمہ کرتے ہوئے لفظ خدا کو لے لیا گیا۔

بابل کے مطابق اللہ کے نام:

خدا کے نام تین صورتوں میں ملتے ہیں۔ ① مفرد یا بنیادی ② ایل کے ساتھ مرکب ③ یہوداہ کے ساتھ مرکب۔

① مفرد یا بنیادی یک لفظی نام ایل - اللہ - الہم - یہوداہ - ادون - ادوناہی (جن کا ترجمہ) خداوند وغیرہ کیا گیا ہے۔

۲ ایل کے ساتھ مرکب۔ عبرانی میں جو نام ”ایل“ کے ساتھ آتے ہیں ان کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ قادر مطلق سب سے اعلیٰ اور افضل خدا ازلی ابد خدا۔

۳ اسی طرح جو نام یہوداہ کے ساتھ مرکب ہیں ان کا اردو ترجمہ خداوند، خدا، یہوداہ، غیر فانی خدا وغیرہ۔

- | | | | |
|---|-----------|--------------|--|
| ۱ | الویم | پیدائش ۲-۲ | وہ جو قادر ہے وہ جو تخلیق کرتا ہے |
| ۲ | ایل الیون | پیدائش ۲۲-۱۳ | وہ جو مالک ہے وہ جو سب سے اعلیٰ ہے |
| ۳ | ارونائی | پیدائش ۲-۱۵ | وہ جو حاکم ہے خداوند ہمارا خدا |
| ۴ | ایل اولام | پیدائش ۳۳-۲۱ | وہ جو پراسرار ہے خداوند جو ظاہر کرتا ہے |
| ۵ | یری | پیدائش ۲۲-۱۲ | وہ جو چھڑاتا ہے خداوند جو مہیا کرتا ہے |
| ۶ | رونی | خروج ۱۵-۲۶ | وہ جو شفادریتا ہے خداوند جو شفادریتا ہے |
| ۷ | نسی | خروج ۱۵-۱۷ | وہ جو ہماری خاطر بُنگ لڑتا ہے خداوند ہمارا جھنڈا |

خداوند ہمارا جھنڈا

| | | | |
|---|--------|------------|--|
| ۸ | یکادیہ | خروج ۲۱-۱۳ | وہ جو پا کیزگی ہے خداوند ہمارا جو پا کرتا ہے |
|---|--------|------------|--|

| | | | |
|---|-------|-----------|---------------------------------------|
| ۹ | شالوم | قضاۃ ۲-۲۳ | وہ جو صلح بخشتا ہے خداوند ہمارا جھنڈا |
|---|-------|-----------|---------------------------------------|

| | | | |
|----|----------|--------------|--|
| ۱۰ | سباؤ تھر | ا-سموئیل ۱-۳ | وہ جو ملکیت رکھتا ہے خداوند رب الافواح |
|----|----------|--------------|--|

| | | | |
|----|-------|-------------|---|
| ۱۱ | صدقتو | یرمیاہ ۶-۲۳ | وہ جو راست ٹھہرا تا ہے خداوند ہماری راست بازی |
|----|-------|-------------|---|

| | | | |
|----|------|----------------|-------------------------------|
| ۱۲ | شامہ | حزقی ایل ۲۵-۲۸ | وہ جو موجود ہے خداوند قریب ہے |
|----|------|----------------|-------------------------------|

| | | | |
|----|-------|----------|--|
| ۱۳ | الیون | زبور ۷-۷ | وہ برکت دیتا ہے خداوند جو برکت دیتا ہے |
|----|-------|----------|--|

| | | | |
|----|------|-----------|--|
| ۱۴ | روئی | زبور ۱-۲۳ | وہ جو نگہداشت کرتا ہے خداوند ہمارا چوپان |
|----|------|-----------|--|

(مضامین بے مثال صفحہ ۳۵، ۳۶، جلد اسیجی اشاعت خانہ فیروز پور روڈ لاہور)
علاوہ ازیں ”الف“ اول ”میگا“ آخر قصہ مختصر بابل میں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی نام
خدا نہیں۔ مترجمین بابل نے فارسی اور اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے لفظ خدا، خداوند
کو بھی لے لیا۔ حالانکہ یہ ایرانیوں کے ”اہور مزدا خدا“ دیوتا کا نام ہے۔ یہی روش
مسلمان مترجمین قرآن نے اپنائی اور اللہ کا ترجمہ خدا کر دیا حالانکہ اللہ کی کوئی مثل
نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ اسماء میں اور پھر اللہ پکارنے سے
دل کو سکون اور باعث اجر و ثواب ہے۔ کیونکہ یہ قرآنی نام ہے اور قرآن کا ایک
حروف پڑھنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں اور ”ا“ ایک حرف ہے۔

آپ نے دیکھا کہ اردو بابل میں خداوندوں کا خداوند عربی میں رب الارباب
اور انگریزی بابل میں ”لارڈ آف لارڈز“ کے الفاظ ہیں۔ مطلب یہ ہوگا کہ اللہ کے
بعد سب سے افضل و اعلیٰ و بزرگ و برتر۔

بابل میں عام انسانوں، انبیاء اور فرشتوں پر لفظ خدا بکثرت استعمال کیا گیا
ہے۔ اس کی متعدد مثالیں خود بابل میں موجود ہیں۔

بابل میں جب عام انسانوں اور انبیاء کیلئے لفظ خدا یا خداوند بکثرت ملتا ہے تو
اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ یہ سب انبیاء اللہ ہیں اور عقیدہ توحید کے عنوان سے ہم
ثابت کر چکے ہیں کہ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ظاہر ہے ان کیلئے خدا یا
خداوند کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے کہ وہ مخدوم، معلم اور ہادی تھے اسی طرح
رسول اللہ ﷺ کے خداوندوں کے خداوند ہونے میں کوئی قباحت نہیں۔ مراد یہ ہو گی
کہ رسولوں کا رسول نبیوں کا نبی، اماموں کا امام ہادی اعظم۔

”مہر نبوت، اس کی یو شاک اور ران یہ نام لکھا ہے:-“

اس سے مراد ہے مہر نبوت آپ ﷺ کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت
غبت تھی جس سے کستوری جیسی خوبصورتی تھی اور بخاری شریف کی روایت کے مطابق

فارقلیط

194

وہ "جبلہ" کے حلقے جیسی تھی، مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ وہ کندھے کی نرم ہڈی کے پاس جمع شدہ گوشت تھا جس پر سیاہ مہکوں جیسے ٹل تھے نیز وہ کبوتری کے ائڑے جیسی تھی۔ اکثر اہل کتاب صحابہ نے دیگر نشانیوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد اس مہربنوت کو دیکھنے کا مطالبہ کیا اور دیکھتے ہی ایمان لے آئے۔ حضرت سلمان فارسی جو پہلے جوی تھی، پھر عیسائی پادری بنے حتیٰ کہ مسلمان ہوئے، حضرت سلمان رض نے بھی آخری نشانی کے طور پر مہربنوت کو دیکھا اور ایمان لائے اور یہ نشانی انہیں وقت کے سب سے بڑے پادری نے بتائی تھی۔

"حضرت یہوداہ فارقلیط کی نشانیاں بیان کرتے ہیں:-"

محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حنوك عليه السلام جو حضرت آدم سے ساتویں پشت میں تھے، یہ پیشین گوئی فرمائی تھی، جسے یہوداہ نے بیان فرمایا۔

"ان کے بارے میں حنوك نے بھی جو آدم سے ساتویں پشت میں تھا، یہ پیشین گوئی کی تھی کہ دیکھو خداوند اپنے لاکھوں مقدسوں کے ساتھ آیا تاکہ سب آدمیوں کا انصاف کرے اور سب بے دینوں کو ان کی بے دینی کے کاموں کے سب سے جوانہوں نے بے دینی سے کئے ہیں اور ان سب سخت باتوں کے سب سے جو بے دین گنہگاروں نے اس کی مخالفت میں کہی ہیں، قصور دار بھرائے۔

(یہوداہ کا عام خط ۱۳۶)

اس پیشین گوئی میں مصلحین بابل نے اپنی عادت سے مجبور تحریف لفظی سے کام لیا ہے۔ بطور ثبوت نمونہ ملاحظہ فرمائیے۔

It was also about these that Enoch the seventh from Adam, Prophesied, saying behold, the lord came with ten thousands of his holy ones. (E.S.V Bible Jude 14)

پادری صاحب بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہاں دس ہزار کو تحریف کی نذر کر کے

فارقلیط

لاکھوں کیوں لکھا، جی ہاں استثناء کے باب ۳۳ میں بھی دس ہزار تھا۔ آپ نے لاکھوں زبردستی لکھ دیا تاکہ فارقلیط کی نشانیوں کو ختم کیا جاسکے مگر انگلش شینڈرڈ وٹن نے بہت سی تحریفات کو واضح کر دیا کہ E.S.V اور کنگ جیمز ایڈیشن کے مطابق استثناء ۳۳ میں بھی دس ہزار کا لفظ ہے اور یہ تعداد فتح مکہ کے وقت فارقلیط کے صحابہ کی تعداد تھی۔

اس عبارت کے ہر جملے پر غور فرمائیے کہ یہ کس ہستی کے متعلق ہیں۔ مگر اس سے قبل یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ خداوند کے لفظ کا اطلاق بائل میں بکثرت "مخدوم" اور "معلم" کے معنی میں کیا گیا ہے۔

مثلاً فرشتے کے لئے لفظ خدا (خرونج ۳۲-۳۰)

موئی کے لئے لفظ خدا خداوند سینا سے آیا (استثناء ۳۳)

خداوند نے موئی سے کہا دیکھ میں نے تجھے فرعون کیلئے خدا اٹھیرایا۔ (خرونج ۷-۱)

تم الله ہو اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ (زبور ۶-۸۲)

شیطان کے لئے بھی لفظ خدا (کرتھیوں ۳-۲)

رب کا مطلب یعنی مجازی استعمال معلم ہادی وغیرہ کے لئے اناجیل میں بکثرت ربی کے الفاظ ملتے ہیں۔ دیکھئے۔ (یوحنا ۱-۳۸)

لہذا اگر فارقلیط کے متعلق رب الارباب خداوندوں کا خدا کہا گیا ہے تو یہ حقیقی معنی میں نہیں مجازی معنی میں ہے۔ جیسے بائل کے متعدد مقامات سے رب اور خدا، خداوند کے الفاظ مختلف کے لئے ثابت ہیں، جن کی چند مثالیں اوپر بیان کی گئیں ہیں۔

البتہ "قدس" عہد قدیم اور عہد جدید دونوں میں ان نیک موسیمن کے لئے استعمال ہوا جو زمین پر موجود ہوں۔ کیونکہ بائل میں ہی درج ذیل عبارتیں ہمارے موقف کی صداقت کیلئے کافی ہیں۔ لکھا ہے

① ذرا پکار کیا ہے کوئی جو تجھے جواب دے گا؟ اور مقدسوں میں سے تو

فالقليل

196

کس کی طرف پھرے گا۔ (دیکھئے ایوب ب ۱۵)

② وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا لاکھوں قدوسیوں میں سے۔

(استثناء باب ۲۳-۲۴)

ان آیات میں مقدسوں یا قدوسیوں سے مراد زمین کے مومنین ہیں۔ علماء پروٹستنٹ نظریے کے مطابق تو ظاہر ہے اور علماء کیتھولک کے لئے اس سے زمین کے مقدس اور نیک مومنین مراد لینا ضروری ہے کیونکہ وہ ”مطہر“، جہنم یا علماء کیتھولک کے نزدیک ” AFL“ جس میں ان کے نزدیک مقدسوں کی ارواح غم والام کا شکار رہتی ہیں اور پاپا کے مغفرت نامہ دیئے بغیر نجات نہیں پاسکتیں۔ وہ مطہر تو حضرت مسیح کے بعد وجود میں آیا ہے۔ حضرت ایوب کے وقت تو اس کا وجود تھا ہی نہیں۔

③ کرنتھیوں کے نام خط باب اول میں ہے

”خدا کے اس کلیسیاء کے نام جو کرنتھس میں ہیں یعنی ان کے نام جو یسوع مسیح میں پاک کئے گئے اور مقدس لوگ ہونے کے لئے بلائے گئے۔ (آیت ۲) اس آیت میں بھی ان لوگوں کو مقدس ہی کہا گیا ہے جو کرنتھس میں موجود تھے۔

④ رومیوں کے نام خط باب ۱۲ میں ہے۔

”مقدس کی احتیاجیں رفع کرو۔“ (آیت ۱۳)

اور اسی خط کے باب ۱۵ میں ہے۔

”بالفعل تو مقدسوں کی خدمت کرنے کیلئے یہودی شلم کو جاتا ہوں کیونکہ مکرانیہ اور اخیلہ کے لوگ یہودی شلم کے غریب مقدسوں کیلئے چندہ جمع کرنے کو رضامند ہو گئے۔“

(آیت ۲۵)

یہاں بھی مقدسوں سے مراد یہودی شلم کے غریب و غرباء اور نیک صالح لوگ مراد ہیں۔

⑤ فلپپیوں کے نام خط کے باب ۱ آیت ۱ میں ہے۔ ”یسوع مسیح کے

فہرست محتوا

بندوں پوس اور یمتحیس کی طرف ”فلپی“ کے سب مقدسوں کے نام جو صحیح یسوع میں ہیں۔” یہاں مقدسوں سے مراد فلپی کے باشندے ہیں۔

۶ یمتحیس کے نام پہلے خط باب ۵ آیت ۱۰ میں ڈیکنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ ”مقدسوں کے پاؤں دھوئے ہوں۔“ اس موقع پر مقدسوں کا مصدق وہ مونین ہیں جو دنیا میں موجود تھے اس کی دو ولیلیں ہیں۔

۱ - مقدس جو آسمان پر موجود ہیں وہ ایسی ارواح ہیں جن کے پاؤں نہیں ہوتے۔

۲ ڈیکنوں (شام، شامس) کا آسمان پر جانا ہی ممکن نہیں۔

جب قارئین کو الفاظ خداوند، رب، مقدس، قدوسی کا حال بخوبی معلوم ہو چکا تو اب ہمارا یہ کہنا کہ خداوند سے مراد محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جو فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاتح مکہ کی حیثیت سے مدینہ سے لوٹے اور مقدس جماعتوں کا مصدق صحابہ کرام ۃ قم ہتھیں ہیں اور یہ کہ حضور ﷺ کی تشریف آوری کو بصیرہ ماضی یعنی ”آیا“ کے ساتھ تعبیر اس لئے کیا گیا کہ آپ کی بعثت یقینی تھی پھر آپ صحابہ میں تشریف فرماء ہو گئے اور کفار سے بدله لیا۔ منافقین اور مشرکین کو ان کی منافقانہ اور مشرکانہ حرکتوں کو اللہ کی توحید اور اس کے پیغمبروں کی رسالت تسلیم نہ کرنے پر اور بت پرستی اور آتش پرستی پر سرزنش کی۔ یہودیوں کو حضرت عیسیٰ ﷺ اور حضرت صدیقہ کے حق میں بے جا ازامات لگانے اور دوسرے بعض و اہیات عقائد رکھنے پر ملامت فرمائی۔ اسی طرح عیسائیوں کو اللہ کی توحید میں خلل اور کوتا ہی پر نیز عیسیٰ کے حق میں افراط پر اور بعض عیسائیوں کو صلیب پرستی اور شیعیت پرستی پر اور و اہیات عقائد رکھنے پر ملامت فرمائی اور یہ تمام باقی حضرت مسیح اور مبینہ روح کے متعلق ثابت نہیں۔ حضرت مسیح کی دنیا میں موجودگی تک صرف بارہ حواری یعنی بارہ مقدس ایمان لائے

فہرست محتوا

198

جو بقول انجیل ایک نے تو مسیح کو تمیں سونے کے سکوں کے عوض گرفتار کروایا باتی سب مسیح کے منکر ہو گئے۔

۱ مسیح نے کسی کو مجرم ٹھہرایا نہ کسی کو کسی کے جرم کی سزا سنائی بلکہ شریعت ہی منسوخ ہو گئی اور نہ ہی روح جو پہنچتی کست کو نازل ہوئی، اس نے یہ کام کئے۔

۲ اور نہ ہی مسیح نے ہزاروں یا لاکھوں مقدسوں کی جماعت کو ساتھ لے کر بد مذہب اور بے دینوں کے خلاف جہاد فرمایا۔ نہ کسی کو بد مذہب عقائد رکھنے پر ملامت فرمائی اور نہ ہی یہ کام روح القدس نے کئے۔ یہ سب کام روح حق یعنی صادق اور امین محمد و احمد ﷺ کے لئے ازل سے ہی مخصوص تھے۔

انجیل اور آسمانی پادشاہت:-

انجیلوں کا قاری ان میں بارہا استعمال ہونے والی اصطلاح ”آسمان کی بادشاہی“ Kingdom of Heaven کی طرف متوجہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کا ذکر عیسیٰ ﷺ کے ہم عصر نبی یحییٰ ﷺ نے بھی کیا اور حضرت مسیح ﷺ اس کو مختلف معانی میں بار بار استعمال کرتے ہیں۔ کہیں وہ اس سے محض نبوت مراد لیتے ہیں، یعنی نبی پر ایمان لانے والا گویا آسمان کی بادشاہی میں داخل ہو جاتا ہے اور کہیں اہل ایمان کی آخری برفرازی یعنی جنت میں داخلہ کو آسمان کی بادشاہی میں داخلہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ دو مواقع غبارت کے سیاق و سبق پر غور کرنے سے با آسمانی متعین کئے جاسکتے ہیں۔ ان دو استعمالات کے علاوہ انہوں نے آسمان کی بادشاہی کے نزدیک آجائے کا نہایت قوت سے پر چار کیا اور پر چار کو اپنی آمد کا مقصد قرار دیا۔ اور اس بادشاہی کی خصوصیات کو متعدد تمثیلوں کی مدد سے سمجھایا۔ یہود کو بالخصوص خبردار کیا کہ اگر وہ اس بادشاہی میں داخل نہ ہوئے تو وہ ملعون قوم ٹھہریں گے۔ آسمان کی اس بادشاہی کا اطلاق عام نبوت پر ہوتا ہے نہ آخرت کے انجام پر۔ لہذا یہ دونوں سے مختلف کوئی چیز ہے۔

فکر قلیب

انجیل میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے واقعات، آپ کے معجزات اور مفروضہ صلیب کی داستان ان کو علیحدہ کر دیا جائے تو جو کچھ باقی بچتا ہے درحقیقت وہ عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا مقصد عظیم نظر آتا ہے اور آپ ہر جگہ منادی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی واضح اور کبھی تمثیلوں میں اور وہ یہ کہ آسمانی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جواب کے پھل لائے اس کو دے دی جائے گی۔ اور کبھی آپ اس نبی موعود کا حلیہ بیان فرماتے ہیں۔ ان کی نشانیوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کا نام مبارک احمد ہوگا۔ کبھی ان کے اصحاب کی جان شماری کا تذکرہ کرتے ہیں کبھی اس بات کی وضاحت فرماتے ہیں کہ وہ نبی خاتم النبین ہوں گے۔ اس بات کو آپ نے اس انداز سے بیان فرمایا۔ ”جس پتھر کو معماروں نے رد کیا، وہی کونے کا سرے کا پتھر ہو گیا۔ انجلیوں میں ”حضرت میسیح علیہ السلام“ کا ذکر بھی ملتا ہے اور ان کی منادی اور عیسیٰ علیہ السلام کی منادی بالکل ایک ہے۔ دونوں یہ منادی فرماتے ہیں کہ جب اس نبی موعود یعنی ”وہ نبی“ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ فاران سے جلوہ گر ہوں تو ان پر ایمان لے آنا۔ اس بات کو عیسیٰ علیہ السلام نے متعدد تمثیلوں سے سمجھایا اور آسمانی بادشاہی سے بیہاں عیسیٰ علیہ السلام کی یہی مراد ہے۔

حضرت میسیح علیہ السلام کی منادی:-

انجیل کو کھولئے تو حضرت میسیح (یوحنا) علیہ السلام آسمانی بادشاہی کے نزدیک آجائے کی خردیتے نظر آتے ہیں۔ ان کی منادی یہ ہوا کرتی کہ ”توبہ کر، کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی۔“ (متی ۲۲:۳) انہوں نے یہود کے دو مشہور گروپوں صدو قیوں اور فریسیوں کو مخاطب کر کے متنبہ کیا کہ:

”اے سانپ کے بچو! تم کو کس نے جتا دیا کہ آنے والے غصب سے بھاگ سکو گے۔ پس توبہ کے موافق پھل لاؤ اور اپنے دلوں میں یہ کہنے کا خیال نہ کرو کہ ابراہیم ہمارا باپ

فہرست محتوا

200

ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا ان پھروں سے ابراہیم کے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے اور اب درختوں کی جڑ پر کلہاڑا رکھا ہوا پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاثا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ میں تو تم کو توبہ کے لئے پانی سے بپسمہ دیتا ہوں لیکن جو میرے بعد آتا ہے وہ مجھ سے زور آور ہے میں اس کی جوتیاں اٹھانے کے لاکن نہیں۔ وہ تم کو روح القدس اور آگ سے بپسمہ دیگا۔ اس کا چھانج اسکے ہاتھ میں ہے اور وہ اپنے کھلیاں کو خوب صاف کریگا اور اپنے گیہوں کو توکھتے میں جمع کریگا مگر بھوسی کو اس آگ میں جلانے گا جو بھخنے کی نہیں۔“

(متی ۳-۷ تا ۱۲)

اس خطاب میں حضرت داؤد علیہ السلام یہود کو خبردار کر رہے ہیں کہ ان کے لئے جو وقت آگ کے آرہا ہے اس سے وہ اپنی جان صرف اس صورت میں بچا سکتے ہیں کہ وہ اپنے نسب پر غرور کرنے کے بجائے توبہ کریں اور آسمانی بادشاہی کو قبول کریں۔ ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ان کے سوا اور بھی ہے، جو اگرچہ وحی والہام سے بے بہرہ ہونے کے باعث پھروں کے حکم میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ ان کو دین کی وراثت منتقل کر سکتا ہے۔ چونکہ بنی اسرائیل خداوند تعالیٰ سے کئے گئے اپنے عہد کو پورا کرنے سے قاصر رہے ہیں اس لئے اب ان کا وجود عبث ہے۔ اگر وہ توبہ نہیں کریں گے تو ان کو ایک بے شر درخت کی مانند کاٹ دیا جائے گا۔ میرے بعد آنے والا یغیر ایمان لانے والوں کے لئے تو سلامتی لائے گا لیکن مخالفین کو جہنم رسید کرنے کا باعث ہوگا۔ وہ میری طرح پانی سے بپسمہ نہیں دے گا بلکہ روح القدس اور آگ سے بپسمہ دے گا یعنی وحی الہی پر ایمان لانے کی دعوت دے گا اور جو لوگ اس کا انکار کریں گے ان کا دماغ آگ سے درست کریگا۔ جنگ کے لئے آگ کا استعارہ

نہایت معروف ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ ﷺ پر اس اقتباس کو منطبق کرنا ممکن نہیں۔ وہ بنی اسرائیل میں سے تھے، پانی سے پتسمہ دیتے تھے، یوحنًا کی طرح یہود کو تنبیہ کرتے کرتے ان کی عمر گزری اور ان کی زندگی میں جنگ کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ حضرت میحیٰ ﷺ کے الفاظ جو میرے بعد آتا ہے سے بھی یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ اس اقتباس کا مصدق حضرت عیسیٰ ﷺ ہیں۔ کیونکہ وہ آنجناہ کے ہم عصر تھے اور متی کی روایت کے مطابق اس خطاب کے وقت بذات خود حضرت میحیٰ ﷺ کی خدمت میں موجود پتسمہ کی درخواست کر رہے تھے۔ (متی ۳:۱۳) لہذا ماننا چاہئے کہ ایک پیغمبر کی رسالت کی خوشخبری پہلے حضرت میحیٰ ﷺ نے دی اور اسی کو زیادہ واشگاف الفاظ میں حضرت عیسیٰ ﷺ نے سنایا جیسا کہ متی کے اگلے ابواب میں ہے گویا آسمانی بادشاہت کے نزدیک آجانے سے مراد اس موعود پیغمبر کی بعثت کا زمانہ قریب آ جانا تھا۔

حضرت مسیح ﷺ کی منادی:-

حضرت میحیٰ ﷺ کو رومی گورنر نے گرفتار کر لیا تو اس وقت یسوع نے منادی کرنا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔ (متی ۲۷:۱)

یہ خوشخبری آنجناہ نے کسی ایک جگہ نہیں بلکہ علاقے میں گھوم پھر کر ہر جگہ دی۔ اور یسوع تمام گلیل میں پھرتا رہا اور ان کے عبادت خانوں میں تعلیم دیتا اور بادشاہی کی خوشخبری کی منادی کرتا رہا۔ (متی ۲۳:۳)

گلیل کے بعد آپ کفرنحوم کی بستی میں یہ منادی کرتے رہے۔ جب وہاں سے رخصت ہونے لگے تو لوگوں نے درخواست کی کہ آپ ہمارے پاس ہے نہ جائیں۔ آپ نے جواب دیا کہ مجھے اور شہروں میں بھی خدا کی بادشاہی کی خوشخبری سنانا ضرور

فہرست محتوا

202

ہے کیونکہ میں اس لئے بھیجا گیا ہوں۔ (لوقا: ۲۳: ۲۳)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی آمد کا خاص مقصد یہ بتایا کہ مجھے لوگوں کو نبی موعود کی آمد کی نوید سنانا ہے۔ آپ کی کتاب کا عنوان انجیل ہے جس کے معنی خوشخبری کے ہیں۔ عیسائی اس خوشخبری کے مصدق خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں حالانکہ ایسا ماننے کا کوئی قرینہ نہیں۔ اس کے نمایاں وجہ حسب ذیل ہیں۔

- اگر حضرت میسیح علیہ السلام کی بشارت اور اپنی خوشخبری کا مصدق سیدنا مسیح علیہ السلام خود ہوتے تو شہروں میں ان کی منادی ان الفاظ میں ہوتی کہ آسمان کی پادشاہی آ چکی۔ اب تمہیں انتظار کس کا ہے، ایمان لاو۔

- جب حضرت میسیح علیہ السلام قید خانہ میں تھے اور انہوں نے سیدنا مسیح کی تبلیغ کی شہرت سنی تو انہوں نے پیغام بھیج کر حقیقت معلوم کی۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح نے اس بات کی تردید فرمائی کہ آپ ہی موعود نبی ہیں۔

یوحنانے قید خانہ سے پچھوا بھیجا کہ آنے والا تو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ دیکھیں تو جواب بھجوایا کہ غریبوں کو خوشخبری سنائی جا رہی ہے اور مبارک وہ ہے جو میرے سبب سے ٹھوکرنہ کھائے۔ (متی ۱۱: ۵-۶)

اس اقتباس میں ”آنے والا“ سے مراد وہ خاص پیغمبر ہے جس کی آمد کی اطلاع انہیاً بنی اسرائیل مسلسل دیتے آئے اور جس پر ایمان لانے کا عهد بنی اسرائیل کوہ طور کے دامن میں کر چکے تھے، غریبوں کو جو خوشخبری سنائی جا رہی تھی وہ آسمانی پادشاہی کے نزدیک آنے کی تھی، غریب سے مراد اللہ کے آگے عاجزی و فرتوں کا اظہار کرنے والے لوگ ہیں جن کے متعلق مسیح علیہ السلام کا قول یہ ہے کہ ”مبارک ہیں وہ جو دل کے

غیرب ہیں کیونکہ آسمان کی بادشاہی انہی کی ہے۔” (متی ۳:۵) دوسرے الفاظ میں مغرب اور ہٹ دھرم لوگ اس بادشاہی میں شامل ہونے سے محروم رہیں گے۔

اوپر کے اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام خود جس پیغمبر کی آمد کی خوشخبری دیتے تھے، اسی کی آمد کی بابت انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا وہی موعود پیغمبر ہیں؟ آنحضرت نے واضح الفاظ میں جواب بھجوایا کہ میں تو خود اس کی آمد کی خوشخبری سنارہا ہوں۔ میری ذات کے بارے میں کسی کو غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ مطلب یہ ہوا کہ موعود پیغمبر میں نہیں، میرے بعد آنے والا ہے۔

ج۔ حضرت مسیح مدة العریٰ نوید خود بھی ساتے رہے اور آخر میں اپنے خلفاء کو بھی اس بات کی تلقین فرمائی کہ میرے بعد اسی مشن کی تکمیل تم کرنا۔ آپ نے فرمایا:

اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔

(متی ۱۰:۷-۸)

یہ تمام قرآن اس کے حق میں ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی بعثت کا مقصد اپنے بعد آنے والے اس نبی فارقلیط کی راہ ہموار کرنا تھا جس کی نوید پچھلے انبیاء بھی ساتے رہے تھے۔ آپ نے لوگوں کو خبردار کیا کہ جس خاص پیغمبر کا تمہیں انتظار تھا، اب اس کی آمد کا وقت نزدیک آچکا ہے۔ میرے بعد اس کی آمد کا انتظار کرو۔

آسمانی بادشاہت کی حقیقت تمثیلات کی روشنی میں:-

متی باب ۱۲ میں متعدد تمثیلات کے ذریعے سیدنا مسیح علیہ السلام نے آسمانی بادشاہت کی حقیقت سمجھائی۔ فی الواقع ان تمثیلات میں پیغمبر موعود کی رسالت کی خصوصیات سمو دی گئی ہیں۔ بعض خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ آسمانی بادشاہت رائی کے دانہ کی طرح ہوگی جو بہت چھوٹا ہوتا ہے لیکن

فہرست قلیقہ

204

جب اگتا ہے تو بڑھتے بڑھتے اس قدر تناور درخت بن جاتا ہے کہ اس کی ڈالیوں پر پرندے بیرا کرتے ہیں یا اس کی مثال وہ خیر ہے جو ایک عورت ذرا سی مقدار میں بہتے سے آٹے میں ملا دیتی ہے تو کچھ دیر بعد تمام آٹے میں خیر اٹھ چکا ہوتا ہے۔ یعنی نبی موعود اپنی دعوت کا آغاز کریں گے تو وہ تنہا ہوں گے۔ اس کے بعد لوگ ان کے ہم نوا بنتے جائیں گے، ان کا قافلہ بڑھتا چلا جائے گا، یہاں تک کہ ان کی تعلیم کی روشنی سے پورا ملک جگدا اٹھے گا۔ ہوتے ہوتے کئی دوسری اقوام اسی کی نام لیوا ہو جائیں گی اور اسی کی پناہ میں آسودگی پائیں گی۔

آسمانی بادشاہت کھیت میں چھپے کسی خزانے کی طرح ہے جس پر اگر کوئی شخص مطلع ہو جائے تو اس کو حاصل کرنے کے لئے اپنی جائیداد بیج کر اس کھیت ہی کو خرید لیتا ہے یا اس کی تمثیل یوں ہے جیسے عمدہ موتوں کا کوئی سودا گر جب اپنی پسند کا بیش قیمت موتی کہیں دیکھ لیتا ہے تو اس کو حاصل کرنے کی خاطر اپنا سب کچھ بیج دیتا ہے یعنی نبی موعود کی دعوت کی قدر و قیمت سے جو شخص واقف ہو جائے گا وہ اس کو حاصل کرنے کے لئے کسی چھوٹی یا بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریگا۔ وہ مال و جان کو عزیز رکھے گا بلکہ دعوت کی خاطر جان لڑا دینے کو اپنی سعادت سمجھے گا۔

آسمانی بادشاہت اس بڑے جال کی مانند ہوگی جو دریا میں ڈالا جاتا ہے تو اس میں ہر قسم کی چھوٹی بڑی مچھلیاں سمیت لی جاتی ہیں۔ اس کے بعد دریا کے کنارے پر لا کر اچھی مچھلیاں الگ کر لی جاتی ہیں اور خراب مچھلیاں پھینک دی جاتی ہیں۔ علی ہذا القياس اچھے بیج کے ساتھ خراب بیج کھیت میں پڑ جاتا ہے تو کسان اس کو اگلنے اور بڑھنے دیتا ہے۔ جب فصل کنٹتی ہے تو خراب بیج کے پودوں کو الگ جمع کر کے آگ لگا دی جاتی ہے اور

اچھے بیجوں کی فصل کو سمیٹ کر محفوظ کر لیا جاتا ہے۔ اس تمثیل میں یہ حقیقت بیان ہوئی ہے کہ موعود نبی کی رسالت میں مومن و منافق جمع ہو جائیں گے تو منافقوں کو برداشت کیا جائے گا اور ان پر فوری گرفت نہیں ہوگی۔ بعد میں مراحل میں ان کے ساتھ ایسا معاملہ کیا جائے گا جس سے ان میں اور خالص اہل ایمان میں امتیاز ہو جائے گا۔

یہود کو متینبہ:-

سیدنا مسیح علیہ السلام چونکہ بنی اسرائیل کی اصلاح پر مامور تھے، اس لئے انہوں نے اپنی قوم کو خاص طور پر متینبہ کیا کہ ان کا ماضی کا رویہ ایسا ہے جس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت خداوندی کی حامل قوم کی حیثیت سے کام کرنے کا مزید موقع نہیں دے گا اور یہ تاج ان لوگوں کو پہنایا جائیگا جو اس کی ذمہ داریوں کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ آپ نے فرمایا:

”میں تم سے کہتا ہوں کہ بہتیرے پورب اور پچھتم سے آ کر ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہوں گے مگر بادشاہی کے بیٹے باہر اندر ہرے میں ڈالے جائیں گے وہاں رونا اور دانت پینا ہو گا۔“ (متی: ۸: ۱۲-۱۳)

اس قول کا مفہوم نہایت واضح طور پر یہ ہے کہ مشرق و مغرب کی کلتشی قومیں بنی آخر الزماں پر ایمان لا کر اپنے آپ کو اخروی ضیافت کا مستحق بنالیں گی لیکن بنی اسرائیل جس ڈگر پر چل رہے ہیں اس کا انجام یہ ہو گا کہ یہ پیغمبروں کی اولاد ہونے کے باوجود ایمان سے محروم رہ کر ابدی خران کے مستحق ٹھہریں گے۔ ایسا کیوں ہو گا اور بنی اسرائیل سے خلعت نبوت کیوں چھین لی جائے گی، اس کو سیدنا مسیح علیہ السلام نے پاکستان کی مشہور تمثیل سے واضح فرمایا:

یہ تمثیل یوں ہے کہ ایک مالک نے تاکستان یعنی انگوروں کا باغ لگایا۔ وہ اسے باغبانوں کو ٹھیکے پر دے کر پر دلیں چلا گیا۔ پھل کا موسم آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو پھل لانے کے لئے بھیجا۔ باغبانوں نے نوکروں کو پکڑ کسی کو پیٹا، کسی کو پتھر مارے اور کسی کو قتل کر دیا۔ مالک نے پہلے سے زیادہ نوکر بھیجے ان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا۔ بالآخر مالک نے اپنے بیٹے کو بھیجا تو باغبانوں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ ظاہر ہے اس صورت میں مالک ان باغبانوں کو بری طرح ہلاک کریگا اور باغ کا ٹھیکہ دوسروں کو دے دے گا۔ جو موسم پر اس کو پھل پیش کریں گے۔ تمثیل سن کر سیدنا مسیح ﷺ نے فرمایا کہ:

کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ
جس پتھر کو معماروں نے رد کر دیا
وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا
یہ خداوند کی طرف سے ہوا
اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔

”اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی پادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو، جو اس کے پھل لائے، دے دی جائیگی اور جو اس پتھر پر گرے گا مکڑے مکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا اس کو پیس ڈالے گا۔“ (متی ۲۲:۲۱-۲۲)

تاکستان کی تمثیل میں بنی اسرائیل کے جرام سے پردہ اٹھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو برقزیدہ کیا لیکن وہ اس کے عہد کو پورا نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی جانب متعدد نبی مبعوث کے لیکن انہوں نے ان کی تحقیر کی، بعض کو سنگسار اور بعض کو قتل کر دیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک عظیم رسول..... یعنی حضرت عیسیٰ ﷺ..... کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے اس کے قتل کی بھی تدبیر کی۔ اس شیطنت

فہرست

کے بعد آخر اللہ تعالیٰ اس ناہجار قوم کو اپنے باغ کی رکھوالی کے لئے مسلط رکھے گا؟ وہ لازماً اس ذمہ داری کو ذوروں کے پرد کر دیگا جو اس کا حق ادا کر سکیں۔

سیدنا مسیح علیہ السلام نے کتاب مقدس کا جو حوالہ دیا۔ یہ اصل میں زبور ۱۸:۲۲-۲۳ کی عبارت ہے۔ اس کی تفسیر آنحضرت نے آگے فرمائی۔

معماروں کے اس پھر کو رد کرنے کا مفہوم یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے ہمیشہ اپنے بھائیوں بنی اسماعیل کو تحقیر کی نگاہ سے دیکھا اور ان کے اندر کسی خوبی کا اعتراف نہیں کیا۔ لہذا بنی اسماعیل کے اندر آخری پیغمبر کی بعثت بنی اسرائیل کو ہبکا بکا کر دیگی لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ اٹل ہو گا۔ بنی اسرائیل اگر اس پیغمبر سے مکرا میں تو اپنا سر پھوڑیں گے۔ اس کو کوئی گزند نہ پہنچا سکیں گے۔

جب سیدنا مسیح علیہ السلام سے یہود بیزار ہو گئے تو انہوں نے ان کو رومی حکومت کے ہاتھوں قتل کروانے کی سازش تیار کی۔ عیسیٰ علیہ السلام اس سے مطلع ہوئے تو اپنی ناہجار قوم کو آخری مرتبہ نیوں چھپھوڑا۔

”اے یروشلم، اے یروشلم! تو جو نبیوں کو قتل کرتی اور جو تیرے پاس بھیجے گئے، ان کو سنگار کرتی ہے، کتنی بار میں نے چاہا کہ جس طرح مرغی اپنے بچوں کو پروں تلے جمع کر لیتی ہے اسی طرح میں بھی تیرے لڑکوں کو جمع کر لوں مگر تم نے نہ چاہا۔ دیکھ تھہارا گھر تھہارے لئے ویران چھوڑا جاتا ہے کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے جب تک نہ کہو گے کہ مبارک ہے۔ وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔

(متی ۲۸:۲۸-۳۹)

یہاں حضرت مسیح ﷺ یہود کو اللہ کی لعنت سے بچانے کے لئے اپنی کاؤشوں کا ذکر فرمائے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ یہود نے ان کی قدر نہیں کی، لہذا اب ان سے نبوت کا منصب ہمیشہ کے لئے چھین لیا جائے گا۔ اب ان میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہو گا۔ ان کی فلاج کی واحد صورت اب یہ ہے کہ اس نبی موعود پر ایمان لا میں جو خداوند کے نام سے آئے گا۔

یہود سے مالیوں ہو کر سیدنا مسیح ﷺ نے اپنے شاگروں کو ملک میں پھیل جانے کا حکم دیا کہ وہ بستیوں میں گھوم پھر کر صحیح دین کی منادی کریں۔ بے حد مشکلات کا مقابلہ کرنے کے بعد یہ لوگ اصل دین کو عوام تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔ یہودیوں نے اپنی سرشنست کے مطابق حضرت مسیح ﷺ کی تعلیم میں تحریف کا منصوبہ بنایا اور حضرت مسیح ﷺ کو خدا کا بیٹا کہا اور خدائی کے تین ستوںوں میں سے ایک ستون قرار دے کر خدا بنا ڈالا۔ پال نے یہ عقائد مسیح ﷺ کے پیروکاروں میں پھیلائے تو ان کی اکثریت نے ان کو قبول کر لیا اور خالص دین مسیح کے حاملین اقلیت میں ہو گئے۔ پال کے ماننے والے روی سلطنت میں با اثر ہو گئے اور آہستہ آہستہ حکمران طبقہ عیسائی ہو گیا۔ اسی طرح بھیئت مجموی یہود اور نصاریٰ جنہیں کتاب اللہ کی دراثت سونپی گئی تھی، دونوں اصل دین توحید کے خادم اور مبلغ کے طور پر ناکام ہو گئے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ سیدنا مسیح ﷺ نے اپنے عہد میں اس نبی کے آنے کی اطلاع دی جس سے یہود پہلے سے واقف تھے اور جس کے انتظار کا ان کو حکم دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اپنے سے پیشتر انبیاء و رسول کی طرح حضرت عیسیٰ ﷺ نے بھی اس رسول کی کئی علامات و خصوصیات بیان کیں اور ان کا نام فارقلیط یعنی احمد بتایا۔

اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا

سردار آتا ہے اور مجھے میں اس کا کچھ نہیں۔ (یوحننا ۱۳: ۳۰)

میں تم سے سچا کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے

کیونکہ اگر میں نہ جاؤں گا تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا
لیکن اگر میں جاؤں گا تو تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور
وہ آخر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں
قصور دار ٹھہرائے گا۔ (یوحنا ۱۶:۷-۸)

مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی
برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو
تم کو کامل سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف
سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سننے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی
خبریں دے گا۔ (یوحنا ۱۶:۱۲-۱۳)

اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار
بنجھے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے، یعنی سچائی کا روح۔
(یوحنا ۱۶:۱۷-۱۲)

ان اقتباسات سے حسب ذیل خصوصیات سامنے آتی ہیں:
① آنے والے پیغمبر کا مرتبہ و مقام سب سے اوپر ہے۔ حضرت
عیسیٰ ﷺ بھی اس کے ہم پلہ نہیں۔

② اس کے پاس کامل سچائی یا مکمل حق ہو گا۔ یعنی جو تعلیم دے گا وہ
آسمانی ہدایت کی تکمیل کر گی جب کہ سابق انبیاء کے پاس
ناتمام ہدایت تھی۔

③ اس کی تعلیم ابد تک باقی رہے گی یعنی وہ آخری نبی ہو گا اور اس
کے پاس جو ہدایت ہو گی اور اس وقت تک محفوظ رہے گی جب
تک دنیا آباد ہے۔

④ وہ پیغمبر آسمانی تعلیم ہی پیش کرے گا اور مستقبل کے بارے میں

واضح اشارات دے گا۔

⑤ وہ اپنے مخاطبوں کے اندر پائے جانے والے گناہوں، حق تلفیوں اور غلطیوں کی نشاندہی کرے گا اور ان کو اس کا الزام دے گا۔

⑥ حضرت عیسیٰ ﷺ کے بعد اب وہی پیغمبر مبعوث ہو گا۔ درمیانی زمانہ میں کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔

⑦ حضرت عیسیٰ ﷺ نے اس پیغمبر کا نام بھی بتایا، اس کو مترجمین نے مددگار یا سچائی کا روح کے الفاظ سے ادا کیا ہے۔ حالانکہ ناموں کا ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ قرآن نے جہاں حضرت عیسیٰ ﷺ کے بتائے ہوئے نام کا ذکر کیا، وہاں نام ”احمد“ بتایا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، ملائکی نبی اور دیگر۔

بنی اسرائیل کے انبیاء و رسول نے جس وضاحت سے نبی موعود کا ذکر کیا، معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے جدا مجدد حضرت ابراہیم ﷺ کی دعا کی روشنی میں اپنے قبیلوں کو ہر دور میں تیار کرتے رہے کہ جو نبی اس نبی کی بعثت ہو وہ اس پر ایمان لانے میں تاخیر نہ کریں اور اس کے دست بازو بن کر اس کے فرائض کی تکمیل میں اپنا حصہ ادا کریں۔ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے الٰہ کتاب ہر دور میں اس آخری نبی کی آمد کے منتظر رہے اور اپنے ہم عصروں کو بھی ذہنی طور پر تیار کرتے رہے کہ وہ بھی اس عظیم رسول کو پہچاننے اور اس پر ایمان لانے میں پیچھے نہ رہیں۔

دعا

اے رب العالمین!

تو ہی قادر مطلق ہے اور ہدایت تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے۔ اور بنی آدم

کے دل تیرے ہی اختیار میں ہیں۔ تو ہی دلوں کو پھیر سکتا ہے اور دلوں کو ابلیس کے دسوں سے چھڑانے کی طاقت رکھتا ہے، اپنے فضل و کرم سے عیسائیوں کو جو بچے دل سے اپنی نجات کے خواہاں ہیں، راہ راست پر لا اور ان کو جو تعصب کی راہ سے دین اسلام کے دشمن ہو رہے ہیں، تعصب سے چھڑا اور ان کو توفیق عنایت فرمائے کہ بچے دل سے تیری راہ تلاش کریں اور تیرے نبی آخر الزماں پر ایمان لا کر نجات ابدی اور حیات سرمدی پائیں۔

اے رب متعال!

تو ہی سب کا چوپان ہے ان کو توفیق دے کہ اس کتاب کو بلا تعصب اور بلا طرف داری دیکھیں اور ضلالت و گمراہی کے ورطہ سے نکل کر ساحل نجات پر پہنچیں اور اس کتاب کو اپنے فضل و رحمت سے قبول، منظور و مقبول فرماؤ اور اس میں جو کچھ ہو ونسیان ہوا ہو تو معاف فرماؤ اور سب مسلمانوں کا خاتمه بالا ایمان فرماؤ اور قیامت کے دن سرور عالم علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرم۔

ربنا لا توانخذنا ان نسينا او اخطأنا ربنا ولا تحمل علينا اصراء كما
حملته على الذين من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقة لنا به واعف عننا
واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين.

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین
برحمتك يا ارحم الراحمين

فارقليط

(اسمه احمد سنتنے)

